أوائل القرن

(جلد دوم)

تألیف

سابق سفیر پاکستان در عربستان سعودی، لیبی، مراکش و سابق رئیس هیأت نمایندگی پاکستان در سازمان ملل

ڈاکٹر قاضی احمد بیگ

سورہ الحدید(۵۷)

نام

اس سورت میں "لوہے" کی طاقت کا ذکر ہے۔ اس مناسبت سے نام "الحدید" قرار دیا گیا ہے۔

زمانۂ نزول

یہ سورت مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ کا نزول فتح مکہ سے قبل ہوا۔

مضامین

اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس اور صفات سے اس سورۃ کا آغاز ہوا ہے تاکہ اس کے مخاطب لوگ اپنے خالق کی طاقت و عظمت اور اس کی رحمت و قدرت کے یقین کے ساتھ اس کے کلام کو سنیں اور عمل کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ اس سورت میں خاص طور پر اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے فضائل اور اس کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ یہ سورۃ جس دور میں نازل ہوئی' یہ وہ دور تھا جب مسلمان قوم کے لئے بے شمار خطرات تھے' کفر کی طاقت اپنے آخری حربوں کے ساتھ مسلمانوں کو زیر کرنے بلکہ مٹانے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہی تھی۔ جنگِ بدر اور اس کے بعد کی جنگوں نے کافروں کو یہ باور کرا دیا تھا کہ اب مسلمانوں کا مقابلہ بھرپور اور یکبارگی کرنا ہو گا۔ وگرنہ مسلمان پھیلتے ہی چلے جائیں گے۔

ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں مسلمانوں کو بھی اپنی ساری توانائیاں مجتمع کر کے پورے زور کے ساتھ مقابلہ کرنا تھا اور اس مقصد کے لئے مالی و جانی اور ہر طرح کی قربانیاں ضروری تھیں مگر کوئی بھی قربانی موقع کی نزاکت کے اعتبار سے کسی بھی وقت زیادہ اہم ہو جاتی تھی۔ اس لئے واضح کیا گیا کہ فتح و کامرانی کے بعد کے دور کی قربانی اور ضعف و کمزوری کے دور کی قربانی میں بڑا فرق ہے۔ جو لوگ اس مشکلات کے دور میں قربانیاں دیں گے' ان کا اجر و ثواب، کہیں زیادہ ہو گا اور بعد کے دور میں قربانیاں دینے والے کبھی ان کے درجات تک نہیں پہنچ سکیں گے۔

مزید فرمایا کہ مال و دولت دراصل اللہ ہی کا ہے۔ انسان کو دورِ نیابت میں صرف تصرف کا اختیار دیا گیا ہے۔ انسان کے لئے وہ مال ہی سودمند ہو گا جو اپنے دورِ نیابت میں اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا۔ کیونکہ پھر یہ مال دوسرے لوگوں کے تصرف میں چلا جائے گا۔

اجر و ثواب کے ذیل میں فرمایا کہ جو مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے گا' وہ اللہ کے ذمہ قرض ہے اور روزِ حشر اس کا پورا بلکہ کئی گنا زیادہ اجر اور بدلہ اس بندے کو ملے گا۔ ایسے لوگوں کو آخرت میں ایک امتیازی نشان دیا جائے

Marfat.com

گا جو کہ ایک مخصوص قسم کا نور ہو گا جس سے کافر محروم ہوں گے۔ نیز جن لوگوں نے اس دنیا میں نفاق کی زندگی گزاری' وہ بھی اس نور سے محروم ہوں گے اور ان کا حشر بھی کُفّار ہی کے ساتھ ہو گا۔

مومنوں کو خبردار کیا گیا ہے کہ تم اہلِ کتاب کے اس طبقے کی مانند نہ ہو جاؤ جن کی ساری عمر دنیا کے حصول اور اس کی پرستش میں گزر گئی اور وہ کبھی اللہ کے آگے نہ جھک سکے کیونکہ یہ دنیا چند روز کے لئے نفع اٹھانے کی چیز ہے۔ یہاں کا مال و دولت اور دلچسپیاں موت کے ساتھ ہی منقطع ہو جائیں گی۔

یہ بھی کہا گیا کہ شہید و صدیق وہ لوگ ہیں جو صداقت اور اخلاص کے ساتھ اللہ کی راہ میں سب کچھ لُٹا دیتے ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ تو یہ ہے کہ راحت و مصیبت اللہ ہی کی جانب سے ہے۔ مومن نعمت ملنے پر اتراتا نہیں بلکہ شکر ادا کرتا ہے جبکہ کافر و منافق نعمت ملنے پر پھول جاتا ہے اور اس نعمت کو اپنا حق سمجھتا ہے۔ اسی لئے جب مصیبت آتی ہے تو دل گرفتہ ہو جاتا ہے۔

مخلوق کی ہدایت و راہنمائی کے لئے کتابیں اور میزان اُتاری گئی ہیں تاکہ اس کائنات میں عدل قائم رکھا جائے اور اگر کوئی طبقہ بغاوت و سرکشی پر اتر آئے تو اس کا سر نیچا کرنے اور باطل کو مٹانے کے لئے لوہا بنایا گیا۔ اب اہلِ ایمان کا فرض ہے کہ قیامِ عدل کی خاطر بغاوت کو کچلنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کی تائید و نصرت فرمائیں گے اور اگر آج اہلِ ایمان میدانِ عمل میں نہ اترے تو اللہ تعالیٰ کوئی اور مخلوق اپنے دین کے قیام کے لئے بھیج دیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی طرف دعوت دینے کے لئے انبیاء و رسل کی بعثت ہوئی اور ہر نبی نے یہی کام کیا۔ عیسیٰ علیہ السلام یا کسی اور نبی نے ترک دنیا (رہبانیت) کی تعلیم نہیں دی۔ رہبانیت کا سبق ان لوگوں کا خود ساختہ ہے تاکہ سادہ لوح لوگوں کے سامنے اپنے آپ کو دین کا علمبردار بلکہ ٹھیکے دار ثابت کر سکیں۔ حالانکہ دین اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس فضل سے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے' نواز دیتا ہے۔

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کی تسبیح

سورۃُ الواقعہ کا اختتام اس حکم پر تھا کہ اپنے رب کی تسبیح کرو اور اس سورۃ کا آغاز بھی اس تسبیح کے ساتھ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○

"جو بھی مخلوق آسمان و زمین میں ہے' اللہ کی تسبیح کرتی ہے۔ وہ غالب حکمت والا ہے" (الحدید: 1)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ذکر ہے زمین و آسمان' موت و حیات کا وہ مالک ہے اس کائنات کی ابتداء و انتہا اور ظاہر و باطن اسی کے اختیار میں ہے' جس نے رات دن پیدا کئے۔ رات دن کا ایک دوسرے کے پیچھے آنا' آسمان سے بارش کا اترنا اور اعمالِ صالح کا آسمانوں کی طرف جانا یہ سب اسی کے حکم سے ہے۔

حاضر و ناظر صرف اللہ ہے

اور اس کی قدرت و عظمت کا عالم یہ ہے کہ

وَ هُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ

"تم جہاں کہیں ہو' وہ تمہارے ساتھ ہے" (الحدید: 4)

اور یہ اسی کی شان ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی اور ذات کا ہر وقت اور ہر جگہ موجود ہونا ممکن نہیں گو دورِ حاضر کے بعض غالی لوگوں نے ایسے عقائد گھڑنے کی کوشش شروع کر رکھی ہے تاکہ اُمتِ مسلمہ کو اس قسم کے عقائد و نظریات کے ساتھ بہکا سکیں۔

چند احکام

ان حقائق کے ذکر کے بعد ایک اور بہت بڑی حقیقت کا ذکر فرمانے سے قبل اہلِ ایمان کو چند حکم دیئے گئے ہیں۔

1- اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔

2- اللہ کی دی ہوئی نعمتوں (مال و صلاحیت) کو اس کی راہ میں خرچ کرو۔

کیونکہ درحقیقت دنیا کا سارا مال اسی کی ملکیت ہے اور تم چند روز کیلئے اس کے امین ہو۔

Marfat.com

جاں نثارانِ رسول کی عظمت

ارشادِ باری ہے:

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ

"اور تم کو کیا ہوا ہے کہ تم اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمان و زمین کی وراثت اللہ ہی کی ہے۔ جس شخص نے تم میں سے فتح (مکہ) سے قبل خرچ کیا اور لڑائی کی وہ اور جس نے یہ کام (فتحِ مکہ کے) بعد میں کئے' برابر نہیں۔ ان لوگوں کا درجہ ان لوگوں سے کہیں بڑھ کر ہے جنہوں نے بعد میں خرچ کیا اور کُفّار سے جہاد و قِتال کیا اور اللہ نے سب کے ساتھ نیکی کا وعدہ کر رکھا ہے" (الحدید:10)

اس آیتِ کریمہ میں ایک نئے مضمون کا بھی ذکر کیا جس میں نبیِٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں اور ساتھیوں کی عظمت کا ذکر ہے آپس میں ان کے درجات اس اعتبار سے ہیں کہ جو لوگ فتحِ مکّہ سے قبل ایمان لا کر اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے رہے' کُفّار سے لڑے ان کا درجہ اللہ کے ہاں بہت بلند ہے۔ بہ نسبت ان لوگوں کے کہ جنہوں نے فتحِ مکہ کے بعد ان کارہائے خیر کو اپنایا مگر ایک بات ان سب میں قدر مشترک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے ساتھ "الحسنیٰ" یعنی بھلائی کا وعدہ کر رکھا ہے۔

مذکورہ آیت کی روشنی میں علماء نے کتبِ اصولِ حدیث میں یہ صراحت کی ہے کہ: "اَلصَّحَابَةُ كُلُّهُمْ عُدُوْلٌ"

"سارے صحابہ عادل ہیں"

انفاق کی ترغیب

انفاق فی سبیلِ اللہ کی ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا گویا اللہ کو قرض دینا ہے جس کی واپسی قیامت کے روز ہو گی جس روز اس کی رحمت کے علاوہ کوئی چیز کارگر نہ ہو سکے گی۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے' ان کے لئے سخت وعید ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○

Marfat.com

"آج تم سے کوئی معاوضہ نہیں لیا جائے گا اور نہ وہ کافروں سے قبول کیا جائے گا تم سب کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہی تمہارے لائق بھی ہے اور بدترین جگہ ہے" (الحدید:15)

قیامت کا منظر

قیامت کے دن کے ایک المناک منظر کا یوں ذکر فرمایا ہے۔

يَوْمَ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا انْظُرُوْنَا نَقْتَبِسْ مِنْ نُّوْرِكُمْ ۚ قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا ۭ فَضُرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُوْرٍ لَّهٗ بَابٌ ۭ بَاطِنُهٗ فِيْهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهٗ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝ يُنَادُوْنَهُمْ اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَاۗءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝

"اس دن منافق مرد اور عورتیں مومنوں سے کہیں گے کہ ہماری طرف نظرِ شفقت کیجئے کہ ہم تمہارے نور سے روشنی حاصل کریں تو ان سے کہا جائے گا کہ پیچھے کو لوٹ جاؤ اور وہاں نور تلاش کرو۔ پھر ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہو گا جو اس کی اندرونی جانب ہے۔ اس میں رحمت اور بیرونی جانب عذاب ہے۔ منافق لوگ مومنوں سے کہیں گے کہ کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہ تھے۔ وہ کہیں گے: کیوں نہیں؟ لیکن تم نے خود اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالا اور ہمارے حق میں حوادث کے منتظر رہے اور شک کیا۔ کیونکہ لمبی آرزوؤں نے تم کو دھوکا دیا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ کا حکم آپہنچا اور اللہ کے بارے میں تم کو شیطان دھوکا دیتا رہا۔" (الحدید:13-14)

نورِ ایمانی

ان منافقوں کو وہاں ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا کیونکہ انہوں نے خود اس نور کو نظر انداز کر دیا تھا۔ یہ وہی نور ہے جس کی تعریف اللہ ربّ العزت نے کی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰي عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ

"وہی ہے ذاتِ گرامی جو اپنے بندوں کی طرف کھلی کھلی نشانیاں بھیجتا ہے' اپنے رسولوں کے ذریعے تاکہ

Marfat.com

تمہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی میں لے آئے" (الحدید:9)

یہاں سے معلوم ہوا کہ جو لوگ اس قرآن کو نہیں سمجھ رہے ہیں' وہ اندھیرے میں ہیں اور اندھیرے سے روشنی میں اسی کتاب کے مطالب و مفاہیم لے کر آئیں گے۔ جب تک یہ کتاب ہماری زندگی' ہماری جان و دل اور ہماری رگ و پے کا حصہ نہیں بنے گی' ہم لوگ روشنی میں نہیں پائیں گے۔

دعوتِ ایمان

اللہ ربُّ العزت کو اپنے بندوں سے انتہائی محبّت ہے۔ وہ کمالِ محبّت سے اپنے بندوں کو دعوت ایمان دیتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ○

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ○

"کیا ایمان لانے والوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے پگھلیں اور اس کے نازل کردہ حق کے آگے جھکیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی۔ پھر ایک لمبی مدت ان پر گزر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور آج ان میں اکثر فاسق بنے ہوئے ہیں۔ خوب جان لو کہ اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے۔ ہم نے تمہیں صاف صاف نشانیاں دکھا دی ہیں' شاید کہ تم عقل سے کام لو۔" (الحدید:16-17)

قرآنِ مجید ہماری زندگی کے لئے رحمت کی بارش ہے' ہمارے دل کی زمین اس وقت تک مردہ رہے گی جب تک کہ قرآن کی رحمت کی بارش اس پر نہیں ہو گی۔ جبکہ ہماری حالت یہ ہے کہ ہم اس نعمتِ عظمیٰ کو چھوڑ کر دنیا کی جانب لپک رہے ہیں۔

دنیا کی حقیقت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ

Marfat.com

وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ؕ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ؕ

"جان لو دنیا کی زندگی محض کھیل' تماشا اور زینت ہے اور آپس میں تمہارے فخر اور مال و اولاد کی ایک دوسرے سے طلب ہے۔ (اس کی مثال ایسی ہے کہ) جیسے بارش (کہ اس سے کھیتی اگتی ہے) کسان کو بھلی لگتی ہے اور پھر وہ (کھیتی) خوب زور آور ہوتی ہے اور پھر تو اس کو دیکھتا ہے کہ زرد ہو گئی ہے اور پھر وہ چورا چور ہو جاتی ہے" (الحدید:20)

عقل کا تقاضا

اس لئے عقلمند آدمی اس کھیل تماشے سے نکل کر اس حکمِ قرآنی کی طرف پلٹتا ہے:

سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۙ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ

"اپنے رب کی بخشش اور جنّت کی طرف سبقت کرو جس کا عرض آسمان و زمین کی چوڑائی جتنا ہے اور جو ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ یہ اللہ کا فضل ہے' وہ جسے چاہے عطا کرتا ہے" (الحدید:21)

بُخل کرنے والا اللہ کو ناپسند ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ ۙ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَ يَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ؕ

"بے شک اللہ تعالیٰ اِترانے اور شیخی کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا جو خود بھی بخل کریں اور لوگوں کو بھی بخل سکھائیں" (الحدید:23-24)

بنی نوع انسان کی ضرورت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ

Marfat.com

"ہم نے اسی اصلاحِ آخرت کے لیے اپنے پیغمبروں کو کھلے کھلے احکام دے کر بھیجا اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب کو اور انصاف کرنے (کے حکم) کو نازل کیا تاکہ لوگ (حقوق اللہ اور حقوق العباد میں) اعتدال پر قائم رہیں۔" (الحدید:25)

مذکورہ آیت ہمارے پورے کائناتی نظام پر محیط ہے۔ اس آیتِ مبارکہ پر اگر غور و فکر کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ رسولوں اور انبیاء کو جب بھی مبعوث کیا' انہیں کھلی نشانیاں دلائل اور معجزات دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتب و صحائف بھی بھیجے کیونکہ رسول کی تعلیمات کتاب کے بغیر نامکمل ہوتی ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انسان کی سب سے بڑی ضرورت رسول اور کتاب ہے۔ اس کے بعد ایک تیسری چیز بھی اللہ تعالیٰ نے اتاری۔ وہ میزان ہے تاکہ اس کتاب کے سہارے عدل کے مطابق فیصلہ ہو سکے اور لوگ انصاف کے سہارے زندگی گزار سکیں۔

نفاذِ شریعت کی راہ میں رکاوٹ کا علاج

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ

"ہم نے لوہا اُتارا جس میں سخت قسم کا دبدبہ ہے اور لوگوں کے لئے منافع بھی" (الحدید:25)

رسول' کتاب' میزان اور لوہا بھیج دیا۔ یعنی کتاب و سُنّت کے مطابق فیصلہ کرو اور اگر مشکل پاؤ تو پھر لوہے کے ساتھ اس کو نافذ کرو۔ مگر ان تعلیمات کے نافذ کرنے میں پہلے محبّت و شفقت کا بھی ایک پہلو مدِ نظر رہے۔

ترکِ دُنیا اسلام نہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَرَهْبَانِيَّةَ ۣ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ

"اور ان کے پیچھے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو بھیجا اور ان کو انجیل عطا کی اور جن لوگوں نے ان کی پیروی کی' ان کے دلوں میں شفقت و مہربانی ڈال دی اور لذّات سے کنارہ کشی (رہبانیّت) کی تو انہوں نے خود ایک نئی راہ نکالی۔ جس کا ہم نے ان کو حکم نہ دیا تھا مگر انہوں نے اپنے خیال سے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے (خود ہی ایسا کر لیا) پھر جیسے اس کو نباہنا چاہئے تھا' نباہ نہ کر سکے۔" (الحدید:27)

گویا اللہ تعالیٰ نے اپنی خوشنودی کی راہ بندوں کو خود بتا دی مگر یہ لوگ اپنی طرف سے اختراع کر کے رہبانیّت ایسے راستے پر چل نکلے جس میں اللہ کی رضا شامل نہ تھی۔ اس آیت نے واضح کر دیا کہ بعض لوگ جو دین میں از خود

Marfat.com

اضافہ کر لیتے ہیں' اللہ کو وہ پسندیدہ نہیں۔ اس کی وضاحت خود احادیثِ مبارکہ میں متعدد مقامات پر خود نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمادی۔

اس کے بعد دین کی اصل راہ بتائی کہ اللہ پر ایمان' تقویٰ کی راہ اور نبی کی اطاعت اصل ایمان ہیں اور یہ اللہ کے فضل کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے ہر وقت اس کے فضل کی دُعا مانگنا چاہئے۔

Marfat.com

سورہ المجادلہ (۵۸)

نام

پہلی آیت کے لفظ "تُجَادِلُكَ" سے یہ نام اخذ کیا گیا ہے "مُجَادِلَہ" کا معنی ہے "بحث کرنا۔"

زمانۂ نزول

اس سورۃ میں ظِہار' کے قانون کا ذکر کیا گیا ہے جو 5 ہجری میں نازل ہوا۔

مضامین

اس سورۃ میں متفرق مسائل بیان کئے گئے ہیں اور اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ مسائلِ شرعیہ میں اپنی دانست اور سوچ کے مطابق کچھ گھڑ لینا اور اپنی مرضی سے قواعد مقرر کر لینا حدود شریعہ سے تجاوز ہے جس کا انجام دنیا و آخرت میں ذِلّت و رسوائی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

اوائلِ سورۃ میں ظہار کا قانون مذکور ہے۔ اس کے بعد ان منافقین کو سرزنش کی گئی ہے جو مسلمانوں کے خلاف سرگوشیاں کرتے اور منصوبے بناتے رہتے تھے اور اس کے پہلو بہ پہلو مسلمانوں کو تسلّی دی کہ ان کی منصوبہ بندیاں' سازشیں اور بددُعائیں تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گی۔ نیز مسلمانوں کو تلقین کی گئی کہ جب باہم مل کر بیٹھیں تو نیکی و تقویٰ اور اس کی اشاعت کی بابت گفتگو ہونی چاہئے۔ آدابِ مجلس کے ضمن میں بتایا گیا کہ اگر مجلس میں کوئی نووارد آجائے تو اس کو جہاں جگہ ملے' وہیں بیٹھ جائے البتہ جو لوگ مجلس میں پہلے سے موجود ہوں' ان کو ہدایت کی گئی کہ نئے آنے والوں کے لئے جگہ بنانا چاہئے اور مجالس میں کُھلے دل اور عالی ظرفی کا مظاہرہ ضروری ہے۔

آدابِ ملاقات کے ضمن میں بتایا کہ بعض لوگ اہلِ علم کے پاس جا کر بیٹھتے ہیں تو وہاں سے ہلنے کا نام نہیں لیتے۔ ان کو ہدایت کی گئی کہ دوسرے لوگوں اور اہلِ خانہ کے آرام و راحت کا خیال کرنا لازم ہے کیونکہ بعض لوگ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حصولِ برکت کے لئے حاضر ہوتے اور کئی پہروں تک بیٹھے رہتے جس کے سبب سے کئی اہم معاملات التواء کا شکار ہو جاتے نیز یہ کہ جب مجلس برخاست کرنے کو کہا جائے تو بُرا نہ ماننا چاہئے۔

مخلص اور منافق کی علامات کے ذیل میں بیان ہوا کہ جو لوگ ذاتی اغراض و مفادات کے لئے اہلِ ایمان کے ساتھ تعلق رکھیں' موقع ملنے پر کُفّار سے گٹھ جوڑ کریں' ان کی سازشوں میں شریک ہوں اور ایمان کو ڈھال کے طور پر استعمال کریں تو وہ شیطانی گروہ کے افراد ہیں اور منافق ہیں۔ اس کے مقابل جو لوگ اپنے معاملات و تعلیمات پر عمل کے سلسلے میں والدین' اولاد' اعزّہ و اقارب اور دوستی کا لحاظ نہ کریں بلکہ تقاضائے دین پر عمل پیرا ہوں تو وہ رحمانی گروہ کے افراد ہیں اور یہی طبقہ فلاح پانے والا ہے۔ اسی لئے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا بااہتمام ذکر ہوا اور فرمایا کہ یہی دین کا مقصود ہے۔

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قانونِ ظہار

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ

("اے نبیؐ!) جو عورت آپؐ سے اپنے خاوند کے بارے میں بحث مباحثہ کرتی اور اللہ سے شکایت کرتی تھی' اللہ نے اس کی التجا سُن لی اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سُن رہا تھا۔" (المجادلہ: 1)

اسلام سے پہلے یہ قانون تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہہ دیتا کہ تو میری ماں ہے تو وہ عورت ساری عمر اس پر حرام رہتی۔ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایسا ہی ایک مقدمہ آپ کے سامنے آیا۔ اس عورت نے بہت فریاد کی کہ اب اس طرح گھر اُجڑ جائے گا اور اولاد پریشان ہو گی۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد یہ قانون اُتارا کہ ماں تو وہی ہے جو جنم دیتی ہے۔ دوسری عورت ماں نہیں ہو سکتی البتہ ان لغو اور غلط کلمات کا کفارہ ضرور ادا کرنا ہو گا اور پھر اس کفارے کے احکام کی تفصیل ہے اور ان کے آخر میں فرمایا کہ یہ کفارہ اس لئے ہے تاکہ تم کو اپنی گفتگو پر قابو رہے۔

حدودُ اللہ کا انکار کرنے والے کافر ہیں!

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَلِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝

"ہم نے یہ سب باتیں بیان کر دی ہیں تاکہ تم ایمان لاؤ' اللہ اور اس کے رسول پر اور یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود ہیں اور (ان حدود کا انکار کرنے والے) کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔" (المجادلہ: ۴)

اس آیت کے الفاظ سے پتہ چلا کہ کفار سے مراد صرف وہ لوگ نہیں جو اللہ تعالیٰ کو نہیں مانتے یا رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو نہیں مانتے بلکہ وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اللہ تعالیٰ کی حدود کا انکار کرتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کافروں کے انجام کا ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

کُفار کا انجام

اللہ تعالیٰ کو اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والوں کے لئے سخت وعید ہے کہ ان کے لئے ذِلّت آمیز عذاب ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

"جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں' وہ ذلیل کئے جائیں گے جس طرح ان سے پہلے لوگ ذلیل کئے گئے اور ہم نے واضح احکام اتار دیئے ہیں اور جو نہیں مانتے' ان کے لئے ذِلّت کا عذاب ہو گا۔" (المجادلہ:5)

منافقین کے لئے تنبیہہ

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے ہر جگہ اور ہر وقت موجود ہونے کی تفصیل ہے اور منافقوں کی بد فطرتی پر ان کو تنبیہہ کی گئی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۭ وَاِذَا جَاۗءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ۭ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ

"کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو سرگوشی سے منع کیا گیا؟ پھر جس کام سے منع کیا گیا تھا' وہی کام کرنے لگے۔ اور یہ تو گُناہ' ظلم اور اللہ کے رسول کی نافرمانی کی سرگوشیاں کرتے ہیں اور جب تمہارے پاس آتے ہیں تو جن کلمات سے اللہ نے تمہیں دُعا دی' اس سے دُعا دیتے ہیں اور اپنے دل میں کہتے ہیں کہ جو ہم کہتے ہیں اللہ ہم کو اس کی سزا کیوں نہیں دیتا؟ (اے نبیؐ!) ان کے لئے دوزخ ہی کافی ہے اور یہ اس میں داخل ہوں گے۔" (المجادلہ:8)

اہلِ ایمان کو اس معصیت سے بچنے اور باہم تقویٰ و نیکی کی سرگوشیوں اور گُفتگو کا حکم دیا گیا ہے۔

اسی طرح آدابِ مجلس بھی اسی سورۃ کا خصوصی مضمون ہے اور نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خصوصی گفتگو اور سرگوشی کا ادب مذکور ہے۔

Marfat.com

منافقین کے لئے عذاب کی وعید

سورۃ کے اختتام سے قبل منافقین پر غضبِ الٰہی کے نزول کی وعید ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ
وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○
اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○
اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ
عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○
لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○
يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ
اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ○
اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ
اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ○
اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ○

"کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو ایسے لوگوں سے دوستی کرتے ہیں جن پر اللہ کا غضب ہوا؟ وہ نہ تم میں سے ہیں اور نہ تم ان میں سے اور وہ جان بوجھ کر جھوٹی باتوں پر قسمیں کھاتے ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے اور یہ جو کچھ کرتے ہیں' یقیناً برا ہے۔ اُنہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنالیا ہے اور لوگوں کو اللہ کے راستے سے روک دیا ہے۔ سو ان کے لئے ذِلّت کا عذاب ہے۔ اللہ کے عذاب کے سامنے نہ تو ان کا مال ہی کچھ کام آئے گا اور نہ ان کی اولاد۔ یہ لوگ دوزخی ہیں۔ اس میں ہمیشہ جلتے رہیں گے۔ جس دن اللہ ان سب کو زندہ کرے گا تو جس طرح تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں اللہ کے سامنے اسی طرح قسمیں کھائیں گے اور خیال کریں گے کہ ایسا کرنے سے کام لے لیں گے۔ یہ جھوٹے ہیں۔ شیطان نے ان کو قابو کر لیا ہے اور اللہ کی یاد ان کو بھلا دی ہے۔ یہ شیطان کا لشکر ہے اور یاد رکھو کہ شیطان کا لشکر نقصان اٹھانے والا ہے۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں' وہ نہایت ہی ذلیل ہوں گے۔" (المجادلہ: 14-20)

Marfat.com

اہلِ ایمان کے لئے بشارت

منافقوں کی ذِلّت و رسوائی اور اس کے اسباب کے ذکر کے بعد مسلمانوں کے لئے ایک بشارت ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ط

"اللہ کا حکم ثابت ہے کہ میں اور میرے انبیاء ہی غالب رہیں گے" (المجادلہ: 21)

اور سورۃ کا اختتام اہلِ ایمان کی صفات پر ہے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اہلِ ایمان اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کے ساتھ دوستی نہیں رکھتے اگرچہ اللہ کے دشمن ان مومنوں کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ کیونکہ ان کی شان یہ ہے:

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ط اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○

"یہی اللہ کی جماعت ہے اور آگاہ رہو کہ اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہوگی" (المجادلہ: 22)

Marfat.com

سورہ الحشر(۵۹)

نام

اس سورت میں آخرت کا تذکرہ اور اس میں انسانوں کو جمع کرنے کا ذکر ہے۔ اس حوالے سے اس سورۃ کا نام "الحَشْر" منتخب کیا گیا۔

زمانۂ نزول

محمد بن اسحٰقؒ اور یزید بن رومانؒ کا قول ہے کہ یہ سورۃ غزوۂ بنی نضیر کے بارے میں نازل ہوئی۔ زمانۂ نزول کے اعتبار سے یہ سورۃ غزوۂ اُحد کے بعد نازل ہوئی۔

پس منظر

اس سورۃ کے مضامین کے ذکر سے قبل اس دور کے حالات جاننا ضروری ہیں۔

یہود کے قبائل عرب میں آباد تھے۔ ان کی کوئی مستند اور معتبر تاریخ نہیں ملتی۔ آثار و شواہد کی بنا پر بعد میں تاریخ مرتب کی گئی۔ اس ضمن میں یہودیوں کے دعوے متضاد اور مختلف ہیں۔

1- موسیٰ علیہ السلام کے آخری دور میں یثرب (مدینہ منورہ) میں ایک طبقہ آکر آباد ہو گیا۔

2- 587 قبل مسیح میں جب بختِ نصر نے بیتُ المقدِس کو تباہ کیا تو یہودیوں نے عرب کے مختلف علاقوں میں آکر پناہ لے لی۔

3- 70 عیسوی میں رومیوں نے فلسطین کے علاقے میں یہودیوں کا قتلِ عام شروع کر دیا اور 132 عیسوی میں باقی ماندہ یہودیوں کو ملک بدر کر دیا۔ اس وقت ان یہودیوں نے وہاں سے بھاگ کر حجاز کے مختلف علاقوں میں پناہ لے لی۔ یثرب اور قرب و جوار میں جہاں سبزہ اور نخلستان دیکھے' اس علاقے پر یہود نے قبضہ کر لیا۔ یہ لوگ سود خور اور سازشی ذہن کے مالک تھے۔ اس لئے آہستہ آہستہ علاقے میں ان کا طوطی بولنے لگا۔ اسی سازشی ذہن نے آئندہ چل کر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر خلافت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں ایسے ایسے فتنے پیدا کیئے کہ کوئی قوم ان کی اس عیاری اور مکاری کا مقابل پیش نہ کر سکی۔ نیز یہ کہ مسلمانوں کے دورِ اول میں ان یہود نے مسلمانوں میں انتشار و تفریق کا بیج بونے اور تعلیماتِ اسلامی کو مسخ کرنے کا جو سلسلہ شروع کیا' اس سے مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچا کیونکہ یہ منافق تھے اور آستین کے سانپ بن کر مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار رہے۔

ان تمام یہودی قبائل میں علمی و نسبی اعتبار سے بنی نضیر اور بنی قریظہ کو ممتاز مقام حاصل تھا۔ 450 عیسوی

Marfat.com

میں ایک شدید سیلاب کے باعث یمن کے لوگ بھی نقلِ مکانی کر کے جدّہ و مکّہ کے درمیان آبسے۔ اس دوران میں اوس و خزرج نے یثرب کے قریب علاقوں میں پناہ لی۔ مختصراً یہ کہ یہودی وقتاً فوقتاً نقلِ مکانی کر کے یثرب اور قرب و جوار کے علاقوں پر قابض ہو گئے۔ علاقائی تمدن زبان اور تہذیب و ثقافت نے ان پر ایسا غلبہ کیا کہ وہ عرب ہی نظر آنے لگے۔

اسی دور میں جب اسلام کا ظہور ہوا اور نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ مدینہ کے اصرار پر مدینہ منوّرہ تشریف لائے تو حالات کی نزاکت کے پیشِ نظر مقامی آبادی کے ساتھ تعلقات بہتر بنانا اشد ضروری تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نزاکت کے پیشِ نظر مدینہ پہنچتے ہی ایک معاہدہ کیا جس کی رو سے فوری طور پر دونوں طبقوں (مسلم و یہود) کے درمیان ایک دوسرے کی حمایت لازم ہو گئی۔ میثاقِ مدینہ کو مختصراً یوں شق وار بیان کیا جا سکتا ہے:

الف۔ بیرونی حملے کی صورت میں دفاع میں دونوں شریک ہوں گے اور مصارفِ جنگ میں بھی حصّہ دار۔

ب۔ دونوں کے درمیان نیکی و معاونت اور خیر خواہی کا تعلق ہو گا۔ شرکائے میثاق مدینے میں فتنہ و فساد نہیں کریں گے۔

ج۔ مظلوموں کی حمایت کی جائے گی اور حلیفوں کے ساتھ زیادتی نہیں کی جائے گی۔

د۔ اگر کسی معاملے میں باہمی تنازعہ پیدا ہوا تو فیصلہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کریں گے۔

ہ۔ قریش اور ان کے حامیوں کو پناہ نہ دی جائے گی۔

یہ معاہدہ فوری طور پر تو طے پا گیا مگر یہود زیادہ عرصہ تک اس پر قائم نہ رہ سکے۔ اس کی چند وجوہات تھیں:

1- نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ دین رفتہ رفتہ پھیل رہی تھی حتیٰ کہ خود یہود کے بے شمار لوگ اس دعوت کو قبول کر چکے تھے۔

2- جن لوگوں کو باہم لڑائے رکھنے میں یہود کا مفاد تھا' اب وہ لوگ متحد ہو رہے تھے اور یہ بات یہود کے لئے بجائے خود ایک خطرہ تھا۔

3- یہود کا سودی کاروبار ٹھپ ہو کر رہ گیا تھا۔

ان وجوہات کی بنا پر یہودیوں نے مسلمانوں کے خلاف سازشیں شروع کر دیں اور معاہدے کی کھلم کھلا خلاف ورزی کا آغاز کر دیا۔ جنگِ بدر' جنگِ اُحد اور بعد کی جنگوں میں یہود کا کردار انتہائی گھناؤنا اور خطرناک تھا۔ اس پر طرّہ یہ کہ بنی قینقاع (جو صنعت کار لوگ تھے) نے بازار میں آنے جانے والے مسلمان مرد و زن کو بھی ستانا شروع کر دیا۔ یہ بدکرداری اس حد تک بڑھی کہ قتل و غارت تک نوبت آ پہنچی۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے علاقے کا محاصرہ کر لیا۔ پندرہ روز بعد ان لوگوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلاوطنی کی شرط پر ان کو معافی دے دی۔

Marfat.com

جنگِ اُحد کے بعد ایک موقع پر یہود نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کی بھی کوشش کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بروقت مطلع فرمادیا اور آپ فوراً وہاں سے ہٹ کر واپس مدینہ آگئے۔ آپ نے بنو نضیر کو بھی اس موقع پہ خبردار کیا مگر وہ راہِ راست پر نہ آئے۔ ۴ ہجری میں آپ نے ان کا محاصرہ کیا۔ چند روز بعد ہی بنو نضیر اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ وہ یہ علاقہ چھوڑ جائیں گے اور شرط یہ طے پائی کہ اسلحہ اور سامانِ جنگ کے علاوہ جو چیزیں چاہیں وہ ساتھ لے جاسکتے ہیں۔ ان کے جانے کے بعد سرزمینِ مدینہ یہود کے وجود سے کافی حد تک پاک ہو چکی تھی۔ اسی سلسلے میں اس سورۃ کا نزول ہوا۔

مضامین

پسِ منظر میں مذکورہ تفاصیل کے بعد اس کے مضامین کی ایک جھلک یہ ہے:

1- مسلمانوں پر یہ بات واضح کردی گئی کہ پے در پے فتح حاصل ہونا تمہاری طاقت و قوت کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ اللہ کی تائید کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سُنّت اور طریقہ یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے نبیوں کے ساتھ ٹکراتے ہیں' اللہ تعالیٰ ان کو ذلیل و رسوا کر دیا کرتے ہیں۔ بنو نضیر جو طاقت و قوت کے اعتبار سے مسلمانوں سے کہیں زیادہ تھے' آسمانی تعلیمات سے انحراف و روگردانی اور اللہ کے نبیؐ سے ٹکراؤ کے باعث ذلیل ہو گئے۔ نیز یہ بھی واضح کیا گیا کہ اللہ کے دین کی تبلیغ و اشاعت میں رکاوٹ ڈالنے والوں کا خاتمہ فسادِ فی الارض نہیں۔

2- مفتوحہ علاقے میں جائیداد کا بندوبست کیسے کیا جائے؟ اس کے لئے ہدایات اسی سورت میں بیان کی گئیں اور پھر منافقین کے رویّے پر زجر و توبیخ ہے۔

3- سورت کے آخر میں ایمان کی روح اور صفاتِ باری تعالیٰ کا تذکرہ ہے۔

آیاتِ مذکورہ میں سے پہلی آیت میں سُنّت کی اہمیت کی جانب بھی واضح حکم ہے کہ نبیؐ کے اقوال و اعمال کو لے لو (اپنالو) اور جن بری باتوں سے آپؐ روکیں' تم رک جایا کرو۔ اسی ذکر میں انصارِ مدینہ کی عظمت و فضیلت بھی بیان فرمائی اور ایثار کی عظمت کا ذکر ہوا اور پھر اہلِ ایمان کے لئے ایک اجتماعی دعا ہے جس میں ماضی و مستقبل کے سبھی مومنوں کی مغفرت مانگی گئی ہے۔

منافقین کی مکاری اور چالبازی سے متنبہ کیا گیا کہ وہ قسمیں کھا کھا کر تم کو اپنی راستی و پاکبازی اور حمایت کا یقین دلاتے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنے دعوے میں بالکل جھوٹے ہیں جس طرح شیطان اپنے وعدوں میں جھوٹا ہے۔ اس لئے اہلِ ایمان کو شیطان اور منافقین کی مکاریوں سے ہوشیار رہنا چاہئے۔

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اہلِ ایمان پر انعامات کا ذکر

سورۃ کا آغاز کلمات تسبیح سے ہے اور اس کے بعد اہلِ ایمان پر کئے گئے انعامات کا ذکر ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ط

"(اللہ) وہی تو ہے جس نے اول حشر ہی میں کُفّار اہلِ کتاب کو ان کے گھروں سے نکال دیا" (الحشر:2)

یہود مدینہ پر اپنا استحقاق جتاتے تھے اور مسلمانوں کو یہاں سے نکالنے کے درپے تھے' مگر اللہ تعالیٰ نے انہی کو نکال باہر کیا۔ اللہ ربُّ العزت نے ان کی اس جلاوطنی کی وجہ یوں بیان فرمائی:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ج

"یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی" (الحشر:6)

اموالِ فئے

اس سورۃ کا ایک اہم ترین موضوع اموال فئے کی تقسیم کا ہے۔

مسلمانوں کو غیر مسلموں سے دو طریقے سے اموال یا جائیداد ملتی ہیں: ایک تو وہ جو میدانِ جنگ میں دشمن کو شکست دینے کے بعد مالِ غنیمت کے طور پر ہاتھ لگے اور دوسرے وہ جو بغیر جنگ کے مل جائیں۔ یعنی غیر مسلم جائیدادیں چھوڑ کے چلے جائیں جیسا کہ مدینہ منورہ میں یہودی قبیلے بنو نضیر' بنو قینقاع وغیرہ تھے' وہ چلے گئے۔ بعینہٖ ہمارے ہاں ملکِ پاکستان سے ہندو اور سکھ چلے گئے اور اپنی جو جائیدادیں چھوڑ کر چلے گئے' یہ سب کے سب اموالِ فئے کہلاتے ہیں۔ یعنی وہ اموال جو بغیر جنگ کے مسلمان حکومت یا معاشرے کے ہاتھ لگیں' انہیں اموالِ فئے کہا جائے گا۔ ان کے بارے میں قرآنِ مجید یوں کہتا ہے۔

وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ

Marfat.com

عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ○

مَاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوۡلِهٖ مِنۡ اَهۡلِ الۡقُرٰی فَلِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوۡلِ وَ لِذِی الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنِ وَ ابۡنِ السَّبِیۡلِ ۙ کَیۡ لَا یَکُوۡنَ دُوۡلَةًۢ بَیۡنَ الۡاَغۡنِیَآءِ مِنۡکُمۡ ؕ

"اور جو مال اللہ نے ان کے قبضے سے نکال کر اپنے رسول کی طرف پلٹا دیئے' وہ ایسے مال نہیں جن پر تم نے اپنے گھوڑے اور اونٹ دوڑائے ہوں بلکہ اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے' تسلّط عطا فرما دیتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو کچھ بھی اللہ ان بستیوں کی طرف سے اپنے رسول کی طرف پلٹا دے' (بطور اموالِ فئے کے) وہ اللہ' رسول' رشتہ داروں' (عام مسلمانوں میں سے) یتیموں' مساکین اور مسافروں کے لئے ہے تاکہ وہ تمہارے مالداروں کے درمیان گردش نہ کرتا رہے۔" (الحشر:5-6)

اس سے معلوم ہوا کہ اموالِ فئے اللہ' اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم' ان کے رشتہ داروں اور مسلمانوں میں یتیموں اور مساکین کی ملکیت ہیں۔ اس کے بارے میں بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ یہ جائیدادیں اور املاک جو اقلیت کے لوگ چھوڑ گئے' شاید یہ اقلیت ہی کا حق ہیں۔ یہ بات ہرگز درست نہیں۔ قرآنِ پاک میں اس معاملے کو بالکل واضح حکم ہے۔

اموالِ فئے کے حقدار

وَ مَاۤ اٰتٰىکُمُ الرَّسُوۡلُ فَخُذُوۡهُ ۗ وَ مَا نَهٰىکُمۡ عَنۡهُ فَانۡتَهُوۡا ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیۡدُ الۡعِقَابِ ۘ○ لِلۡفُقَرَآءِ الۡمُهٰجِرِیۡنَ الَّذِیۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِیَارِهِمۡ وَ اَمۡوَالِهِمۡ یَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضۡوَانًا وَّ یَنۡصُرُوۡنَ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ ؕ

"اور جو کچھ رسول تمہیں دے دے' وہ لے لو اور جس چیز سے تمہیں روک دے' اس سے رک جاؤ۔ اللہ سے ڈرو' اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔ نیز یہ اموالِ فئے ان غریب مہاجرین کے لئے ہیں جو اپنے گھروں اور جائیدادوں سے نکال باہر کئے گئے ہیں۔ یہ لوگ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں اور اس (جلّ شانہ) کی حمایت پر کمربستہ رہتے ہیں۔" (الحشر:7-8)

معلوم ہوا کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی حمایت پر کمربستہ رہتے ہیں' تبلیغ و جہاد کرتے ہیں' اموالِ فئے میں ان کا حق بھی ہے۔ اس کے بعد ایک آیت ہے' اس کے مفہوم پر اگر غور کریں تو دل لرزہ براندام ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

قیامت کے دِن کی تیاری کا حکم

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص کو دیکھنا چاہئے کہ اس نے کل (قیامت) کے لئے کیا (سامان) بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرو۔" (الحشر:18)

اقبالؒ کے فلسفۂ خودی کی اساس

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○

"ان لوگوں کی طرح نہ بن جانا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے آپ سے غافل کر دیا (خود فراموشی میں مبتلا کر دیا) یہی نافرمان لوگ ہیں۔"

اپنی ذاتی اغراض کی وجہ سے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو بھولے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جوابی کارروائی یہ کی کہ انہیں اپنی ذات سے غافل کر دیا۔ اپنے آپ کو بھول گئے۔ اپنی پہچان گنوا بیٹھے۔ اپنا تشخص، اپنا منصب، اپنا مقام، اپنے فرائض و ذمہ داریاں، اپنی منزل اور راہِ منزل سب کچھ بھلا بیٹھے۔ علامہ اقبالؒ اس کیفیت کو فقدانِ خودی کہتے ہیں۔ ان کے نزدیک انسان کی ضلالت و ذلت کا اصل سبب یہی ہے کہ وہ اپنے مقام، منصب اور منزل کو فراموش کر دے اور حیوانی سطح پر اتر آئے۔ اس کے علاج سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ قرآن و سنت کی روشنی میں پھر سے اپنی پہچان حاصل کرے، کھوئی ہوئی خودی پھر سے حاصل کرے۔

تو اگر اپنی حقیقت سے خبردار رہے
نہ سیہ روز رہے پھر نہ سیہ کار رہے

ہو اگر خودنگر و خودگر و خودگیر خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے

یہ ہے مقصدِ گردشِ روزگار
کہ تیری خودی تجھ پہ ہو آشکار

Marfat.com

اہل ایمان کا اعزاز

اہلِ ایمان کے لئے یہ ایک اعزاز ہے کہ وہ قرآنی تعلیمات کے علمبردار ہیں کیونکہ قرآن کی عظمت کے پیش نظر ساری مخلوقات نے اس کے اٹھانے سے معذوری ظاہر کی تھی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ

"اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر اتارتے تو تم دیکھتے کہ وہ اللہ کے ڈر سے کانپ کر ریزہ ریزہ ہو جاتا۔"

(الحشر:21)

سورۃ کا اختتام اللہ تعالیٰ کی کبریائی کے ذکر پر ہوتا ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ○
هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○
هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

"وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں' وہ بادشاہ ہے' وہ پاک ذات ہے' وہ سلامتی والا ہے۔ وہ امان دینے والا ہے' وہ پناہ میں لیتا ہے' وہ غالب زبردست اور بڑائی والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر اس چیز سے پاک ہے جو شریک بتاتے ہیں۔ وہ اللہ ہے' وہی خالق ہے' وہی نکالنے والا ہے' وہی صورتیں بنانے والا ہے۔ اس کے سب نام اچھے ہیں۔ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے وہ سب اسکی تسبیح بیان کرتے ہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے"

(الحشر:23-24)

ہم خاک کے پتلوں نے جو کچھ تجھے سمجھا ہے
تو اس سے بھی برتر ہے' تو اس سے بھی اعلیٰ ہے

Marfat.com

سورہ الممتحنہ (۶۰)

نام

ایمان کے دعوے کی بنیاد پر ہجرت کر کے آنے والی عورتوں کا امتحان لینے کا حکم اس سورۃ میں مندرج ہے اس مناسبت سے "مُمْتَحِنَہ" نام رکھا گیا یعنی "ایسی خاتون جس کا امتحان لیا گیا ہو۔"

زمانۂ نزول

یہ سورۃ صُلحِ حدیبیہ اور فتحِ مکہ کے درمیانی عرصے میں نازل ہوئی۔

مضامین

سورۃ کے آغاز میں اہلِ ایمان کے لئے ایک قانون کا ذکر ہے کہ کسی بھی صورت میں مومنین کو کُفّار کے ساتھ محبت اور دوستی کا تعلق نہیں رکھنا چاہئے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ "حاطب بن ابی بلتعہؓ" ایک جلیلُ القدر صحابی تھے۔ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکّے پر چڑھائی کی بابت مشورہ کیا تو انہوں نے مکّے میں مقیم اپنے اہلِ خانہ کو مصائب سے بچانے اور قریش پر احسان کرنے کے لئے اہلِ مکّہ کے نام ایک خط تحریر کیا جس میں مدینے کی صورت حال اور آپؐ کے آئندہ پروگرام کا ذکر تھا۔ اگر یہ خط سردارانِ قریش کے ہاتھ لگ جاتا تو یقینی طور پر مکّے اور مدینے کے رہنے والوں کا شدید جانی و مالی نقصان ہوتا۔

1- نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی اس صورتحال سے مطلع کیا گیا اور اس غلطی پر حاطب بن ابی بلتعہؓ اور دوسرے مومنوں کو خبردار کیا گیا کہ آئندہ کُفّار کے ساتھ کسی قسم کی اور کسی بھی مصلحت کے تحت دلی مروّت کا معاملہ نہ کریں۔ لیکن اگر کوئی کافر عملاً مسلمانوں کو اذیت اور دکھ نہ پہنچاتا ہو تو اس کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنا چاہئے۔

2- اس موقعے پر ایک معاشرتی مسئلے سے مسلمانوں کو دوچار ہونا پڑا کہ دعوتِ ایمان جب پھیلنے لگی تو اس کی صداقت اور حقّانیت سے متاثر ہو کر مردوں اور خواتین نے ایمان قبول کرنا شروع کیا۔ ایسے میں بے شمار خواتین دائرۂ اسلام میں داخل ہوئیں جبکہ ان کے خاوند اپنے قدیم اور آبائی مذہب ہی پر کاربند رہے۔ نیز ان مومنہ خواتین نے مکّے سے ہجرت بھی کر لی اور مدینے میں آ گئیں۔ اس بارے میں فرمایا کہ جو عورت ایمان قبول کرے اور اس کا خاوند کافر ہی رہے تو رشتہ ازدواج از خود فسخ ہو جائے گا۔ پھر نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت فرمائی کہ جو خواتین ایمان قبول کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں، ان سے عہد لیا جائے کہ وہ دورِ جاہلیت کی تمام رسموں سے کنارہ کشی اختیار کر لیں گی اور زندگی کے سارے معاملات میں اللہ اور اس کے رسول ہی کے حکم کو اوّلیت دیں گی۔

اس سورۃ میں جہاد اور اسوۂ ابراہیمی کی پیروی کا خصوصیت سے حکم دیا گیا ہے۔

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کُفّار سے دوستی کے بارے میں قانون

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ

"اے ایمان والو! اگر تم میری راہ میں لڑنے اور میری خوشنودی طلب کرنے کے لئے (مکّے سے) نکلے ہو تو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ۔ تم تو ان کو دوستی کے پیغام بھیجتے ہو اور وہ دینِ حق کے جو تمہارے پاس آیا ہے، منکر ہیں۔" (ممتحنہ 1)

یہ ایک قانون ہے جس کی رو سے مومن کو اجازت نہیں کہ وہ کسی غیر مسلم کے ساتھ دوستی کا علاقہ رکھے البتہ رواداری اور عام مروّت کی اجازت ہے کیونکہ یہ ایک معاشرتی ضرورت ہے لیکن ان کے بغض و عناد اور دلی دشمنی کے پیش نظر ان کے ساتھ دلی تعلّق اور ہمدردی کا معاملہ خصوصاً جس وجہ سے مسلمانوں کو نقصان کا بھی اندیشہ ہو، نہ ہونا چاہئے۔ اس کی چند وجوہات ہیں:

1- وہ دینِ حق کے منکر اور باغی ہیں۔

2- انہوں نے اللہ کے رسول اور مومنوں کو مکّے سے نکال باہر کیا۔

3- اگر ان کو موقعہ مل جائے تو وہ ہر طرح کی اذیّت پہنچائیں گے اور کسی تعلّق اور رشتہ داری کا پاس نہ کریں گے۔

اس لئے نسبی تعلّق یا دوستی کی وجہ سے تم ان کے ساتھ خفیہ مراسم نہ رکھو کیونکہ قیامت کے روز بھی یہ تعلق تمہارے لئے سودمند نہ ہوگا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ ۭ

"قیامت کے دن نہ تمہارے رشتے ناطے کام آئیں گے اور نہ اولاد۔ اس روز وہی (اللہ) تم میں فیصلہ کرے گا۔" (ممتحنہ 3)

Marfat.com

اسوۂ ابراہیمی

اس لئے اللہ کے احکام کی پاسداری کرو اور اس سلسلے میں ایک مثال مذکور ہے۔ ارشاد فرمایا:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرٰهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ ۚ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ

"تمہیں ابراہیمؑ اور ان کے رفقاء کا نیک چال چلن چاہئے۔ جب انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ ہم تم سے اور ان بتوں سے جن کی تم اللہ کے علاوہ پوجا کرتے ہو، بے تعلق ہیں اور تمہارے معبودوں کے کبھی قائل نہیں ہو سکتے جب تک تم اللہ پر ایمان نہ لاؤ، ہم میں اور تم میں ہمیشہ کھلی عداوت ہے اور رہے گی۔" (ممتحنہ ۴)

نو مسلم خواتین کے بارے میں حکم

گویا ایک مومن کے لئے یہ اصول ہے کہ وہ اہلِ کفر سے ہمیشہ کے لئے بری ہے۔ اس کے بعد گزشتہ ہونے والی کوتاہیوں سے معافی کے لئے دعا کی تلقین کی گئی اور فرمایا کہ یہ اسوۂ حسنہ ان لوگوں کے لئے ہے جو آخرت میں جوابدہی کا یقین و ایمان رکھتے ہیں۔ اس کے بعد ان لوگوں سے تعلق رکھنے کی اجازت دے دی جو مسلمانوں کے خلاف برسرپیکار نہیں بلکہ ان کو دین کی دعوت دینے کی گنجائش بھی ہے۔ اسی نسبت سے ایک اور ضابطہ آئندہ آیات میں بیان ہوا کہ اگر کافر عورتیں دوران جنگ میں یا جنگ کے بغیر ایمان قبول کرلیں اور تمہارے پاس آجائیں تو انہیں کافروں کے ہاتھ واپس نہ کرو بلکہ اگر ان پر ہونے والے اخراجات کے سلسلے میں کفار تم سے کسی خرچ کا مطالبہ کریں تو وہ بھی ان کو ادا کردو۔ اس سورت میں ان نو مسلم خواتین کے ساتھ نکاح کی اجازت بھی دے دی اور مہر کی ادائیگی کا حکم سختی سے دیا۔

نو مسلم خواتین کے بارے میں ایک خصوصی حکم

سورۃ کے اختتام سے قبل عورتوں کی بابت نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خصوصی حکم دیا گیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى أَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا

Marfat.com

يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ○

"اے نبی! جب تمہارے پاس مومن عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کو آئیں کہ اللہ کے ساتھ نہ تو شرک کریں گی' نہ چوری کریں گی' نہ بدکاری کریں گی' نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی' نہ اپنے ہاتھ پاؤں میں کوئی بہتان باندھیں گی اور نیک کاموں میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو اُن سے بیعت لے لو اور ان کے لئے اللہ سے بخشش مانگو۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اے ایمان والو! ان لوگوں سے جن سے اللہ ناراض ہوا' دوستی نہ کرو' کیونکہ جس طرح کافروں کو مردوں کے جی اٹھنے کی امید نہیں' اسی طرح ان کافروں کو بھی قیامت آنے کی کوئی امید نہیں۔" (ممتحنہ 11-12)

Marfat.com

سورہ الصف(۶۱)

نام

جہاد کے دوران میں صف بندی کی اہمیت اس سورۃ میں ہے۔ اس مناسبت سے اس کا نام "الصّف" رکھا گیا۔

زمانۂ نزول

یہ سورۃ مدینہ منوّرہ میں جنگِ بدر اور جنگِ اُحد کے درمیانی عرصے میں نازل ہوئی۔

مضامین

مخلصین اور منافقین کے لئے الگ الگ چند احکام اس سورۃ میں مندرج ہیں۔

اوائلِ سورۃ میں منافقت کی قباحت کا ذکر ہے اور پھر اہلِ ایمان کو جہاد کی ترغیب دلائی گئی اور کہا گیا کہ تم (مسلمانوں) کو کفر کے مقابلے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند ہونا چاہئے۔ نیز یہ تنبیہہ کی گئی کہ تم مسلمانوں کو موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی مانند نہ بننا چاہئے جو دعوائے ایمان کے باوجود اپنے نبی کی مخالفت پر کمربستہ رہے۔ اس کا وبال یہ ہوا کہ ان سے ہدایت کی توفیق سلب کرلی گئی۔

منافقوں اور ان کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے اہلِ ایمان کو مٹانے کا عزم رکھنے والوں کو خبردار کیا کہ اللہ کا دین اس زمین پر غالب آکر رہے گا اگرچہ یہ تم کو بہت ناگوار معلوم ہوتا ہے۔

مسلمانوں کو دنیا و آخرت کی کامیابی کی بنیاد بتائی کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت ہی میں کامیابی کا راز پنہاں ہے۔ اس کے علاوہ کوئی ایسا عمل نہیں جو انسانیت کو فوز و فلاح سے ہمکنار کرسکے۔ مزید یہ فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے ان کے حواریوں نے ان جیسے کا ساتھ دیا تھا۔ اسی طرح اہلِ ایمان پر بھی لازم ہے کہ اپنے نبی کی تائید و حمایت کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت مسلمانوں کے ساتھ شامل رہے۔

اس سورۃ میں نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی بشارت اور پیش گوئی کا ذکر ہے جو پہلے انبیاء اپنی قوموں کو سنایا کرتے تھے نیز جہاد کی فضیلت اس سورۃ کا خاصہ ہے۔

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ کا آغاز تسبیح کے ساتھ ہے اور اس کے بعد منافقین کو تنبیہہ فرمائی گئی کیونکہ ان کا دعویٰ تھا کہ ہم ایمان دار ہیں۔ اس لئے خطاب اسی انداز سے ہے۔ ارشاد فرمایا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○
كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○

"اے مومنو! تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے؟ اللہ اس بات سے سخت بیزار ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔" (الصف:2-3)

ان دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضگی کی وجہ بھی بیان فرما دی کہ ایسی بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے ہو؟ اس موقع پر ایک اشکال کا ازالہ ضروری ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جب تک کوئی شخص خود احکامِ اسلامی پر مکمل طور پر عمل پیرا نہ ہو' وہ نیکی کے کاموں کی طرف دعوت نہیں دے سکتا۔ اس سلسلے میں سورۂ بقرہ کی ایک آیت بھی پیش کی جاتی ہے۔ اس کی وضاحت کے لئے حکیمُ الاُمت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کا واقعہ پیش خدمت ہے۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ سے کسی نے اسی طرح کا سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ بھائی! میں تو وعظ سے قبل اپنے اعمال کا جائزہ لیتا ہوں اور اپنے اندر جو کمی و کوتاہی محسوس کرتا ہوں' اسی پر وعظ کہتا ہوں اور وعظ کے دوران میں دوسرے لوگوں کو خطاب سے پہلے میں اپنے نفس کو مخاطب سمجھتا ہوں اور پھر وعظ کے اختتام پر اپنے نفس سے سوال بھی کرتا ہوں کہ کیا حقیقت تیری سمجھ میں آگئی یا نہیں؟ اور پھر اس کوتاہی کے ازالے کے لئے کوشش کرتا ہوں۔

عام لوگوں کا جو مقولہ ہے کہ پہلے عمل کرو پھر تبلیغ تو اس طرح تو سلسلہ تبلیغ محدود بلکہ قریباً ختم ہو جائے گا کیونکہ اب جو انسان موجود ہیں' وہ معصوم تو نہیں ہیں' ہر شخص سے کوئی نہ کوئی کوتاہی تو ہو ہی جاتی ہے۔ کیا وہ کامل ہونے سے قبل وعظ و تبلیغ روکے رکھے؟ یہ ایک شیطانی وسوسہ ہے۔ قرآنِ کریم دراصل اس مقام پر یہ کہتا ہے کہ جو کہتے ہو اس پر خود بھی عمل کرو۔ یہ نہیں کہ نہ عمل کرو اور نہ کسی کو نیکی کی تلقین کرو۔

بشارت

اس کے بعد موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام اور ان کی قوموں کا کردار مذکور ہوا اور پھر عیسیٰ علیہ السلام نے نبی

Marfat.com

آخر الزمان خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو بشارت بیان فرمائی' اس کا ذکر اور آپ کی صفات کا تذکرہ ہے۔ گویا اہلِ ایمان سے کہا گیا کہ سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ کوئی شخص ایمان کا دعوے دار ہو اور اللہ پر بہتان تراشی بھی کرے۔

منافقوں کا فتور

منافقین کی بدکرداری اور عمل کے فتور کا ذکر کرتے ہوئے اللہ ربُّ العزت فرماتے ہیں:

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ○

"یہ (منافق) چاہتے ہیں کہ اللہ کے چراغ کی روشنی کو منہ سے پھونک مار کر بجھا دیں حالانکہ اللہ اپنی روشنی کو پورا کرے گا' خواہ کافر ناخوش ہی کیوں نہ ہوں۔" (الصف:8)

غلبۂ دین

منافقوں کی اس مکروہ سوچ کے ذکر کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تو یہ فیصلہ کر چکا ہے کہ

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○

"اللہ کی ذات وہ ذات گرامی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو پورے نظام زندگی پر غالب کر دے' خواہ یہ بات مشرکین کو ناگوار گزرے۔" (الصف:9)

غلبے سے یہاں کیا مراد ہے؟ اس سلسلے میں ایک مثال سے بات واضح ہو جائے گی۔ انسان روشنی کے حصول کے لئے سورج کی موجودگی میں کوئی چراغ یا شمع روشن نہیں کرتا لیکن جب تاریکی چھا جاتی ہے تو چراغ اور شمع روشن کی جاتی ہے اور پھر جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کی موجودگی میں کوئی چراغ جل بھی رہا ہو تو سورج کے سامنے وہ بے حقیقت ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دین کا معاملہ ہے کہ اس دینِ حق کی آمد کے بعد دوسرے ادیانِ باطلہ کا خاتمہ ہونا ضروری نہیں البتہ یہ حقیقت ہے کہ اس دینِ حق کے مقابلے میں وہ سارے ادیان بے حقیقت ہو گئے ہیں اور اللہ کے ہاں ان کی قدر و قیمت ختم کر دی گئی ہے۔

نفع بخش تجارت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○

"اے ایمان لانے والو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت بتا دوں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے؟ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اور اللہ کے راستے میں اپنے اموال اور جانوں کے ذریعے سے جہاد کرو۔"

(الصف:10)

ایمان تو دراصل قرآن کے راستے ہی سے آسکتا ہے اور اس ایمان کے حصول کے بعد تحدیثِ نعمت کے طور پر اس کو پھیلانا اور اس کے لئے جہاد کرنا ضروری ہے۔ اس لئے مجاہدین کے لئے فتح و نصرت کی بشارت دے دی اور اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی مانند سب کچھ تج کر نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰہ کا نعرہ لگاتے ہوئے میدانِ عمل میں اُترنے کا حکم دیا گیا۔

؎ باطل کی ہو کتنی ہی طاقت' باطل کی اطاعت کیا معنی
ایماں پہ فدا ہو جاتے ہیں جو صاحبِ ایماں ہوتے ہیں
جو حق کی خاطر جیتے ہیں' مرنے سے کہیں ڈرتے ہیں جگرؔ
جب وقتِ شہادت آتا ہے' دل سینوں میں رقصاں ہوتے ہیں

سورہ الجمعہ (۶۲)

نام

صلوٰۃُ الجُمُعَہ کے حکم کی مناسبت سے الجمعہ نام رکھا گیا۔

زمانۂ نزول

یہ سورۃ دو مواقع پر مرحلہ وار نازل ہوئی۔ پہلا رکوع جنگِ خیبر کے بعد اور دوسرا رکوع ہجرت سے کچھ عرصہ بعد۔

مضامین

یہود مسلسل تگ و دو اور کوششوں کے باوجود مسلمانوں کو مٹانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ البتہ خود بے شمار یہودیوں نے اسلام کی حقانیت کا مشاہدہ کیا اور اسلام قبول کر لیا مگر کچھ لوگ دلی بغض و عناد کی وجہ سے اس نعمت کو قبول نہ کر سکے جس کی وجہ سے انہیں جلا وطن ہونا پڑا۔ ایسے حالات میں یہ سورت نازل ہوئی جس میں ان کو خطاب کر کے صورت حال واضح کر دی گئی۔

1- یہود کا یہ خیال تھا کہ نبوت ہمارے ہی خاندان کا خاصہ بن چکی ہے' اس لئے اب کسی اور خاندان یا قبیلے میں کوئی نبی نہ پیدا ہو گا۔ حالانکہ ان لوگوں نے کبھی نبوت کے تقاضوں کو پورا نہ کیا بلکہ تعلیماتِ نبوت کو ہمیشہ ٹھکرایا اور نفرت و حقارت سے اہلِ مکہ کو "اُمّی" (ناخواندہ) کہتے تھے۔ جب نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منصبِ نبوت و رسالت پر فائز کیا گیا تو یہود کی اکثریت نے اسی نفرت کے باعث ایمان قبول نہ کیا۔ اس سورۃ میں بتایا کہ جس قوم کو تم نفرت کی نگاہ سے دیکھتے رہے ہو' اس قوم کا ایک بطلِ جلیل منصبِ نبوت پر فائز ہے اور اللہ کی کتاب' اس کی حکمتوں اور اس کے معارف سے لوگوں کو آگاہ کرتا ہے اور اسی کتاب کی تعلیمات کے ذریعے سے لوگوں کے نفوس کو اخلاقِ رذیلہ سے پاک کرتا ہے نیز نبوت اللہ کی رحمت اور اس کا فضل ہے جو مخلص اور نیکوکار بندوں کو عطا کیا جاتا ہے۔

اس حقیقت سے آگاہ کرنے کے لئے گدھے کی تمثیل کا ذکر کیا کہ گدھے پر کتابوں کا بوجھ لدا ہوا ہو تو اسے کچھ علم نہیں ہوتا کہ اس نے کیا اٹھا رکھا ہے۔ تمہاری حالت تو اس گدھے سے بھی بدتر ہے کہ تم نے اللہ کی کتاب کی ذمہ داری کا بوجھ اٹھا لیا پھر اس کی تعلیمات کو عملاً جھٹلایا۔ اس کی تعلیمات سے انحراف کیا اور اس کے بعد اس زعم کا شکار ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے علاوہ اور کسی کو منصبِ نبوت و رسالت عطا نہ کرے گا۔ حالانکہ نظامِ کائنات اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کے تحت چل رہا ہے نہ کہ تمہاری باطل خواہشات پر۔

Marfat.com

2- یہود ایک اور غلط پراپیگنڈہ کیا کرتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے محبوب اور چہیتے ہیں۔ ان سے کہا گیا کہ تمہارا یہ دعویٰ درست اور مبنی برحق ہے تو موت کی تمنا کرو کیونکہ موت اللہ تعالیٰ کی فوری ملاقات کا سبب ہے لیکن اس کے برعکس موت کا تم پر اس قدر خوف مسلط ہے کہ اس پر تم ذِلّت کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔

3- سورت کے دوسرے رکوع میں متنبہ کیا گیا کہ یہود نے عبادت کے مخصوص دن یعنی ہفتے کے دن اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کے حصول کی تمنا اور کوشش کی جس کے باعث ان کو ذلّت و رسوائی کی اتھاہ گہرائیوں میں اتار دیا گیا۔ اگر تم بھی افضلُ الّایام یعنی یومُ الجمعہ کی عبادت کے ساتھ یہود جیسا معاملہ کرو گے تو تمہارا انجام بھی ان سے مختلف نہ ہو گا۔ اس کا پسِ منظر یوں ہے کہ مدنی زندگی کے ابتدائی ایام میں عین اس وقت جب مسجدِ نبوی میں نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے' ایک تجارتی قافلہ آوارد ہوا اور اس کی آمد کی اطلاع حسبِ روایت ڈھول بجا کر کی گئی۔ بہت سے مسلمان بھی دوڑ پڑے کہ جلد از جلد تجارتی قافلے کے ساتھ معاملہ طے کر لیں۔ اس طرزِ عمل پر اللہ تعالیٰ نے شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا اور قانون بنا دیا گیا کہ اذانِ جمعہ کے بعد ہر قسم کا کاروبار حرام ہے اور دوسری مصروفیات بھی ممنوع ہیں' البتہ جب جمعہ کی نماز ختم ہو جائے تو پھر زمین پر پھیل کر اللہ کے فضل یعنی رزق کی تلاش کی اجازت ہے۔

اس سورۃ میں یہود کے ذکر کے بعد مسلمانوں کو اس طرح کا حکم دیا گیا تاکہ مسلمانوں کو باور کرا دیا جائے کہ اس غلط روش کا انجام کس قدر خطرناک ہوا کرتا ہے۔ اس لئے اہلِ اسلام ایسے معاملات میں محتاط رہیں تاکہ ذِلّت سے بچ جائیں۔

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلامِ ربانی پر تدبّر و تذکّر نہ کرنے والوں کی مثال

سورۃ کے آغاز میں ذکر ہے کہ زمین و آسمان کی ہر چیز اللہ کی تسبیح کر رہی ہے۔ اس کے بعد نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آپ کی ذمہ داریوں کا ذکر ہے اور یہ ذکر اس سے قبل بھی دو تین مقامات پر ہو چکا ہے۔ اس کے بعد ایک تمثیل بیان کی گئی ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ؕ

"(یہ) ان لوگوں کی مثال ہے کہ جن پر توریت نازل کی گئی لیکن وہ توریت کے بوجھ کو نہ اٹھا سکے۔ ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس پر توریت کے بڑے بڑے نسخے لاد دیئے جائیں۔" (الجمعہ:4)

ظاہر ہے وہ توریت والا گدھا تو کہلا سکتا ہے لیکن توریت کو سمجھ نہیں سکتا' کیونکہ وہ اول و آخر گدھا ہے اور کچھ بھی سمجھنے کی صلاحیت سے عاری ہے۔ یہ آیت اتنی بلیغ ہے کہ اگر اس کے معانی پر غور کریں تو یہ ان لوگوں پر چسپاں ہوتی ہے جن پر قرآن نازل کیا گیا اور ان کی زندگی کے پورے پچاس' ساٹھ' ستر سالہ پروگرام میں یہ بات شامل ہی نہیں ہے کہ کبھی قرآنِ مجید' فُرقانِ حمید کو سمجھ کے پڑھیں۔ ایسے لوگ بھی ان گدھوں کی طرح سے ہیں جن پر قرآنِ مجید کے نسخے لادے گئے ہوں لیکن وہ قرآن فہمی کی لذّت سے نا آشنا ہوں۔ غور کیجئے کہ کیا ہم نے بھی قرآن کو کہیں اسی طرح سنبھال کے رکھا ہوا تو نہیں ہے؟ ہم اس بات سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں کہ ہم پر یہ بات منطبق ہو۔

اس کے بعد یہود سے کہا گیا کہ تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے محبوب اور چہیتے ہو تو موت کی تمنا کرو۔ اور پھر ان کے اعمال کے پیشِ نظر کہا کہ یہ ہرگز موت کے متمنّی نہیں ہوں گے۔ حالانکہ موت کا آنا یقینی امر ہے۔

اذانِ جمعہ کے بعد خرید و فروخت حرام ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا
اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○
فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ
اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○
وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا نِ انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ط قُلْ
مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ط وَاللّٰهُ
خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○

"اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو اللہ کی یاد (نماز) کے لئے جلدی کرو اور خرید و فروخت ترک کردو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ پھر جب نماز ہو چکے تو اپنی اپنی راہ لو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ نجات پاؤ اور جب یہ لوگ سودا بکتا یا تماشہ ہوتا دیکھتے ہیں تو ادھر بھاگ جاتے ہیں اور تمہیں کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔ کہہ دو کہ جو چیز اللہ کے ہاں ہے' وہ تماشے اور سودے سے بہت بہتر ہے اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

(الجمعہ:9-11)

ان آیات میں جمعہ کی فرضیت کا ذکر ہوا اور حکم دیا گیا کہ اذان جمعہ کے بعد ہر طرح کا کاروبار بند کردو۔ اس حکم کی روشنی میں فقہاء نے لکھا کہ اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت حرام ہے بلکہ فوری طور پر نمازِ جمعہ کے لئے چل پڑنا ضروری ہے۔

اسلام میں ہفتہ وار چھٹی کا تصور

اس کے بعد کی آیت سے ایک اور عقدہ بھی حل ہو گیا کہ اسلام میں ہفتہ وار یا ماہوار چھٹی کا تصور ہے یا نہیں۔ ظاہر ہے ایسا کوئی تصور اسلام میں نہیں بلکہ جمعہ کے روز چند ساعت کے لئے کاروبار کو معطل کرنے کا حکم ہے اور اس کے بعد پھر رزق کی تلاش میں چلے جانے کی اجازت ہے۔ دورِ حاضر میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ ہفتہ وار تعطیل جمعہ کے روز ہونا ضروری ہے' یہ بے معنی سی بات ہے کیونکہ یہ تصور یہود کے ہاں سے منتقل ہوا جن کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ نے چھ روز میں زمین و آسمان اور دیگر مخلوقات کو بنایا اور ساتویں روز چھٹی کی۔ مسلمانوں کے ہاں ایسا کوئی عقیدہ نہیں۔

Marfat.com

سورہ المنافقون (۶۳)

نام

منافقوں کے طرزِ عمل پر زجر و توبیخ اس سورۃ کا موضوع ہے۔ اس مناسبت سے "منافقون" بطور علامات نام قرار دیا گیا۔

زمانۂ نزول

یہ مدنی سورت ہے' غزوہ بنی المصطلق کے بعد اس سورۃ کا نزول ہوا۔ اس ضمن میں تفصیلات اس سے قبل سورۂ نور میں بیان کی جا چکی ہیں۔

مضامین

اس سے قبل سورۂ نور اور سورۂ حشر کے مضامین میں ہم مدینہ میں یہود کے اثر و نفوذ اور دیگر متعلقات پر روشنی ڈال چکے ہیں۔ اس مقام پر اسی بات کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے کچھ مزید حالات کا ذکر کریں گے۔

اوس و خزرج کے قبائل آپس کی خانہ جنگیوں سے تنگ آکر اس بات پر آمادہ ہو چکے تھے کہ یثرب کی قیادت کسی ایک شخص کے حوالے کر دی جائے۔ اس مقصد کے لئے عبداللہ بن اُبیّ کا نام زبان زدِ عام تھا۔

مدینے میں اسلام کا چرچا ہوا اور کچھ عرصے بعد نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو مدینے کی جانب ہجرت کی اجازت مرحمت فرما دی اور خود بھی اہلِ مکہ کے ناروا رویّہ کے باعث مدینہ تشریف لے آئے۔ آپؐ نے مدینے پہنچتے ہی "میثاقِ مدینہ" کے تحت تمام اہل شہر کو جمع کر لیا۔ اس میثاق کی رو سے نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مرکزی حیثیت حاصل ہو گئی۔ جس کے باعث یہودیوں کو عموماً اور عبداللہ بن اُبیّ کو خصوصاً دھچکا لگا۔ ان لوگوں نے ظاہری طور پر تو آپؐ کی اطاعت قبول کر لی مگر در پردہ سازشوں میں مصروف ہو گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بسا اوقات عبداللہ بن ابی بدتمیزی بھی کرتا جس پر سعدؓ بن عبادہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! "اس کو غلط فہمی ہے کہ آپؐ کی آمد کے باعث اس کا تاج شاہی چھن گیا ہے۔ اس لئے وہ جھلایا ہوا ہے۔"

جنگِ بدر کے بعد ایک موقع پر اس نے سرکشی کی راہ اختیار کی۔ جنگِ اُحد کے موقع پر اس نے صریحاً غداری کی اور عین میدانِ جنگ سے تین سو سے زائد ساتھیوں کو لے کر واپس آگیا۔ ان واقعات کے بعد ہر شخص کو اب یقین ہونے لگا کہ یہ شخص منافق ہے اور اس کے ساتھی بھی پہچان لئے گئے۔ غزوۂ بنی نضیر کے موقع پر بھی ان لوگوں نے دشمنانِ اسلام کا ساتھ دیا۔ مزید یہ کہ وہ مسلمانوں کے راز بھی دشمن تک پہنچایا کرتے تھے۔ اوس و خزرج کا ایک

Marfat.com

طبقہ بھی اس کا حمایتی تھا۔ ان تمام وجوہات کے باوجود نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے درگزر کرتے تاکہ بیک وقت دو محاذوں پر مقابلے کا آغاز نہ ہوجائے اور اندرونِ شہر انارکی اور فساد نہ پیدا ہو۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ یہ سبھی منافق نماز باجماعت میں پابندی سے شرکت کرتے اور ہر موقع پر زبانی دعوؤں سے اپنے آپ کو مسلمانوں کا بہی خواہ ثابت کرتے تاکہ انہیں مالی اور جانی تحفظ حاصل رہے۔

غزوۂ بنی المصطلق کے موقع پر ان لوگوں نے مسلمانوں کو مہاجر اور انصار کی تفریق کے باعث باہم ٹکرانے کی سازش کی جس کا تفصیلی ذکر ہم سورۂ نور میں کرچکے ہیں۔ اس کے بعد منافقین آہستہ آہستہ عبداللہ بن اُبیّ کے گرد جمع ہونا شروع ہوگئے اور اس کو یہ کہا جانے لگا کہ یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ وہ پہلے ہی جھلایا ہوا تھا۔ اس نے جوش میں آکر کہا:

"یہ سب کچھ تمہارے سبب سے ہوا ہے' تم نے ان لوگوں کو پناہ دی۔ ان کو اپنے اموال اور جائیداد میں سے حصہ دیا اور اب وہ اس قدر پھول چکے ہیں کہ (قریش کے) ان مفلسوں پر وہ مثل صادق آنے لگی ہے: کتا پل کر اپنے ہی مالک کو پھاڑنے دوڑا' اللہ کی قسم! (واپس مدینہ پہنچ کر) عزت والے ذلیل لوگوں کو نکال باہر کریں گے۔"

(نعوذ باللہ)

جس وقت یہ گفتگو ہو رہی تھی زیدؓ بن ارقم بھی اسی محفل میں موجود تھے جو ابھی کم عمر تھے۔ انہوں نے ساری باتیں اپنے چچا کو بتا دیں جنہوں نے یہ ماجرا انصار کے رئیسوں اور خود نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بتایا۔ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیدؓ کو بلا کر ساری تفصیلات ان کی اپنی زبانی سنیں۔ عبداللہ بن اُبیّ سے جب اس بارے میں پوچھا گیا تو اس نے اس واقعے سے انکار کیا اور کہا کہ بچے کو مغالطہ ہوگیا ہے۔ اسی طرح مدینے کے دوسرے لوگوں نے بھی عرض کیا کہ یہ (عبداللہ بن اُبیّ) ہمارا رئیس ہے' اس کے مقابلے میں اس بچے (زید) کی بات پر اعتماد نہ کیجئے۔

قبیلے کے بزرگوں نے زیدؓ بن ارقم کو ملامت کی جس کے باعث وہ رنجیدہ ہوگئے اور گوشہ نشینی اختیار کرلی۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اس واقعے کا علم ہوا تو انہوں نے آپؐ کی خدمتِ اقدس میں عرض کی کہ مجھے اس منافق کی گردن اڑانے کی اجازت دیجئے یا انصار میں سے کسی کو اس بات کا حکم دیا جائے۔ آپؐ نے فرمایا کہ "اگر ایسا ہوا تو لوگ کہیں گے کہ محمد تو خود اپنے ہی ساتھیوں کو قتل کرا رہا ہے۔" رفتہ رفتہ یہ بات مسلمانوں میں پھیل گئی۔ لوگوں نے عبداللہ بن ابی کو مشورہ دیا کہ تم جاکر خود نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی مانگ لو جس پر اس نے برافروختہ ہوکر کہا:

"تم نے ایمان لانے کو کہا' زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے کہا' میں نے تمہاری بات مان لی۔ اب تم یہ چاہتے ہو کہ میں محمدؐ کو سجدہ بھی کروں۔"

Marfat.com

اہلِ مدینہ یہ سن کر اور زیادہ ناراض ہوگئے۔ قافلہ جب مدینے پہنچا تو عبداللہ بن اُبیّ کے بیٹے (جس کا نام بھی عبداللہؓ تھا) نے تلوار نکال لی اور اپنے ہی باپ کا راستہ روک کر کہا کہ "اب معلوم ہوجائے گا کہ عزت اللہ اور رسولؐ کی ہے یا آپ لوگوں کی۔ اللہ کی قسم! میں اس وقت تک تم لوگوں کو مدینے میں نہ داخل ہونے دوں گا جب تک نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اجازت مرحمت نہ فرمائیں۔" اس پر عبداللہ بن اُبیّ نے واویلا کیا۔ جب یہ خبر آپؐ تک پہنچی تو آپؐ نے ان لوگوں کو آنے کی اجازت دے دی۔

اس واقعے کے بعد آپؐ نے عمرؓ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ عمر! اب صورتحال دیکھو۔ اگر میں اجازت دے دیتا اور تم اس کو قتل کردیتے تو بہت سے لوگوں کی حمایت اس کو حاصل ہوجاتی۔ سیدنا عمرؓ نے عرض کیا کہ "اللہ اور اس کے رسول کا ہر حکم حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔ ان حالات و واقعات میں اس سورۃ کا نزول ہوا اور مسلمانوں پر حقیقت حال واضح ہوگئی۔ سورۃ کے اواخر میں دوسروں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ کبھی کبھار مال اور اولاد فتنہ و ہلاکت کا باعث بھی بن جاتے ہیں۔ اس معاملے میں احتیاط اور فکر کی درستی لازم ہے۔

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دو بڑی غلط فہمیوں کا ازالہ

عام طور پر منافقین اور کمزور ایمان رکھنے والے مسلمان دو غلط فہمیوں میں مبتلا ہوتے ہیں:

1- اصلاح و تبلیغ دین کے کاموں میں دنیا دار سرمایہ داروں کی مالی مدد کے بغیر کام نہیں چلتا۔

2- جاگیرداروں، سرمایہ دار، سیاستدان یا ان کے گماشتے عزت والے لوگ ہوتے ہیں، اس لئے کہ عزت و ذلت کا معیار اس دنیا میں اقتدار اور مالی وسائل کی بہتات ہے۔ درج ذیل آیات میں دونوں غلط فہمیوں کا واضح طور پر ازالہ کردیا گیا:

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

Marfat.com

"وہی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں پر جو رسولُ اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس رہتے ہیں خرچ مت کرو تاکہ یہ لوگ (وسائل کی کمی کے باعث) ادھر ادھر منتشر ہو جائیں۔ حالانکہ (اصل بات یہ ہے کہ) آسمانوں اور زمین کے خزانے اللہ کے ہی ہیں لیکن منافق لوگ (یہ بات) سمجھتے نہیں۔ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ واپس پہنچ گئے تو عزت والے لوگ ذلیل و کمزور لوگوں کو نکال باہر کریں گے۔ حالانکہ (اصل بات یہ ہے) کہ عزت تو اللہ' اس کے رسول اور اہلِ ایمان ہی کے لئے ہے لیکن منافق یہ بات جانتے نہیں ہیں۔"

(المنافقون:7-8)

فتنہ کیا ہے؟

سورۂ منافقون کے ابتدائی مضامین اور منافقوں کی بدکرداری کا ذکر سورۃ کے تعارف میں تفصیلاً ہو چکا ہے۔ سورۃ کے اختتام کے قریب ایک مضمون خاص طور پر اہم ہے جس میں اہلِ ایمان کے لئے اسبابِ ہلاکت کا ذکر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ

"اے ایمان والو! تمہارا مال اور اولاد تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے۔"

(المنافقون:9)

گویا اہلِ ایمان کو بہکانے کے لئے شیطان ان دو اسباب کو مزین کر کے پیش کرتا ہے اور سادہ لوح مومن اس کے نقش و نگار میں الجھ کر گمراہی کی اتھاہ گہرائیوں میں گر جاتا ہے۔ اس کمزوری سے بچنے کا طریقہ بتایا:

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ

"اور خرچ کرو وہ مال جو ہم نے تمہیں دیا ہے اس سے پہلے کہ کسی کو موت آجائے۔"

(المنافقون:10)

اور یہ بات اسلام کے بنیادی عقائد ہی میں بتلا دی گئی کہ موت کا وقت کسی کو بھی معلوم نہیں نیز یہ کہ جب موت کا وقت آجائے گا تو کسی طرح کی مہلت نہ ملے گی۔

سورہ التغابن (۶۴)

نام

لفظِ "التغابن" اس سورۃ میں آیا ہے اور یہی اس کا علامتی نام قرار دیا گیا۔

زمانۂ نزول

مدنی دور میں نازل ہوئی۔

مضامین

اس سورۃ کے مضامین کو دو حصّوں میں یوں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

الف۔ کُفّار سے خطاب۔

ب۔ اہلِ ایمان سے خطاب۔

کُفّار سے خطاب

اس حصّے میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے دلائل اور کائنات کی تخلیق کا مقصد بیان کرتے ہوئے درج ذیل حقائق بیان کئے گئے ہیں:

1- اس کائنات کا خالق، مالک اور مختار اللہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ وہ قادرِ مطلق اور ہر عیب و کمزوری سے مُبرّا و پاک ہے۔ اس نے اس نظامِ کائنات کو بلاوجہ اور بلا مقصد پیدا نہیں کیا۔ بلکہ اس کائنات کی تخلیق حکمتِ الٰہی کا عظیم مظہر ہے۔

2- اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو بہترین شکل و صورت کے ساتھ پیدا کیا۔ اس کی ہدایت و راہنمائی کے لئے انبیاء و رسل بھیجے اور کتابیں اتاریں جن کے ذریعے سے حق و باطل کی پہچان کرائی گئی اور پھر انسان کو اختیار دے دیا گیا کہ چاہو تو ایمان و ایقان کا رستہ اپنا کر اللہ کے محبوب بن جاؤ اور اگر چاہو تو سرکشی و عصیان کی زندگی گزار کر جہنّم کا ایندھن بن جاؤ۔ یہ اس لئے کہ انسان غیر ذمّہ دار اور مطلقاً آزاد نہیں پیدا کیا گیا بلکہ آخرت میں اس کے ہر قول و فعل کا محاسبہ ہو گا۔

اس بنیادی حقیقت کے اظہار کے بعد فرمایا کہ تاریخ انسانی کے ماضی کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے۔ اس میں قوموں کی ترقّی و عروج کے اسباب اور انسانوں کی ہلاکت و بربادی کی وجوہات بھی مندرج ہیں۔ مثلاً:

Marfat.com

الف۔ عقیدے کی گمراہی

اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے انبیاء کی تعلیمات کے مقابل من گھڑت نظریات اور وہم و گمان کو عقیدے کی شکل دی جاتی رہی جس کے باعث لوگ گمراہی کی وادیوں میں بھٹکتے رہے۔

ب۔ عقیدۂ آخرت کا انکار

جب یہ عقیدہ پختہ ہو جائے کہ یہ دنیا ہی سب کچھ ہے' اس کے بعد اس زندگی کے بارے میں کوئی باز پرس نہ ہو گی اور نہ ہی جزا و سزا کے مراحل ہوں گے' تو یہ عقیدہ و نظریہ انسان کو برائی کرنے کی جرأت دلاتا ہے۔

جب کوئی قوم ان دونوں خرابیوں پر اصرار کرتی ہے اور انبیاء کی تکذیب اس کا طُرّۂ امتیاز بن جاتا ہے تو ایسی قوم کو اللہ تعالیٰ صفحۂ ہستی سے مٹا دیا کرتے ہیں۔ جب ایسے مجرموں کو قیامت کے دن جہنم میں یکجا کیا جائے گا تو ہر شخص حقیقت سے آگاہ ہو گا اور سب ایک دوسرے کے کفریہ نظریات کو خوب جان لیں گے۔

اہلِ ایمان سے خطاب

اس حصے میں اہلِ ایمان کو ہدایت کی گئی کہ تم ہر حال میں اللہ کی رضا پر شاکر رہو کیونکہ

الف۔ کوئی بھی مصیبت اللہ کے حکم اور اجازت کے بغیر نہیں آ سکتی۔ ایسے میں صبر و استقامت کا راستہ ہی بہترین ہے۔ انسان کے لئے سب سے بڑی مصیبت اور سزا یہ ہے کہ اسے ہدایت سے محروم کر دیا جائے اور یہ کیفیت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان مصائب و مشکلات سے گھبرا کر واویلا کرنا اور ناشکری و ناقدری کے کلمات زبان سے نکالتا ہے۔

نیز قبولِ ایمان کے بعد مومن کی ذمہ داری ہے کہ وہ اعمالِ صالحہ یعنی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کو زندگی میں لازم حیثیت دے۔ ورنہ وہ اپنے اُخروی نقصان کا خود ذمہ دار ہو گا۔

ب۔ مومن کو اللہ پر کامل اعتماد و توکّل ہونا چاہئے۔ مال و اولاد اور اسباب دنیا آزمائش کے لئے ہیں۔ ان کے ذریعے سے اللہ کا قُرب حاصل ہو تو یہ نعمت ہیں اور اگر یہ اسبابِ زندگی اللہ کی نافرمانی کا سبب بن جائیں تو دونوں جہاں میں زحمت و عذاب ہیں۔ اس عذاب کا باعث نفس پرستی اور زر پرستی بنتی ہے۔

ج۔ اللہ تعالیٰ انسان کو اسی قدر اعمال کا مُکلّف بناتے ہیں جس قدر اس میں عمل کی صلاحیت رکھی گئی ہے۔ اس لئے انسان کو اللہ تعالیٰ کے احکام پر پورا عمل کرنے کی کوشش جاری رکھنا چاہئے تاکہ اس کے اعمال کا کوئی حصہ بھی حدودِ الٰہی سے متجاوز نہ ہو۔

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وقوعِ حشر کا تذکرہ

اس سورۃ کا آغاز بھی کلماتِ تسبیح اور اللہ کی کبریائی اور عظمت کے تذکرے کے ساتھ ہے۔ اس کے بعد پہلے منکرینِ دین و شریعت کا ذکر ہے اور اس کے ساتھ ہی ان کے انکار و کفر کی ایک وجہِ مشترک بیان ہوئی کہ انہیں اس بات پر تعجب تھا کہ ایک انسان منصبِ نبوت پر کیونکر فائز ہو سکتا ہے۔ نیز وہ نبوت و رسالت کی ضرورت کے بھی منکر تھے اور پھر اس انکار کے محاسبے کا خوف تو ان کے دل میں ہرگز نہیں تھا۔ کیونکہ ان کے نزدیک زندگی

؎ بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

کا مصداق تھی۔ اس لئے یہ سب کچھ بیان کر کے اللہ ربُّ العزت نے فرمایا:

قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ

"کہہ دیجئے کہ ہاں میرے رب کی قسم! تم ضرور اٹھائے جاؤ گے۔ پھر جو کام تم کرتے رہے ہو، وہ تمہیں بتائے جائیں گے۔" (التغابن:7)

اور پھر ان کی حالتِ زار کے متعلق ارشاد فرمایا:

يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ

"جب وہ تم کو اکٹھا ہونے کے دن جمع کرے گا، وہ نقصان اٹھانے کا دن ہو گا۔" (التغابن:9)

نقصان سے کون بچے گا؟

لیکن ایک طبقہ اس روز بھی اس نقصان سے بچ کر فائدہ میں ہو گا۔ ان کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○

"اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے، وہ اس سے اس کی برائیاں دور کر دے گا اور جنت کے باغات میں ان کو داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ یہ بڑی

کامیابی ہے۔" (التغابن:9)

اور پھر کُفار کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر تم رسالت کی ضرورت کے منکر ہو یا رسول کی بات کو نہ مانو' اللہ کو کچھ پروا نہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ○

"اگر تم منہ پھیر لوگے تو ہمارے نبی کے ذِمہ تو صرف پیغام کا کھول کر پہنچا دینا ہے۔" (التغابن:12)

اس کے بعد اہلِ ایمان کے لئے چند ایک خصوصی نصیحتیں ہیں:

1- تمہاری اولاد اور بیویوں کے راستے شیطان تمہارے ساتھ دشمنی کرے گا۔ اس لئے ہوشیار رہنا۔
2- عفو و درگزر اور لوگوں کے گناہوں سے چشم پوشی کرو گے تو اللہ تعالیٰ بھی بخشنے والا ہے۔
3- مال اور اولاد تمہاری سوچ اور عمل کے مطابق تمہارے لئے جنت یا دوزخ کا باعث بنیں گے۔
4- اللہ سے ڈرو۔ اس کے احکام سنو اور اطاعت کرو۔
5- اللہ کی دی ہوئی دولت اس کی راہ میں خرچ کرو۔

اصل بات یہ ہے کہ مال و اولاد اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس وقت رکاوٹ بنتی ہے جب اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں راسخ نہ ہوتی ہو۔ بالفاظ دیگر حبِ الٰہی اور اخلاص لِلّٰہ کی دعوت دی جا رہی ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کی جانے والی دولت کو اللہ تعالیٰ آخرت میں کئی گنا اضافے کے ساتھ لوٹا دیں گے۔

طبیبِ عشق نے دیکھا مجھے تو فرمایا
ترا مرض ہے فقط آرزو کی بے تابی

آنکس کہ ترا خواست جاں را چہ کند
فرزند و مال و خانماں را چہ کند

دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی
دیوانہ تو ہر دو جہاں را چہ کند

Marfat.com

سورہ الطلاق (۶۵)

نام

اس سورت میں طلاق کے احکام کی وجہ سے اس کا یہ نام رکھا گیا۔

زمانۂ نزول

اس سورت کا نزول سورتِ بقرہ کے بعد ہوا تاکہ اس کے احکامِ معاشرت میں جہاں کہیں کوئی بات مجمل رہ گئی ہو' اس کی وضاحت ہو جائے۔

مضامین

سورہ بقرہ میں جو مسائل جواب طلب تھے یا ان میں عمل کے دوران میں کوئی ابہام محسوس کیا گیا' ان کی مزید وضاحت اس سورت میں کردی گئی تاکہ عائلی قوانین کی تکمیل ہو جائے۔

سورۂ بقرہ میں مندرج عائلی احکام کا خلاصہ یوں ہے:

الف۔ خاوند اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے سکتا ہے۔

ب۔ ایک طلاق کی صورت میں دورانِ عدت میں خاوند رجوع کر سکتا ہے جبکہ دو طلاقوں کی صورت میں دورانِ عدت میں خاوند تجدیدِ نکاح کر سکتا ہے۔ لیکن اگر تین طلاقیں دے چکا ہو تو خاوند کے لئے رجوع یا تجدیدِ نکاح کا حق باقی نہیں رہتا تا آنکہ بیوی کسی اور خاوند سے نکاح کرے اور وہ خاوند اپنی مرضی سے طلاق دے۔

ج۔ جو عورت نکاح کے بعد خلوتِ **صحیحہ** کر چکے' اس کی طلاق کی صورت میں عدت تین حیض ہو گی اور اگر خلوتِ **صحیحہ** سے قبل ہی طلاق ہو جائے تو اس کے لئے کوئی عدت نہیں۔

د۔ اگر ایسی عورت کو طلاق ہو یا اس کا خاوند مرجائے جس کو حیض نہ آتا ہو تو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہو گی۔

اس سورۃ میں طلاق دینے کے حکیمانہ اور مسنون طریقے کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ حتی المقدور علیحدگی اور طلاق سے بچا جا سکے اور اگر خاوند بیوی کے درمیان علیحدگی لازم ہو چکی ہو اور اس کے علاوہ کوئی چارۂ کار نہ رہے تو طلاق دینے یا علیحدگی کا بہتر اور حکیمانہ انداز کیا ہونا چاہئے کیونکہ طلاق ایسی ضرورت ہے جو ناگزیر حالات میں ہی پوری ہونی چاہئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس ضمن میں فرمان ہے:

"حلال چیزوں میں سے ناپسندیدہ ترین چیز طلاق ہے۔" کیونکہ طلاق کے بعد اولاد کی تربیت اور اس سے متعلقہ بے شمار معاملات معاشرتی زندگی میں پریشانی کا باعث بن جاتے ہیں۔

از فراقِ تلخ می گوئی سخن
ہر چہ خواہی کن ولیکن ایں مکن

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

طلاق اور اُس کے بعد کے احکام

سورۃ کا آغاز نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب سے ہے اور پھر آپ کے ذریعے سے چند اہم ترین احکام مسلمانوں کے لئے بیان فرمائے۔ اس میں طلاق' طلاق کے بعد عدّت کے دوران میں نان و نفقہ کی ادائیگی کا حکم ہے۔

اس کے بعد اس عورت کی عدّت کا ذکر ہے جس کا حیض بند ہو چکا ہے۔ فرمایا کہ ایسی عورت اگر مطلقہ یا بیوہ ہو جائے تو تین ماہ اس کی عدّت ہو گی۔

عورتوں کے حقوق

اسلام نے عورتوں کے لئے بہترین حقوق تجویز کئے ہیں اور زمانۂ جاہلیت میں ان پر ہونے والی زیادتیوں کا ازالہ کیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ط

"صاحبِ حیثیت کو اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرنا چاہیے۔" (طلاق:7)

یعنی اپنی بیویوں پر حیثیت کے مطابق ضرور خرچ کیا جائے۔

جس طرح حقوقُ اللہ کی ادائیگی اور پاسداری ہم پر لازم ہے اسی طرح حقوقُ العباد کا خیال رکھنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ حقوقُ العباد میں خواتین کے حقوق بھی شامل ہیں۔ جس طرح حقوقُ اللہ کی محافظت نہ کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آتا رہا ہے' اسی طرح حقوقُ العباد (خواتین کے حقوق) کو ادا نہ کرنے والوں کو بھی سخت تنبیہہ کی گئی ہے جس کا اندازہ اس سورت میں مذکور احکام سے لگایا جا سکتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ○
فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ○
اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا

Marfat.com

"اور بہت سی بستیوں کے رہنے والوں نے اپنے رب اور اس کے نبیوں کی سرکشی کی تو ہم نے ان کو سخت حساب میں پکڑ لیا اور ان پر ایسا عذاب نازل کیا جو نہ کسی نے دیکھا تھا نہ سنا۔ سو انہوں نے اپنے کاموں کی سزا کا مزہ چکھ لیا اور ان کا انجام نقصان ہی تو تھا۔ اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

(طلاق:8-9)

یعنی ہم نے پہلی بستیوں کو بھی ہلاک کیا تھا کیونکہ حقوقُ العباد کی ادائیگی بھی اسی طرح لازم اور ضروری ہے جس طرح حقوقُ اللہ کی۔ بلکہ یہ معاملہ اس سے بھی سخت تر ہے۔ اس کے بعد اہلِ دانش اور ان کے نیک انجام کا ذکر ہے اور سورۃ کا اختتام اللہ تعالیٰ کی قُدرت کے بیان پر ہے۔

Marfat.com

سورہ التحریم (٦٦)

نام

اس سورۃ میں واقعۂ تحریم کا ذکر ہے۔ اسی لئے اس کا نام تحریم ہے۔

زمانۂ نزول

9 ہجری میں اس کا نزول ہوا۔

مضامین

اس سورۃ میں چند اہم ترین مسائل کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کیا گیا ہے:

1- پہلی آیت میں ایک قانون کا ذکر کیا گیا ہے کہ حلال و حرام اور جائز و ناجائز کی حد مقرر کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ کسی انسان حتیٰ کہ کسی نبی کو بھی یہ اختیار نہیں کہ وہ اللہ کی حدود اور حلال و حرام کے احکام میں از خود کوئی تبدیلی کر سکے۔

2- انسانی معاشرے میں مقامِ نبوت انتہائی اہم اور نازک ہے۔ وہ عمل جو عام انسانی زندگی میں اہمیت کا حامل نہیں ہوتا' ایسا عمل اگر نبی سے سرزد ہو جائے تو وہ قانون بن جاتا ہے۔ کیونکہ انبیاء کی سیرۃ و کردار اُمت کے لئے اسوہ اور قانون ہوتا ہے۔ اس لئے کہ انبیاء کے اعمال اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا مظہر ہوتے ہیں۔

3- ایک قانون کی صورت میں ایک اور بات واضح ہوتی ہے کہ نبی کی عزّت و تکریم بلکہ اطاعت و پیروی ایمان کا حصّہ ہے۔ اس لئے اگر نبی سے کوئی سہو ہو جائے تو فوری طور پر اس کی اصلاح کر دی جاتی ہے کیونکہ اس کی زندگی اُمّت کے لئے نمونہ اور قابلِ اطاعت اسوہ ہوتی ہے۔ اس سورۃ میں خاتمُ المعصومین سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پیش آنے والے ایسے ہی ایک واقعے کی طرف اشارہ ہے اور یہ بات انبیائے کرام علیہم السلام کی عصمت پر واضح دلیل ہے۔

4- یہاں ایک اور قانون کا ذکر ہوا کہ ہر مومن کا عمل ہی آخرت میں اس کے لئے جزا و سزا کا سبب بنتا ہے۔ کسی بڑی اور معصوم ذات کے ساتھ نسبی تعلّق آخرت میں مفید نہیں ہو سکتا جب تک اسے ایمان اور اتباعِ رسول کی سند حاصل نہ ہو۔ اسی طرح کسی گناہگار یا بدکار آدمی کے گناہ اس کے اعزّاء و اقارب کے لئے نقصان دہ نہیں بشرطیکہ وہ لوگ اس کے گناہ میں اس کے ساتھ شریک یا معاون نہ ہوں۔ اس کے لئے اس سورۃ میں چار خواتین کے حالات بطور تمثیل مذکور ہیں:

الف۔ سیدنا نوح علیہ السلام اور سیدنا لوط علیہ السلام کی ازواج کو نبیوں کی بیویاں ہونے کے باوجود جہنم کا مستحق اس لئے قرار دیا گیا کہ انہوں نے ایمان قبول نہیں کیا تھا۔

ب۔ فرعون سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا بدترین دشمن تھا لیکن اس کی بیوی نے ایمان کے باعث اپنے لئے الگ راستہ منتخب کیا تو اس کو جنتی قرار دیا گیا۔

ج۔ سیدہ مریم علیہا السلام وہ عظیم خاتون ہیں جنہوں نے ہر قسم کی آزمائش و ابتلا میں اللہ کی رضائے کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔ آپ کو ایسی حالت میں کہ آپ کنواری تھیں، معجزے کے ساتھ حاملہ کر دیا گیا تاکہ اس سے پیدا ہونے والے بچے کو منصب نبوت پا فائز کیا جائے۔ سیدہ مریمؑ نے ان تمام مصائب اور طعنوں کو رضائے الٰہی کے لئے قبول کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خصوصی انعام سے نوازا۔

ہ۔ ایک بات اشارتاً کہہ دی گئی کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو ظاہر وحی کے علاوہ بھی دوسرے علوم و معارف عطا فرماتے ہیں۔ اس سورۃ کی تیسری آیت میں فرمایا کہ "جب نبی نے اپنی بیویوں میں سے ایک کو راز کی بات بتائی اور اس بیوی نے یہ راز بعض دوسری بیویوں کے سامنے افشاء کر دیا۔ آپ نے جب اس بیوی سے افشاء راز کا سبب پوچھا تو وہ بیچاری حیران رہ گئی اور عالمِ حیرت میں اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ "مَنْ اَنْبَاَكَ هٰذَا آپ کو یہ بات کس نے بتادی؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ○

"مجھے خوب علم رکھنے والی اور خوب خبر رکھنے والی ذات نے خبر دے دی ہے"

اس واقعے سے دو باتیں واضح طور پر معلوم ہوتی ہیں۔

1- وحیِ غیر متلو

قرآنِ مجید کے علاوہ بھی ایک خاص قسم کی وحی حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہ نازل ہوتی تھی جس کی طرف واضح اشارے تو قرآنِ مجید میں ملتے ہیں مگر اس وحی کے الفاظ نہیں ملتے۔ اب یہی بات کہ "مجھے باخبر اور علیم ذات نے یہ خبر دی ہے" ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر کسی نہ کسی طرح الفاظ و بیان یا قول و کلمہ کی شکل میں دی ہو گی۔ اب یہ قول اور یہ خبر ان الفاظ میں قرآنِ مجید میں کہیں بھی موجود نہیں ہے۔ خبر کا آنا تو قرآن سے ثابت ہے مگر خبر کے الفاظ قرآنِ مجید میں موجود نہیں ہیں۔ یعنی وحی کا آنا تو ثابت ہے مگر وہ وحی قرآنِ مجید سے الگ اور اس کے علاوہ ہے۔ اسے وحیِ غیر متلو کہتے ہیں۔ یہی وحیِ غیر متلو سُنّت کی بنیاد ہے۔

2- علمِ نبوّت

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ازواجِ مطہرات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں عقیدہ تھا کہ انہیں ہر

بات کا از خود علم نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ وہ علم عطا نہ فرماتے یا بالفاظ دیگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ذاتی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے استفسار پر کہ ان کا راز کیوں افشاء کیا گیا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حیران رہ گئیں کہ آخر حضورؐ کو اس بات کا پتا کس طرح چل گیا اور انہوں نے ان الفاظ میں پوچھ ہی لیا: "مَنْ اَنْبَاَکَ هٰذَا" "یا رسولَ اللہ! آپ کو کس نے اس بات کی خبر کر دی؟"

نیز اس سورت میں نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کُفّار و منافقین کے ساتھ سختی اور شدّت کا معاملہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مومن عورتوں کی صفات

سورۃ کے آغاز میں نبی آخرالزمان خاتم المعصومین علیہ التحیۃ والتسلیم کے لئے چند ہدایات اور احکام ہیں اور اس کے بعد مومنہ عورتوں کے اوصاف مذکور ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّ اَبْكَارًا ○

"مسلمان' ایماندار' فرمانبردار' توبہ کرنے والیاں' عبادت گزار اور روزہ رکھنے والیاں' کچھ بیوہ اور کچھ کنواریاں۔" (التحریم:5)

اس آیتِ مبارکہ میں مذکور اوصاف مسلم خواتین کے لئے قابلِ تعریف ہیں اور عورت کی عظمت کی دلیل ہیں۔

آتشِ دوزخ سے بچو

اہلِ ایمان کو انجام بد سے بچنے اور اولاد کو بچانے کا حکم یوں دیا گیا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ

"اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آتش دوزخ سے بچاؤ۔ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور اس پر تند خو اور سخت مزاج فرشتے مقرر ہیں۔" (التحریم:6)

پھر اہلِ ایمان کو سچی توبہ کا حکم ہے اور فرمایا کہ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز رسوا نہ کرے گا اور یہ لوگ پل صراط سے تیز روشنی میں سکون و وقار کے ساتھ گزر جائیں گے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا

وَاغْفِرْلَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ○

"مومنو! اللہ کے آگے صاف دل سے توبہ کیا کرو۔ امید ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ تم سے دور کردے گا اور تم کو باغہائے بہشت میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ اس روز اللہ تعالیٰ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھ مومنوں کو رسوا نہیں کرے گا۔ ان کا نور ان کے آگے اور داہنی طرف دوڑتا ہوگا اور وہ یوں دعا کرتے ہوں گے کہ اے ہمارے رب! تو ہمارے لئے نور پورا کردے' اور ہمیں معاف کردے' بلاشبہ تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔"

(التحریم:8)

اس سورۃ میں کُفار و منافقین کے ساتھ جہاد اور سختی کا حکم بھی ہے اور سورۃ کا اختتام دو قسم کی خواتین کے ذکر کے ساتھ ہے۔ کافرہ و مشرکہ عورتوں کے ذکر میں نوح و لوط علیہما السلام کی بیویوں اور مومنہ عورتوں کے ذیل میں سیدہ مریم اور سیدہ آسیہ زوجۂ فرعون کا ذکر فرمایا اور ان دونوں پارسا خواتین کی سب سے بڑی صفت یہ بیان فرمائی کہ وہ فرمانبردار تھیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ○
ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۭ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ○
وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○
وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ○

"اے نبی! کافروں اور منافقوں سے لڑو' اور ان پر سختی کرو' اور اُن کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بُری جگہ ہے۔ اللہ نے کافروں کے لئے نوح کی بیوی اور لوط کی مثال بیان فرمائی ہے: یہ دونوں ہمارے دو نیک بندوں کے

Marfat.com

نکاح میں تھیں اور دونوں نے ان کے ساتھ خیانت کی' تو وہ اللہ کے مقابلہ میں ان عورتوں کے کچھ کام نہ آئے' اور ان سے کہا گیا کہ اور داخل ہونے والیوں کے ساتھ تم بھی دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔ اور اللہ نے ایک مثال مومنین کے لئے بیان فرمائی: وہ فرعون کی بیوی ہے۔ اس نے دُعا کی کہ اے میرے رب! میرے لئے بہشت میں ایک گھر بنا دے' اور مجھے فرعون اور اس کے اعمال سے بچا' اور ظالموں کے ہاتھ سے نجات عطا فرما۔ اور عمران کی بیٹی مریم کی مثال بیان فرمائی' جنہوں نے اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھا' تو ہم نے ان میں اپنی روح پھونکی' اور وہ اپنے رب کے کلام اور اس کی کتاب کی تصدیق کرتی تھیں' اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھیں۔"

Marfat.com

سورہ الملک (٦٧)

نام

پہلی آیتِ کریمہ کے ایک لفظ کو نام قرار دیا گیا ہے۔

زمانہ نزول

یہ سورۃ مکی دور میں ہجرتِ حبشہ کے بعد نازل ہوئی۔

مضامین

اس سورۃ میں دین کی بنیادی تعلیمات بِالاختصار مذکور ہیں تاکہ انسان کی آنکھوں پر پڑے ہوئے غفلت کے پردے ہٹائے جائیں اور مردہ ضمیر کو حیاتِ نَو بخشی جائے۔

1- اس کائنات کی تدبیر و انتظام اور سلطنت کے بارے میں فرمایا کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کے قبضے میں ہے۔ اس کے اس نظام میں کوئی دوسرا حصّہ دار یا شریک نہیں۔ نیز یہ کہ اللہ کی لامحدود قدرت اور اس کی حکمتِ کاملہ کا مظہرِ اتم یہ نظامِ کائنات ہے۔ اس کائنات کو اللہ تعالیٰ نے بلا مقصد پیدا نہیں کیا۔

2- آخرت کے ہولناک تذکرے کے بعد فرمایا کہ بنی نوع انسان کو اس ہلاکت اور عذاب سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کا سلسلہ جاری فرمایا تاکہ گمراہ انسان اپنا کردار درست کر کے آخرت کے عذاب سے بچ سکیں۔

3- اللہ تعالیٰ کے لازوال علم و قدرت کے ثبوت کے لئے دلائل بیان کئے گئے:۔

الف۔ اللہ تعالیٰ انسان کے سینے میں پوشیدہ رازوں سے بھی باخبر اور آگاہ ہے۔

ب۔ اس نے اپنی قدرتِ کاملہ کے ساتھ پرندوں کو فضا میں تھام رکھا ہے۔

ج۔ حیوانات اور دوسری مخلوقات بھی اس کی قدرت و عظمت پر لازوال دلیل ہیں بشرطیکہ انسان عقل و شعور اور بصیرت سے کام لے۔

د۔ اسی زمین سے انسان' حیوانات اور پرندوں تک کے لئے رزق کا انتظام اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ ان سب کے بعد فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ زلزلے یا طوفان کے ذریعے سے اس سارے نظام کو تہس نہس کر دے یا رزق کے اسباب معدوم کر دے تو بتاؤ کہ تمہیں کون سی ہستی یہ اشیاء مہیا کر سکتی ہے؟

4- موت کے بعد اللہ کے ہاں حاضری کے ذکر میں متنبہ کیا کہ نبیؐ تمہیں قبل از وقت سارے معاملات سے باخبر کر رہے ہیں۔ تمہارا یہ مطالبہ کہ یہ سب کچھ تمہیں ابھی دکھا دیا جائے' نامعقول ہے۔ یاد رکھو! جب تم ان مناظر کو

دیکھو گے تو حواس باختہ ہو جاؤ گے۔

5- اہلِ مکہ ایمان قبول کرنے کی بجائے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بد دعائیں کرتے ہیں۔ اس بارے میں فرمایا کہ اگر یہ سبھی مرجائیں یا سبھی بچ رہیں، تمہیں اس سے کیا فائدہ پہنچے گا؟ اور پھر خبردار کیا کہ موت کے بعد حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی کہ ہدایت یافتہ کون ہے اور گمراہ کون؟

6- سورۃ کے اواخر میں دعوت فکر ہے کہ حیات انسانی کا مدار پانی پر ہے۔ اگر پانی اس کائنات میں سے غائب ہو جائے تو کون سی ذات تمہارے لئے پانی مہیا کر سکتی ہے؟

اس سورۃ میں حُسنِ سلوک اور عدل و انصاف کا حکم دیا گیا ہے اور تکذیب کے انجام سے خبردار کیا گیا ہے۔

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قدرتِ الٰہی اور جنّات کا ذکر

اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت کے ذکر سے آغاز ہے جس میں آسمان و زمین کی پیدائش' آسمان کا ستاروں کے بغیر قائم ہونا اور اس میں کسی قسم کا بھی شگاف یا دراڑ کا نہ ہونا اور آسمان کی زینت کے لئے ستاروں کی تخلیق کا ذکر ہے۔ اس مقام پر ان جنّات کے لئے عذاب کا بھی ذکر ہے جن کا ذکر اس سے قبل سورۃُ الاحقاف میں ہوا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ○

"اور ہم نے ان ستاروں کو شیطان کو مارنے کا آلہ بنایا اور ان کے لئے دہکتی آگ کا عذاب بھی ہے۔"

(الملک:5)

دوزخ کے عذاب کا ذکر

اور پھر فرمایا کہ ایسا ہی عذاب ان کافروں کے لئے بھی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ان نشانیوں کو دیکھیں اور ایمان نہ لائیں تو ان کے لئے عذاب کی ایک جھلک یوں بیان فرمائی گئی ہے:

اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِيَ تَفُوْرُ ○
تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ط كُلَّمَآ اُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ
اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ○
قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ
شَيْءٍ ۖ

"جب وہ اس (عذاب) میں ڈالے جائیں گے تو اس (آگ) کا چیخنا چلانا سنیں گے اور وہ جوش مار رہی ہو گی' گویا جوش کے مارے پھٹ پڑے گی۔ جب اس میں ان کی کوئی جماعت ڈالی جائے گی تو دوزخ کا داروغہ ان سے پوچھے گا کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ وہ کہیں گے: کیوں نہیں؟ ضرور ہمارے پاس ہدایت کرنے والا آیا لیکن ہم نے اس کو جھٹلایا اور کہا کہ اللہ نے تو کوئی چیز نازل ہی نہیں کی۔"

(الملک:7-9)

Marfat.com

گویا اس بات کا حقیقی علم موت کے بعد ہو گا کہ عذابِ جہنّم میں ڈالے جانے کا باعث یہ ہے کہ اللہ کے بھیجے ہوئے نبیوں کی بات کو غور سے سننے اور سمجھنے کی بجائے' اس سے بے توجہی برتتے اور جھٹلاتے رہے۔ پھر اس کے بعد وہ کافر حسرت و افسوس کرتے ہوئے کہیں گے:

وَ قَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْۤ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ○

"اور وہ یوں کہیں گے کہ اے کاش ہم ان کی بات کو مان لیتے تو آج اس طرح ذِلّت و رسوائی برداشت نہ کرنا پڑتی۔" (الملک:10)

اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں

اس کے بعد اہلِ ایمان کے لئے مغفرت و انعامات کا ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ کی قدرت کی مزید نشانیاں بیان فرمائیں۔ اس میں زمین پر رستوں کا ہموار و نرم کرنا اور زمین سے رزق نکالنے کا تذکرہ ہے اور اس کے ساتھ فرمایا کہ یہ زمین جیسے تمہارے لئے رزق مہیا کرتی ہے' اسی طرح یہ زمین تم کو نگل بھی سکتی ہے۔ موت کے بعد تو ہر شخص زمین کا لقمہ ہی بنتا ہے مگر بہت دفعہ پہلی اقوام میں سے لوگوں کو زندہ ہی زمین میں دھنسا دیا گیا۔ تم اس سے بے خوف نہ ہو جاؤ۔ تمہارے ساتھ بھی ایسا ممکن ہے۔ تم کو تیز ہواؤں کے ذریعے سے بھی عذاب دیا جا سکتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِيْ مَنَاكِبِهَا وَ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَ اِلَيْهِ النُّشُوْرُ ○
ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِيَ تَمُوْرُ ○
اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يُّرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَيْفَ نَذِيْرِ ○

"وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو نرم رکھا' تو اس کی راہوں میں چلو پھرو اور اللہ کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور (تم سب کو) اسی کی طرف زندہ ہو کر جانا ہے۔ کیا تم اس سے بے خوف ہو جو آسمان میں ہے کہ تم سب کو وہ زمین میں دھنسا دے اور وہ اس وقت حرکت کرنے لگے؟ کیا تم اس سے بے خوف ہو کہ جو آسمان میں ہے وہ تم پر کنکر بھری ہوا چھوڑ دے؟ سو عنقریب جان لو گے کہ میرا ڈرانا کیسا ہے!"
(الملک:15-17)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانی کے طور پر پرندوں کا فضا میں اڑنا اور ٹھہرنا مذکور ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اِلَی الطَّیۡرِ فَوۡقَهُمۡ صٰٓفّٰتٍ وَّ یَقۡبِضۡنَ ۛۚ مَا یُمۡسِکُهُنَّ اِلَّا الرَّحۡمٰنُ ؕ اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیۡءٍۭ بَصِیۡرٌ ○

"کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ پرندے ان کے سروں پر (اڑتے وقت) اپنے پروں کو پھیلائے رہتے ہیں اور ان کو سکیڑ بھی لیتے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی ان کو تھام نہیں سکتا' بلاشبہ وہ ہر چیز پر نظر رکھتا ہے۔"

(الملک:19)

اور سورۃ کے آخر میں دعوتِ فکر کے لئے ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ ان نعمتوں کو تم سے چھین لے' زمین کا پانی خشک کر دے تو بتلاؤ کہ کون ایسی ہستی ہے کہ وہ تمہیں یہ نعمتیں دوبارہ مہیا کر سکے؟ ظاہر ہے جواب نفی میں ہو گا۔ اس لئے اس قادرِ مطلق ذات پر ایمان لا کر اس قسم کے عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے کی فکر کرو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَمَّنۡ هٰذَا الَّذِیۡ یَرۡزُقُکُمۡ اِنۡ اَمۡسَکَ رِزۡقَهٗ ؕ بَلۡ لَّجُّوۡا فِیۡ عُتُوٍّ وَّ نُفُوۡرٍ ○ اَفَمَنۡ یَّمۡشِیۡ مُکِبًّا عَلٰی وَجۡهِهٖۤ اَهۡدٰۤی اَمَّنۡ یَّمۡشِیۡ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ○

"ایسا کون ہے جو تم کو رزق دے اگر اللہ اپنا رزق بند کر دے؟ لیکن یہ تو سرکشی اور نفرت پر جمے ہوئے ہیں۔ کیا جو شخص منہ کے بل گرتا پڑتا چل رہا ہو وہ زیادہ منزلِ مقصود پر پہنچنے والا ہے یا وہ جو سیدھے راستے پر چل رہا ہو؟" (الملک:21-22)

Marfat.com

Marfat.com

سورہ القلم (۶۸)

نام

اس سورۃ کے دو نام ہیں: "نٓ" اور "اَلْقَلَمْ"

زمانۂ نزول

یہ سورت مکی زندگی کے دورِ اوّل میں نازل ہوئی۔

مضامین

اس سورۃ کے مضامین کو تین حصّوں میں یوں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

الف۔ مخالفینِ مکّہ کے شبہات کا ازالہ۔

ب۔ مخالفینِ مکّہ کو نصیحت۔

ج۔ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ ایمان کو صبر و استقامت کی تلقین۔

الف۔ مخالفینِ مکّہ کے شبہات کا ازالہ

کُفّارِ مکّہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوانہ اور مجنون کہتے تھے۔ اس کے بارے میں فرمایا کہ جو کلام آپ پیش کر رہے ہیں' وہ اخلاق و کردار کی قدروں کا امین ہے اور یہ لوگ عنقریب آگاہ ہوں جائیں گے کہ مجنون کون ہے اور عقلمند کون؟ مزید تنبیہہ کے طور پر فرمایا کہ تمہاری اس بستی میں ایک ایسا شخص ہے جس کی بداخلاقی اور کردار سے تم آگاہ ہو۔ اسی طرح محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ کردار اور اخلاقِ حسنہ کے تم خود شاہد اور گواہ ہو۔

ب۔ مخالفینِ مکّہ کو نصیحت

ایک باغ والوں کی مثال بیان فرمائی کہ وہ ساری نعمتوں کے مل جانے کے باوجود ناقدری و ناشکری کرتے تھے۔ ان میں سے ایک شخص نے جب ان کو نصیحت کی تو انہوں نے اس نصیحت کو نہ مانا۔ جب سب کچھ تباہ ہو گیا تو وہ متنبہ ہوئے۔ اس مثال کے بعد اہلِ مکّہ کو تنبیہہ کی کہ مجرموں اور فرمانبرداروں کا انجام ایک سا نہ ہو گا بلکہ وہ لوگ جن کو اللہ کی عبادت کا حکم دیا جاتا ہے اور وہ انکار کر رہے ہیں' قیامت کے روز اگر یہ لوگ میدانِ حشر میں سجدہ ریز بھی ہونا چاہیں گے تو سجدہ ریز نہ ہو سکیں گے اور ان کو ذِلّت و خواری کے انجام سے دوچار ہونا پڑے گا اور قیامت کے دن ان کا کوئی عُذر قابلِ قبول نہ ہو گا۔

Marfat.com

ج۔ نبیِ اکرمؐ اور اہلِ ایمان کو صبر و استقامت کی تلقین

سورت کے اواخر میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفقاء کو بتایا کہ دینِ حق کی راہ میں جو مصائب و مشکلات کو صبر و استقامت سے برداشت کرے گا' اس کا مرتبہ اللہ کے ہاں کس قدر بلند ہو گا۔ انسان فطری طور پر بہت جلد باز اور عام حالات میں جلد گھبرا جانے والا ہے۔ صحابہ کرامؓ بھی اپنے بے شمار فضائل کے باوجود انسان تھے۔ وہ بھی بعض موقعوں پر مشکلات و مصائب کو سامنے دیکھ کر گھبرا سکتے تھے۔ اس سورت میں صبر و استقامت کی تلقین سے ان کے دلوں کو مزید مضبوط اور حوصلہ مند بنایا جا رہا ہے۔ اس ضمن میں سیدنا یونس علیہ السلام کا واقعہ بھی اشارۃً مذکور ہے۔

اس سورۃ میں تسبیح و تقدیس کی عظمت اور ظلم و گمراہی کے انجام بد کو بطور خاص بیان کیا گیا ہے۔ ظلم و گمراہی کا انجام کس قدر عبرت ناک ہے!

تفسیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخلاقی قدروں کی حفاظت

سورۃ کا آغاز قسمیہ کلمات سے ہے اور اس قسم کے بعد نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا ذکر ہے اور پھر آپ کی ذاتِ گرامی سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝
وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝
فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۝ بِاَيِّىكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝
اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝
فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝

"نٓ، قلم کی قسم ہے اور جو وہ لکھتے ہیں اس کی قسم ہے۔ کہ (اے محمدؐ) تم اپنے رب کے فضل سے دیوانے نہیں ہو۔ اور تمہارے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔ اور تمہارے اخلاق اعلیٰ معیار پر ہیں۔ سو عنقریب تم بھی دیکھ لو گے اور یہ (کافر) بھی دیکھ لیں گے۔ کہ تم میں سے کون دیوانہ ہے؟ تمہارا رب اس کو خوب جانتا ہے جو اس کے رستہ سے بھٹک گیا' اور ان کو بھی جانتا ہے جو سیدھے راستہ پر چل رہے ہیں۔ تو تم جھٹلانے والوں کا کہنا نہ ماننا۔ وہ چاہتے ہیں کہ تم نرمی اختیار کرو تو یہ بھی نرم ہو جائیں۔" (القلم: 1-9)

اس کے بعد اہلِ مکہ کی اخلاقی گراوٹ کا تفصیلی ذکر فرمایا جس میں اہلِ ایمان کے لئے تنبیہ ہے کہ یہ لوگ اخلاق و عادات شرافت کے معیار سے بہت گرے ہوئے اور گھٹیا ہیں۔ ان سے ہر صورت میں بچنا لازم ہے کیونکہ ان اخلاق کے حامل لوگ ہدایت سے بہرہ ور نہیں ہو سکتے بلکہ ہدایت کے کلمات کو یوں تعبیر کرتے ہیں:

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ۝

"جب اس کو ہماری آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ پہلے لوگوں کے افسانے ہیں ہم عنقریب اس کی ناک پر داغ لگائیں گے۔" (القلم: 15-16)

باغ والوں کا واقعہ

اس کے بعد باغ والوں کی ایک مثال کا ذکر فرمایا ہے جو کھیتی کاٹنے کی غرض سے پہنچے مگر وہاں پہنچنے پر کھیتی

بربادی کا شکار ہو چکی تھی۔ اس پر ان کو ایک شخص نے یوں تنبیہہ کی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ○ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ○
فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ○ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَارِمِيْنَ ○
فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ○ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ○
وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قَادِرِيْنَ ○ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْٓا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ○
بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ○ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْ لَا تُسَبِّحُوْنَ ○
قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○

"تو تمہارے رب کی طرف سے اس باغ پر ایک پھرنے والا پھر گیا اور وہ سو رہے تھے۔ تو وہ صبح ایسا ہو گیا جیسے کٹی ہوئی کھیتی۔ جب صبح ہوئی تو وہ ایک دوسرے کو پکارنے لگے: اگر تم کو کاٹنا ہے تو تم اپنے کھیت پر صبح سویرے ہی پہنچ جاؤ۔ تو وہ چل پڑے اور آپس میں آہستہ آہستہ کہتے جاتے تھے کہ آج یہاں تمہارے پاس کوئی فقیر نہ آنے پائے۔ اور چلے اپنے کو اس کے نہ دینے پر قادر سمجھ کر۔ پھر جب باغ کو دیکھا (تو ویران) کہنے لگے کہ ہم راستہ بھول گئے ہیں۔ (نہیں بلکہ ہم بدنصیب ہیں۔ ایک ان میں جو درمیانہ تھا' وہ بولا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے؟ تو سب کہنے لگے کہ ہمارا رب تو پاک ہے' بلاشبہ ہم ہی قصوروار تھے۔" (القلم:19-29)

مگر اب ان کی تسبیح و تقدیس اور ان کی گریہ و زاری بے کار تھی کیونکہ عذابِ الٰہی کے ظہور و وقوع کے بعد یہ مناجات بے کار ہوتی ہے۔ اس استغفار و مناجات کا اصلی موقع عذاب کے ظہور سے پہلے امن کے دور میں ہوا کرتا ہے۔

حشر کا ایک منظر

اس کے بعد اہلِ تقویٰ کے جنت میں اعلیٰ مقامات کا ذکر ہے اور پھر حشر کی منظر کشی ان الفاظ میں فرمائی گئی ہے:

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ○
خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ
وَهُمْ سَالِمُوْنَ ○

"جس دن پنڈلی سے کپڑا اٹھا دیا جائے گا اور کفار سجدہ کے لئے بلائے جائیں گے تو سجدہ نہ کر سکیں گے۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی اور ان پر ذلت چھا رہی ہوگی۔ حالانکہ پہلے وہ سجدے کے لئے بلائے جاتے

Marfat.com

تھے جبکہ وہ صحیح وسالم تھے۔"(القلم:42-43)

اور اس وقت اللہ کے جلال کا یہ عالم ہوگا کہ اللہ ربُّ العزت ارشاد فرمائیں گے ؛

فَذَرْنِیْ وَمَنْ یُّکَذِّبُ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ ط

"مجھ کو اس کلام کے جھٹلانے والے کے ساتھ سمجھ لینے دو۔"(القلم:44)

ایک دھوکے کا ازالہ

اس دنیا میں انسان اس دھوکے کا شکار ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر فوری طور پر میری گرفت نہیں کرتا تو یہ میری حقّانیت کی دلیل ہے۔ اس کی بھی وجہ بیان فرمادی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اُمْلِیْ لَھُمْ ط اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ ○

"اور میں ان کو مہلت دیئے جاتا ہوں اور میری تدبیر قوی ہے۔"(القلم:45)

دین کے مبلّغ کے لئے ہدایت

اور اس کے بعد نبیِّ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دین کے داعی کے لئے حکم دیا ہے کہ دینِ حق کی راہ میں آنے والے مصائب و مشکلات کو صبر و استقامت سے برداشت کرو۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَاصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ وَلَا تَکُنْ کَصَاحِبِ الْحُوْتِ ز اِذْ نَادٰی وَھُوَ مَکْظُوْمٌ ○
لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَکَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَھُوَ مَذْمُوْمٌ ○
فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ○
وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِھِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ
وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ○
وَمَا ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ○

"اپنے رب کے حکم کے انتظار میں صبر کئے رہو اور مچھلی (کا لقمہ بننے) والے یونس کی طرح نہ ہونا' جبکہ انہوں نے (خدا کو) پکارا تو ان کا دل گھٹ رہا تھا۔ اگر ان کے رب کی نعمت ان کی مدد کو نہ پہنچ جاتی تو وہ چٹیل میدان میں ڈال دیئے جاتے اور ان کا حال برا ہو جاتا۔ پھر ان کے رب نے انکو برگزیدہ کیا اور ان کو نیکو کاروں میں (شامل) کرلیا اور قریب تھا کہ یہ کافر آپ کو یونہی اپنی نگاہوں سے پھسلا دیں۔ جب وہ

Marfat.com

نصیحت کی کتاب سنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ تو دیوانہ ہے۔ حالانکہ یہ قرآن تو سارے جہان والوں کے لئے نصیحت ہے۔" (القلم:48-52)

ان آیات میں سیدنا یونس علیہ السلام کے واقعے کی جانب اشارہ ہے جس کا کچھ ذکر سورۃ یونس میں بھی ہو چکا ہے اور اس کی روشنی میں داعی و مبلّغ کو ہدایت کی گئی ہے کہ اگر قوم اپنے گناہوں پر نادم ہو جائے تو غُصّہ تھوک ڈالو اور قوم کی رہنمائی اور تربیت میں لگ جاؤ اور اگر قوم کے چند کوڑھ مغز لوگ اس دوران میں تمہارے ساتھ بدسلوکی کا مظاہرہ کریں تو بھی اس عالمگیر ہدایت کو لوگوں تک پہنچاتے رہو۔

سورہ الحاقہ(۶۹)

نام

سورۃ کا پہلا لفظ ہی علامتی نام قرار دیا گیا ہے۔

زمانۂ نزول

یہ سورت مکی زندگی کے دورِ اول میں نازل ہوئی۔

مسند احمد بن حنبل میں سیّدنا عُمر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت منقول ہے جس میں انہوں نے اپنے قبول اسلام کے واقعے کو خود بیان فرمایا ہے:

میں آخر رات طواف کی نیّت سے حرمِ کعبہ میں داخل ہوا۔ میں نے دیکھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بیتُ اللہ کے سائے میں مصروف تلاوت ہیں۔ مجھے پہلی مرتبہ اس قدر قریب سے اور تنہائی میں اس کلام کو سننے کا موقع ملا۔ میں یہ سوچ کر کہ آپ مجھے دیکھ کر پریشان نہ ہوں' آپ کی مخالف سمت سے کعبے کے پردے کے اندر داخل ہو گیا اور سرکتا ہوا آپؐ کے عین سامنے پہنچ گیا۔ اب میرے اور آپؐ کے درمیان کعبے کے پردے کے علاوہ کوئی چیز حائل نہ تھی۔ آپ خشوع و خضوع کے ساتھ تلاوت فرما رہے تھے۔ میں کلام کی بلاغت سنتا رہا اور اس کلام کی عظمت اور شان پر حیرانی کے عالم میں غور بھی کرتا رہا۔ اچانک میرے ذہن میں خیال آیا کہ آپؐ واقعی عظیم شاعر ہیں جیسا کہ قریش کہتے ہیں۔ اس خیال کے آتے ہی آپؐ کے یہ الفاظ میرے کانوں سے ٹکرائے (جن کا ترجمہ یہ ہے کہ) "یہ شاعر کا قول نہیں" اور اس آیت کے بعد آپ نے سکوت فرمایا تو میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اگر یہ شاعر نہیں تو ضرور کاہن ہے۔ آپؐ کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہو گئے "نہ یہ کاہن کا قول ہے" اس کے ساتھ ہی میں شش و پنج میں پڑ گیا کہ یہ شاعر و کاہن نہیں تو کیا ہے؟ پھر آپؐ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ "یہ ربُّ العالمین کی طرف سے اتارا گیا ہے۔" ان الفاظ کو سنتے ہی ایمان میرے دل میں گھر کر گیا۔

بعض روایات میں ہے کہ جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم عبادت سے فارغ ہو کر گھر کی جانب چلے تو میں بھی پیچھے پیچھے ہو لیا۔ جب آپؐ درِ اقدس کے قریب پہنچ گئے تو آپؐ نے آہٹ محسوس کی۔ مجھے تعاقب میں دیکھ کر پوچھا' عمر! کیا ارادہ ہے؟ عرض کیا کہ ایمان دل میں اتر چکا ہے۔ آپؐ نے میرے دل پر ہاتھ پھیرا تو ایمان کے نور نے میرے سارے جسم کو منور کر دیا۔

بعض مؤرخین نے ایک دوسرا واقعہ بھی بیان کیا ہے۔ دونوں واقعات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ سیدنا عمرؓ نے جذباتی یا حادثاتی طور پر ایمان قبول نہیں کیا بلکہ پورے شعور اور فہم و فکر کے بعد ایمان قبول کیا اور پھر ایسی جرأت و استقامت کا مظاہرہ کیا کہ ساری دنیا کے لئے باعثِ رشک بن گئے اور وہ مرادِ رسولؐ کہلائے۔

Marfat.com

مضامین

اس سورت کے دو مضامین نمایاں ہیں:

الف۔ اوائل میں آخرت کے مناظر کی بھرپور عکاسی ہے۔ اس کے ساتھ یہ ذکر ہے کہ پہلے انبیاء کی اُمتوں کے سامنے بھی آخرت کا ذکر ہوتا تو وہ اس کی تکذیب کرتے تھے۔ یہ تکذیب عذابِ الٰہی کا سبب بنی اور ان کے آثار نشانِ عبرت کی صورت میں موجود ہیں۔ حشر کے مناظر کے تذکرے میں فرمایا کہ ہر شخص اپنا نامۂ اعمال اپنے ہاتھ میں اٹھائے ہو گا۔ نیک لوگ خوش ہوں گے جبکہ کافر و منکر غمگین اور پریشانی کے عالم میں مبتلا ہوں گے۔

ب۔ دوسرے حصے میں قرآنِ مجید کی حقانیت کا اظہار ہے۔ جیسا کہ سیّدنا عمرؓ کے واقعے میں ہم ذکر کر چکے ہیں۔ قومِ عاد' ثمود اور فرعون کا ذکر عبرت کے لئے ہے جبکہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت اہلِ مکہ کے غلط نظریات کی بھی نفی ہے۔

قرآنِ حکیم کی حقانیت کا انکار ممکن نہیں۔ اہلِ عرب اپنے آپ کو دنیا کی فصیح ترین اور زبان آور قوم سمجھتے تھے اور اپنے مقابلے میں دوسرے لوگوں کو عجمی یعنی گونگے قرار دیتے تھے۔ اس کے باوصف وہ اپنی خواہش و کوشش کے باوجود قرآن کا انکار دل سے نہ کر سکے۔

مشہور واقعہ ہے کہ کسی نے کعبے کی ایک دیوار پر سورۃُ الکوثر لکھ دی:

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَ انْحَرْ ۝
اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝

عرب کے شعراء' ادباء اور خطباء دیر تک ان تین آیات کی فصاحت' بلاغت اور سلاست کا جائزہ لیتے رہے۔ آخر ان میں ایک آگے بڑھا اور اس نے ان آیتوں کے بعد یہ لکھ دیا کہ

لَيْسَ هٰذَا قَوْلُ الْبَشَرْ

"کہ یہ انسان کا کلام نہیں۔"

اس کے علاوہ اعجازِ قرآن کے کئی دیگر پہلو ہیں۔ کوئی آخر کب تک اور کس کس کا انکار کر سکتا ہے؟

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ کا آغاز قیامت کے ذکر اور وقوعِ قیامت کے حالات کے ساتھ ہے اور پھر حساب و کتاب کی کیفیت کی عکاسی فرمائی گئی ہے تاکہ انسان عقل و شعور سے کام لے کر راہِ راست کو اپنائے اور اپنی ہلاکت و بربادی کے اسباب اپنے ہی ہاتھوں پیدا نہ کرے۔

نامۂ اعمال اور انسان کی حالت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ۚ
اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ۚ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ۙ
فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ۙ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ ۙ
كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ۝
وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ ۚ
وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ۚ یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ ۚ
مَآ اَغْنٰی عَنِّیْ مَالِیَهْ ۚ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ۚ
خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ۙ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ۙ
ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ۝

"اس وقت جس کا نامۂ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا' وہ کہے گا: لو دیکھو! پڑھو میرا نامۂ اعمال! میں سمجھتا تھا کہ مجھے ضرور اپنا حساب ملنے والا ہے۔ پس وہ دل پسند عیش میں ہو گا۔ وہ عالی مقام جنت' جس کے پھلوں کے گچھے جھکے پڑ رہے ہوں گے' اس میں ہو گا۔ ایسے لوگوں سے کہا جائے گا کہ مزے سے کھاؤ اور پیو اپنے ان اعمال کے بدلے جو تم نے گزرے ہوئے دنوں میں کئے ہیں اور جس کا نامۂ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا: کاش! میرا نامۂ اعمال مجھے نہ دیا گیا ہوتا اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ کاش میری وہی موت جو دنیا میں آئی تھی' فیصلہ کُن ہوتی! آج میرا مال میرے کچھ کام نہ آیا۔ میرا سارا اقتدار ختم ہو گیا۔ حکم ہو گا: "پکڑو اُسے اور اس کی گردن میں طوق ڈال دو۔ پھر

Marfat.com

اسے جہنم میں جھونک دو اور پھر اس کو ستر ہاتھ لمبی زنجیر میں جکڑ دو۔" (الحاقہ:19-32)

اس کے بعد نظر آنے والی اور نظر نہ آنے والی چیزوں کی قسم کھا کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کا ذکر فرمایا جیسا کہ ہم آغاز میں تفصیلاً تحریر کر چکے ہیں اور سورۃ کا اختتام تسبیح کے حکم پر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۙ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۙ
فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ۙ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ۙ
لَّا يَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ۙ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ۙ
وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ۙ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۙ
وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۙ
وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۙ
تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۙ
لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۙ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۙ
فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ۙ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ
وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ۙ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۙ
وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ۙ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۙ

"یہ نہ تو اللہ جل شانہ' پر ایمان لاتا تھا اور نہ فقیر کے کھانے کے لئے کسی کو ترغیب ہی دیتا تھا۔ سو آج اس کا یہاں کوئی حمایتی نہیں ہے اور نہ پیپ کے سوا کوئی کھانا ہے۔ اس کھانے کو سوائے گنہگاروں کے اور کوئی نہیں کھائے گا۔ تو قسم ہے ان چیزوں کی جو تم کو نظر آتی ہیں اور ان چیزوں کی جو تم کو نظر نہیں آتی ہیں کہ یہ قرآن پیغام ہے ایک معزز فرشتہ کا لایا ہوا اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے مگر تم (لوگ) بہت ہی کم ایمان لاتے ہو اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے مگر تم بہت کم سمجھتے ہو۔ (یہ) اس نے اتارا ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔ اور اگر وہ ہم پر ایک بات بھی بنا کر کہتے تو ضرور ہم ان سے قوت کے ساتھ بدلہ لیتے۔ پھر ہم ان کی رگِ گردن کاٹ ڈالتے۔ پھر تم میں سے کوئی ہمیں اس سے روکنے والا نہ ہوتا اور یہ کتاب تو پرہیزگاروں کے لئے نصیحت ہے اور ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض (اس کو) جھٹلانے والے ہیں اور بے شک کافروں کے لئے موجبِ حسرت ہے اور یہ تحقیقی یقینی بات ہے۔ تم اپنے رب کے نام کی پاکی بیان کرتے رہو' جو بڑی عظمت والا ہے۔" (الحاقہ:33-52)

Marfat.com

سورہ المعارج (۷۰)

نام

ذِی الْمَعَارِج بطور صفتِ الٰہی ذکر ہوا۔ اسی میں سے علامتی نام اخذ کیا گیا۔

زمانۂ نزول

مکّی زندگی کے دورِ اول میں نازل ہوئی۔

مضامین

کُفّار جب روزِ قیامت' دوزخ اور جنّت کا ذکر سنتے تو ان کا مذاق اڑاتے اور چیلنج کے انداز میں کہتے کہ تم سچّے ہو تو جس عذاب کا وعدہ کیا جا رہا ہے' وہ عذاب لے آؤ۔ جواباً ارشاد فرمایا کہ عذاب کا انکار کرنے والوں پر عذاب ضرور آئے گا لیکن اس کے لئے اللہ کے ہاں وقت متعیّن ہے۔ جب عذاب آجائے گا تو کوئی بھی اس کو دور نہ کر سکے گا۔ اہل ایمان سے کہا گیا کہ ان کے مذاق پر آپ لوگ صبر کریں۔

یہ واضح کیا گیا کہ قیامت ہنسی کھیل نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب کُفّار قیامت کا ایک ہی منظر دیکھ لیں گے تو اپنے مال و دولت' اعزّاء و اقارب تک فدیہ میں دے کر عذاب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے خواہشمند ہوں گے' لیکن اس وقت یہ مجرم عذاب سے بچ نہ سکیں گے۔ کیونکہ ہر شخص کے انجام کا فیصلہ اس کے عقائد و اعمال کی بنیاد پر ہو گا۔ حق کا انکار کرنے والے اور آخرت کے منکرین جہنّم کے مستحق ہوں گے۔ جبکہ اہلِ جنّت کے اوصاف درج ذیل ہیں:

1- اللہ پر ایمان اور اس کے عذاب کا ڈر۔
2- آخرت پر ایمان۔
3- نماز کی پابندی۔
4- محتاج کی مالی اعانت۔
5- بے حیائی اور فحاشی سے بچنا۔
6- امانت اور عہد و پیمان کی حفاظت اور سچّی گواہی دینا۔

ان دونوں طبقات اور ان کے انجام کے بعد اہلِ مکّہ کو خبردار کیا گیا کہ اگر تم اس رسول کا ساتھ نہ دو گے اور اس کی تعلیمات کا مذاق اڑاؤ گے تو اللہ تعالیٰ اپنی سُنّت اور ضابطے کے مطابق تم کو نیست و نابود کر دے گا اور ایک نئی قوم تمہاری جگہ لا کر کھڑی کر دے گا اور آخرت میں تم اس عذاب اور ذلّت کا مشاہدہ کر لو گے جس کا آج تم مذاق اُڑا رہے ہو۔

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قیامت کے دن کی طوالت

سورۃ کا آغاز کُفّارِ مکّہ کے ایک سوال سے ہے۔ وہ یہ پوچھا کرتے تھے کہ عذاب کب آئے گا؟ اس سلسلے میں فرمایا کہ وہ ایک دن یقیناً آکر رہے گا لیکن تم لوگ اس دن کی شدّت کو برداشت نہ کرپاؤ گے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ
مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۚ تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ
كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ

"ایک مانگنے والے نے اس عذاب کو مانگا جو واقع ہو گا۔ کافروں پر اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔ وہ اللہ کی طرف سے ہو گا جو بلندیوں کا مالک ہے۔ اسی کی طرف تمام فرشتے اور روح الامین چڑھتے ہیں' (یہ عذاب) اس روز ہو گا جس کی مقدار پچّاس ہزار برس ہو گی۔" (المعارج: 1-4)

اور پھر فرمایا کہ ان کُفّار کا خیال ہے کہ وہ دن بہت دور ہے حالانکہ ہم اس کے قرب کا مشاہدہ کر رہے ہیں اور اس دن کی ایک عجیب کیفیت یہ ہے:

يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍۢ بِبَنِيْهِ ۙ
وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۙ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ۙ
وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۙ

"(اِس روز) گناہگار خواہش کریگا کہ کسی طرح اس عذاب کے بدلے میں (سب کچھ) دے دے (یعنی) اپنے بیٹے' اپنی بیوی' اپنے بھائی اور اپنا خاندان جس میں وہ رہتا تھا اور جتنے آدمی زمین میں ہیں غرض سب کچھ دے دے اور اپنے آپ کو عذاب سے چھڑا لے۔" (المعارج: 11-14)

حوصلہ مند کون ہے؟

مال و اولاد جس کے لئے انسان اس دنیا میں سب کچھ کر گزرتا ہے' قیامت کے دن کی ہیبت دیکھتے ہی وہ سب

کچھ دے کر فقط اپنے کو عذاب سے بچانا چاہے گا مگر ایسا نہ ہو سکے گا۔ پھر انسان کی کم حوصلگی کا ذکر فرمایا اور وضاحت کی کہ جو لوگ درج ذیل اوصاف سے متصف ہوں، وہ کم حوصلہ نہیں ہوتے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۝
وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝
وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝
وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝
اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ۝
وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝
اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝

"مگر نماز ادا کرنے والے جو نماز کا التزام رکھتے ہیں (اور ناغہ نہیں کرتے) اور جن کے مال میں حصہ مقرر ہے مانگنے والوں کا اور نہ مانگنے والے کا اور جو روزِ جزا کو سچ سمجھتے ہیں اور جو اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک ان کے رب کا عذاب ہی ایسا ہے کہ اس سے بے خوف نہ ہوا جائے اور جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے کہ ان کی بابت انہیں کچھ ملامت نہیں۔" (المعارج: 22-30)

ان کے مزید اوصاف بیان ہوئے:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ ۝
وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝
اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ۝

"اور جو اپنی امانتوں اور وعدوں کا پاس کرتے ہیں اور جو اپنی شہادتوں پر قائم رہتے ہیں اور جو اپنی نماز کی خبر رکھتے ہیں۔ یہی لوگ جنت کے باغوں میں اعزاز و اکرام سے ہوں گے۔" (المعارج: 32-35)

کُفّار کی بدحالی

ان کے مقابل کُفّار کی بدحالی کا ذکر یوں فرمایا:

Marfat.com

يَوْمَ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ ۝
خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ
كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝

"اس دن یہ قبروں سے نکل کر دوڑیں گے جیسے (شکاری) شکار کے جال کی طرف دوڑتے ہیں۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی اور ان پر ذلت چھا رہی ہو گی۔ یہی وہ دن ہے جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے۔"

(المعارج:42-44)

Marfat.com

سورہ نوح (۷۱)

نام

اس سورت میں نوح علیہ السلام کا تذکرہ ہے اور یہی اس کا علامتی نام ہے۔

زمانۂ نزول

یہ مکی زندگی کے اس دور میں نازل ہوئی جب قُریشِ مکہ پہلی مرتبہ وفد لے کر ابو طالب کے پاس گئے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغِ دین سے روک لیں۔

مضامین

اہلِ مکہ کو تمثیلی زبان میں سمجھایا گیا کہ نوح علیہ السلام نے بھی تبلیغ کا آغاز اسی قسم کے مصائب و مشکلات کے دور میں کیا تھا جیسا کہ آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت ہے۔ اس سورۃ میں مرحلہ وار سیدنا نوح علیہ السلام کا ذکر ہے:

الف۔ منصبِ رسالت کی ذِمہ داری۔

ب۔ دعوتِ حق کا آغاز اور اس کا طریقہ۔

ج۔ اس کے بعد عرصہ دراز تک حق کے خلاف قوم کا مزاحمت کرنا' ضد اور ہٹ دھرمی۔

د۔ جب نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے بغض و عناد کی انتہا کو دیکھا تو آپ ان سے مایوس ہو گئے اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کی۔

ہ۔ اس دُعا کے بعد قوم پر عذابِ الٰہی اترا اور چند اہلِ ایمان کے سوا ساری قوم کو غرقاب کر دیا گیا۔ اس سورۃ میں سارے واقعات کا اجمالی خاکہ ہے جبکہ تفصیلات متفرق مقامات پر جستہ جستہ موجود ہیں۔

عام لوگوں کے مقابلے میں انبیاء اور رسل کو جو حوصلہ اور جو دل گردہ عطا ہوتا ہے' وہ عام مثالوں میں نظر نہیں آتا۔ حضرت نوح علیہ السلام صدیوں تک نہایت حوصلے اور محبت سے اپنی قوم کی اصلاح کے لئے انہیں سمجھاتے رہے۔ آخر وہ وقت بھی آگیا جب وہ اپنی قوم کی ضد اور ہٹ دھرمی سے نااُمید ہو گئے اور ان کی زبان سے بددُعا کے الفاظ نکل ہی گئے۔ اب نبی کی بددُعا کیسے ٹل سکتی تھی؟ آخر قومِ نوحؑ کو غرقاب کر دیا گیا اور رہتی دنیا تک اس کے انجام کو عبرت بنا دیا گیا۔

اس سورت میں واقعات کی تفصیل نہایت عبرت انگیز ہے۔

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نوح علیہ السلام کا اظہار حق

سورۃ کا آغاز نوح علیہ السلام کی بعثت اور مقصدِ بعثت کے ساتھ ہے اور جب قوم کسی طور پر ماننے کو آمادہ نہ ہوئی تو آپ نے اللہ کے حضور التجا کی۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّ نَهَارًا ۙ○
فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا ○
وَاِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ
وَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَ اَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۚ○
ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۙ○ ثُمَّ اِنِّیْۤ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۙ○

"اے رب! میں اپنی قوم کو رات دن (دین حق کی طرف) بلاتا رہا۔ لیکن میرے بلانے سے وہ اور زیادہ گریز کرنے لگے اور جب میں نے ان کو بلایا کہ وہ توبہ کریں تاکہ تو ان کو معاف کرے تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور کپڑے اوڑھ لئے' اڑ گئے اور اکڑ بیٹھے۔ پھر میں ان کو کھلے طور پر بھی بلاتا رہا اور ظاہر و پوشیدہ ہر طرح سمجھاتا رہا۔" (نوح:5-9)

استغفار کی عظمت

نوح علیہ السلام کے فریضۂ رسالت کی ادائیگی کے سلسلے میں انہماک ملاحظہ ہو اور اس اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کا جو ثمرہ انہوں نے بیان فرمایا' اس پر بھی غور فرمائیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ○ یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًا ۙ○
وَّیُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّیَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ؕ○

"پس میں نے ان سے کہا: اپنے رب سے معافی مانگو کہ وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے لگاتار بارش برسائے گا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں باغ عطا کرے گا اور تمہارے لئے نہریں بہا دیگا۔" (نوح:10-12)

Marfat.com

ان آیات کی تشریح میں سیدنا حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کا ایک واقعہ بہت ہی لطیف نکات کا حامل ہے۔ روایت ہے کہ حسن بصریؒ مجلس میں تشریف فرما تھے۔ جذب کا عالم تھا اور دُعا و مناجات کا ذکر ہو رہا تھا۔ ایک صاحب مجلس میں پہنچے اور عرض کیا کہ جس علاقہ سے میرا تعلق ہے وہ اور اس کا ملحقہ علاقہ بارانی ہے۔ اگر بارش نہ ہو تو سال بھر قحط کی حالت رہے گی' اس لئے آپ خود بھی دعا فرمایئے اور وظیفہ ارشاد فرمایئے۔ انہوں نے فرمایا کہ "کثرت سے استغفار کرو۔" اسی مجلس میں ایک اور سائل نے عرض کیا حضرت! غربت و تنگدستی اور قرض نے میرے گھر ڈیرا ڈال رکھا ہے۔ کوئی دعا یا وظیفہ بتایئے۔ انہوں نے فرمایا کہ "کثرت سے استغفار کرو۔"

ایک صاحب نے اسی نشست میں اپنے بے اولاد ہونے کی شکایت اور اولادِ نرینہ کی خواہش کی تو اسے بھی فرمایا کہ "کثرت سے استغفار کرو۔" ایک اور شخص عرض کرنے لگا کہ میرے باغات اجڑ چکے ہیں۔ انہوں نے اسے بھی تلقین کی کہ "کثرت سے استغفار کرو" ایک اور شخص آیا اور اپنا دکھڑا یوں سنایا کہ ہمارا نہری نظام برباد ہو چکا ہے تو اسے بھی جواب ملا کہ "کثرت سے استغفار کرو۔"

حاضرین کے چہروں سے تعجب اور حیرانی عیاں ہو چکی تھی۔ حضرت امام حسن بصریؒ نے ان کو خطاب فرمایا اور پوچھا کہ تمہاری پریشانی کا سبب کیا ہے تو سب نے عرض کیا کہ اتنے سارے مسائل اور ایک ہی جواب؟ انہوں نے جواباً متذکرہ آیت کی تلاوت فرمائی۔ بالفاظِ دیگر یوں کہئے کہ استغفار انسان کی جملہ حاجات کے لئے ایک گوہر نایاب ہے۔

اس کے بعد نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت جس انداز سے بیان فرمائی' وہ مذکور ہے مگر قوم تھی کہ اس کے لئے سارے دلائل اور ساری تقریریں بے کار تھیں کیونکہ وہ ضد و عناد کے اسی مقام پر کھڑے تھے کہ "میں نہ مانوں۔" تو نوح علیہ السلام نے اللہ کے حضور مناجات کی اور اس قوم کی ہلاکت و بربادی کی دعا کی جس کا اجمالی ذکر سورۃُ الصّٰفّٰت میں اور اس دُعا کی قبولیت کے اثرات کا ذکر سورۃِ ہود میں قدرے تفصیل کے ساتھ ہو چکا ہے۔ قصہ مختصر یہ کہ اس قوم پر ایسا عذاب آیا کہ کفار کا نام و نشان تک مٹا دیا گیا۔ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو بھی ان واقعات کے ذیل میں بتایا گیا کہ ہم نافرمان قوموں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتے ہیں۔ یہاں پر اشارۃً قُریش کو متنبہ کیا گیا ہے کہ تمہارا رویّہ بھی قوم نوحؑ سے مختلف نہیں۔ اگر تم نے اللہ کی طرف رجوع نہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان نہ لائے تو تمہارا انجام بھی قومِ نوحؑ کے انجام سے مختلف نہ ہو گا۔

Marfat.com

Marfat.com

سورہ الجن (۷۲)

نام

سورت میں جِنّات کے قُرآن سننے اور اُن کے ردِّ عمل کا ذکر ہے۔ اسی مناسبت سے "الجنّ" اس کا علامتی نام ہے۔

زمانۂ نزول

سورت کے مضامین میں اس قسم کے اشارات ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ سورۃ دورِ نبوت کے ابتدائی زمانے میں نازل ہوئی۔ اس سے قبل سورۃُ الاحقاف میں جِنّات کے قُرآن سننے اور ایمان لانے کا ذکر ہو چکا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جِنّات متعدد مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ دینِ حق سے آگاہی حاصل کر سکیں۔

جِن کیا ہیں؟

بعض لوگوں نے اپنے محدود علم و مشاہدہ کی بنا پر بعض مفروضے قائم کئے جن میں سے ایک یہ مفروضہ بھی ہے کہ جن اشیاء کا ہم نے مشاہدہ نہیں کیا یا ہم مشاہدہ نہیں کر سکتے' ان کا خارج میں کوئی وجود ہی نہیں۔ حالانکہ یہ مفروضہ از خود غلط ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے انسان کا مطالعہ و مشاہدہ محدود ہے۔ اس سے یہ لازم آئے گا کہ انسان ان سب بدیہیات کا انکار کردے جن کو وہ اپنی کم علمی اور محدود مشاہدے کی بنا پر دیکھ نہیں پایا۔

جِنّات کے بارے میں بھی بعض لوگوں کا یہی خیال ہے کہ ان کا خارج میں کوئی وجود نہیں حالانکہ قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر اس مخلوق اور اس کے کردار کا واضح ذکر موجود ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مخلوقات میں سے انسان کو مٹی اور جنّات کو آگ سے پیدا کیا گیا۔ نیز یہ کہ وہ جسمانی لطافت کے باعث انسان کو نظر نہیں آتے' جبکہ وہ انسان اور اس کے اعمال کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں۔ عالمِ بالا کی جانب ایک محدود مقام تک پرواز کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں جیسا کہ اس سورۃ کی شانِ نزول میں اس بات کا ذکر ہو رہا ہے۔ یہ غیر معمولی طاقت کے مالک ہوتے ہیں۔ ابلیس بھی اس نوع کا ایک فرد ہے جو گروہ ملائکہ کے ساتھ رہتا تھا اور آدمؑ کو سجدہ نہ کرنے کے باعث مردود قرار پایا۔

توہم پرست لوگوں نے اس غیر مرئی مخلوق کے بارے میں کچھ نظریات از خود گھڑ لئے ہیں جن کی تردید قرآن

Marfat.com

مجید میں اس سورۃ کے اندر اور دیگر مقامات پر موجود ہے۔ ان غلط نظریات کی وجہ سے بعض لوگ ان کی پرستش کرنے لگے۔

شانِ نزول

بعض روایات میں ہے کہ بعثتِ نبویؐ سے قبل جنّات عالمِ بالا کی جانب پرواز کرتے اور فرشتوں کے کلام کو سنتے تھے۔ اس میں کچھ جھوٹ ملا کر کاہنوں کو بتاتے اور کاہن اس میں کچھ مزید آمیزش کر کے لوگوں کو پیش گوئیاں کیا کرتے۔ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ان مقامات پر فرشتوں کو مامور کر دیا گیا' جہاں سے یہ جنّات ان کا کلام سننے کی کوشش کرتے تھے اور وہ جنّات کی آمد پر ان پر شہابِ ثاقب برساتے۔ جنّات کی ایک جماعت معمول کی ایک پرواز پر تھی تو انہوں نے شہابِ ثاقب برستے دیکھے اور فرشتوں کی نقل و حرکت کو دیکھ کر سمجھ گئے کہ زمین پر کوئی غیر معمولی واقعہ رونما ہو چکا ہے۔ جب وہ تلاش میں نکلے تو ایک مقام پر نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاوت میں مصروف پایا۔ وہ اس کو سن کر اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے ایمان قبول کر لیا۔ اسی واقعہ کو اس سورۃ میں ذکر کیا گیا ہے۔

مضامین

جنّات نے تلاوت سننے کے بعد جو تاثرات اپنی قوم کے سامنے بیان کئے' ان میں سے چیدہ چیدہ باتیں انسانیت کی ہدایت و راہنمائی کے لئے اس سورۃ میں بیان کی گئیں۔ اس میں خاص طور پر شرک کی مذمت کی گئی ہے اور انسانوں کو تنبیہہ کی گئی کہ شرک کو چھوڑ کر توحید کو اپنا لیں تاکہ انوارِ الٰہی اور اس کی رحمتوں کی بارش ان پر نازل ہو۔ بصورتِ دیگر سخت عذاب کا شکار ہوں گے۔ نیز فرمایا کہ نبی کا کام پیغامِ الٰہی مخلوق تک پہنچانا ہے۔ وہ لوگوں کو نفع یا نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ وہ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں۔ آج اگر قوم کی مخالفت کے باعث نبی صلی اللہ علیہ وسلم بظاہر تمہیں بے یار و مددگار اور تنہا نظر آتے ہیں مگر عنقریب وہ وقت آنے والا ہے جب تم حقائق سے بہرہ ور ہو جاؤ گے تو تمہیں پتا چل جائے گا کہ نبیؐ بے یار و مددگار نہیں۔ اسی طرح نبیؐ اس بات کا مدعی بھی نہیں کہ وہ عالمِ غیب کے اسرار و رموز سے مکمل طور پر آگاہ ہے بلکہ عالمُ الغیب ہونا صرف اللہ تعالیٰ ہی کی شان ہے۔ نبیؐ کو اللہ تعالیٰ اپنی حکمتِ کاملہ کے ساتھ مخلوق میں سب سے زیادہ علوم و معارف عطا کرتا ہے تاکہ وہ فریضۂ رسالت کی ادائیگی کا حق ادا کر سکیں۔ نیز یہ کہ ان علوم کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے میں کسی قسم کی رکاوٹ یا مداخلت کا کوئی امکان نہیں۔

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آفات سے نجات کا سبب

جنّات کے کلامِ الٰہی سننے اور اس کے عجائبات کے ذکر کے ساتھ سورۃ کا آغاز ہے اور پھر ان سلیمُ الفطرت جنّات کے اس حقیقت پسندانہ تجزیہ کا ذکر ہے جس میں شرک کے سبب اور جن وانس کی بے راہ روی کا ذکر ہے اور اس گمراہی کا انجام بھی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ
یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ
وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۙ
وَّاَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ سَفِیْهُنَا عَلَی اللّٰهِ شَطَطًا ۙ
وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ۙ
وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ یَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۙ
وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ یَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۙ
وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِیْدًا وَّشُهُبًا ۙ
وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ؕ فَمَنْ یَّسْتَمِعِ الْاٰنَ یَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ
وَّاَنَّا لَا نَدْرِیْٓ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۙ
وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ۙ
وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ۙ
وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓی اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ یُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ۙ

Marfat.com

وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقَاسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝ وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۝ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ۝ لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝

"(اے نبیؐ!) لوگوں سے کہہ دو کہ میرے پاس وحی آئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سُنا تو کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا جو بھلائی کا راستہ بتاتا ہے۔ سو ہم اس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گے اور یہ کہ ہمارے رب کی شان بہت بڑی ہے' وہ نہ بیوی رکھتا ہے نہ اولاد اور یہ کہ ہم میں سے بہت سے جو بیوقوف ہیں اللہ کے بارے میں جھوٹ اختراع کرتے ہیں۔ اور ہمارا یہ عقیدہ تھا کہ انسان اور جن اللہ کے بارے میں جھوٹ نہیں بولتے اور یہ کہ بعض آدمی جنوں کی پناہ لیا کرتے تھے تو اس سے ان کی سرکشی اور زیادہ ہو گئی۔ اور یہ کہ ان کا بھی یہ عقیدہ تھا جس طرح تمہارا عقیدہ تھا کہ اللہ کسی کو دوبارہ زندہ نہیں کرے گا اور یہ کہ ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو اس کو مضبوط چوکیداروں اور انگاروں سے بھرا ہوا پایا اور یہ کہ ہم وہاں بہت سے مقامات میں خبریں سننے کے لئے بیٹھا کرتے تھے تو اب کوئی سننا چاہے تو اپنے لئے انگارا تیار پائے اور یہ کہ ہمیں معلوم نہیں کہ اس سے اہلِ زمین کے حق میں برائی مقصود ہے یا ان کے رب نے ان کی بھلائی کا ارادہ کیا ہے۔ اور یہ کہ ہم میں کوئی نیک ہیں اور کوئی اور طرح کے' ہمارے کئی طرح کے مذہب ہیں۔ اور یہ کہ ہم نے یقین کر لیا ہے کہ ہم زمین میں اللہ کو ہرا نہیں سکتے اور نہ بھاگ کر اس کو تھکا سکتے ہیں۔ اور جب ہم نے ہدایت کی یہ کتاب سُنی تو اس پر ہم ایمان لے آئے۔ جو شخص اپنے رب پر ایمان لاتا ہے تو اس کو نہ تو کوئی نقصان کا ڈر ہوتا ہے' نہ ظلم کا۔ اور یہ کہ ہم میں بعض فرمانبردار ہیں اور بعض نافرمان' تو جو فرمانبردار ہو گئے تو انہوں نے بھلائی کا راستہ تلاش کر لیا اور جو گنہگار ہیں وہ دوزخ کا ایندھن ہیں۔ اور اگر یہ لوگ سیدھے راستہ پر چلتے تو ہم ان کو پینے کا پانی بہت سا دیتے تاکہ اس سے اس کی آزمائش کریں۔ اور جو شخص اللہ کی یاد سے منہ موڑے گا تو اس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا۔" (الجن: 1-17)

تعمیرِ مساجد کی غرض

گویا ذکرِ الٰہی ہر طرح کی دُنیوی اور اُخروی آفات سے نجات کا ذریعہ ہے اور اسی ذکرِ الٰہی کے لئے مساجد کی تعمیر کا حکم دیا گیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۝

Marfat.com

"اور یہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کر۔" (الجن:18)

اس آیت میں گویا مسجد کی تعمیر کی غرض و غایت بھی بیان ہو گئی۔ اس کے بعد نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلانِ توحید ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ○
قُلْ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ○
قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝ ○
اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ
نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ○
حَتّٰٓی اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ فَسَیَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا ○
قُلْ اِنْ اَدْرِیْٓ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْٓ اَمَدًا ○
عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ ○
اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ
خَلْفِهٖ رَصَدًا ○
لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَیْهِمْ وَاَحْصٰی
كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ○

"کہہ دیجئے کہ میں تو اپنے رب ہی کی عبادت کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں بناتا۔ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے حق میں نقصان اور نفع کا کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ کہہ دیجئے اللہ کے عذاب سے مجھے کوئی پناہ نہیں دے سکتا اور میں اس کے علاوہ کہیں پناہ گاہ بھی نہیں دیکھتا۔ ہاں اللہ کی طرف سے احکام اور اس کے پیغام کا پہنچا دینا میرے ذمے ہے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو ان کے لئے جہنم کی آگ ہے' وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ یہاں تک کہ جب یہ لوگ دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے تب ان کو معلوم ہو جائے گا کہ کس کے مددگار کمزور ہیں اور کن کی گنتی کم ہے۔ کہہ دیجئے کہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے' میں نہیں جانتا کہ وہ جلد آنے والا ہے یا میرے رب نے اس کی مدت اور بڑھا دی ہے۔ وہی غیب کی باتیں جاننے والا ہے اور کسی پر غیب ظاہر نہیں کرتا۔ ہاں اسے جس کو وہ اپنے رسولوں میں سے پسند کرے۔ اس کے آگے پیچھے نگران مقرر کر دیتا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغام پہنچا دیئے ہیں اور اس نے ان کی سب چیزوں کو ہر طرف سے قابو کر رکھا ہے اور

Marfat.com

ایک ایک چیز گن رکھی ہے۔" (الجن:18)

اصلاحِ عقیدہ-چند اہم مسائل

آیاتِ مذکورہ میں چند مسائل کو خاص طور پر بیان کیا گیا ہے:

1- "(اے پیغمبرؐ!) کہہ دو کہ میں کسی کے لئے نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔"

اس آیت میں اصل حقیقت بڑی وضاحت کے ساتھ بیان ہو گئی لیکن دورِ حاضر کے بعض گمراہ شُعراء نے عقیدے کے بگاڑ کے لئے اس قسم کے اشعار زبان زدعام کرنے کی سعی کی:

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا رکھا ہے؟
جو کچھ ہمیں لینا ہے لے لیں گے محمدؐ سے

2- اس کے بعد اعلان کروایا کہ "اللہ تعالیٰ کے عذاب سے مجھے کوئی پناہ نہیں دے سکتا" جبکہ ایک گمراہ شاعر نے یوں کہہ دیا:

خدا جس کو پکڑے چھڑا لے محمدؐ
محمدؐ کے پکڑے چھڑا کوئی نہیں سکتا

3- اس کے بعد یہ اعلان کروایا کہ قیامت کے وقوع کا علم مجھے بھی نہیں۔ یہ اللہ جانتا ہے کہ وہ جلد واقع ہو گی یا مدتِ دراز کے بعد۔ کیونکہ یہ ان باتوں سے ہے جن کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں دیا۔ ہاں جس قدر باتیں وہ چاہتا ہے' اپنے رسولوں کو وحی کے ذریعے بتا دیتا ہے تاکہ ان تعلیمات کے ذریعے یہ انبیاء لوگوں کو گمراہی سے بچنے کی تلقین کریں۔"

قرآنی آیات میں عقائد کی وضاحت اور شعراء کی گمراہی کے اس تقابل کے بعد اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہئے کہ شعراء کے کلام میں عدم توازن اور بے احتیاطی غلبہ حاصل کر ہی جاتی ہے۔ اس لئے شعراء کے کلام کو نظرانداز کر کے قرآنی علوم کی جانب متوجہ رہنا چاہئے۔ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے اسی موقع کے لئے کیا خوب بات کہی۔

"کہ اگر شعر گوئی علماء کے لئے عیب نہ ہوتی تو میں لبید (ایک بہت بڑا شاعر) سے بھی بڑا شاعر ہوتا۔"

Marfat.com

سورہ المزمل (۷۳)

نام

پہلی آیت کا ایک لفظ ہی نام قرار دیا گیا۔

زمانۂ نزول

اس سورۃ کا پہلا حصہ مکہ معظمہ میں اور آخری آیات مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں۔

مضامین

منصبِ نبوت پر آپ کے فائز کئے جانے کے بعد ایک عرصے تک تبلیغ پوشیدہ اور انفرادی طور پر ہوتی تھی۔ پھر حکم دیا گیا کہ "جو حکم دیا ہے اس کو کھول کر بیان کریں" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علانیہ تبلیغ کا آغاز کیا اور آپ پر مصائب و مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ اس لئے فرمایا گیا کہ آپ پر بھاری ذمہ داری ڈالی گئی ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے جس ہمت و طاقت کی ضرورت ہے' اس کے لئے آپ راتوں کو قیام کیا کریں اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کیا کریں کیونکہ کائنات کا نظام چلانے کی ساری تدبیریں اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے۔ اس لئے آپ اپنے معاملات کو اللہ کے حوالے کر کے دشمنوں کے منصوبوں سے بے نیاز ہو کر فریضۂ رسالت کی ادائیگی میں منہمک رہیں۔

اہلِ مکہ کو خبردار کیا گیا کہ اگر تم نے اس رسول کی مخالفت ترک نہ کی تو فرعون کا معاملہ تمہارے سامنے بطورِ عبرت کے موجود ہے کہ اس نے بھی اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت پر کمر باندھ رکھی تھی اور موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو ہر طرح ستایا۔ انجامِ کار اس کو عذابِ الٰہی کا شکار ہونا پڑا۔ اگر تم بھی فرعون کی راہ پر چلے تو تمہارا انجام بھی ان سے مختلف نہ ہو گا۔ البتہ اس میں تاخیر ممکن ہے۔ چاہے یہ سخت ترین عذاب تم قیامت کے روز ہی دیکھو۔

دوسرے حصے میں (جو مدینہ میں نازل ہوا) راتوں کو نماز میں تخفیف کی اجازت دی گئی۔ البتہ عام مسلمانوں کو پنجگانہ نمازوں کا اہتمام کرنے اور پابندی سے ادائیگی کا حکم دیا گیا۔ نیز فریضہ زکوٰۃ کی ادائیگی اور ہر کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تلقین کی گئی۔ قتال کا حکم دیا گیا اور فرمایا گیا کہ تمہاری نیکیاں اور بھلائیاں آخرت میں تمہارے کام آئیں گی۔ کیونکہ یہ دنیا ہر ذی نفس کو چھوڑ دینی ہے اور اس بھلائی کا اجر عظیم اللہ تعالیٰ آخرت میں دیں گے۔

نزولِ قرآن سے پہلے مختلف پیغمبروں کی جن قوموں پر وقتاً فوقتاً عذاب آیا اور وہ قومیں لقمۂ اجل بن کر ہمیشہ

Marfat.com

ہمیشہ کے لئے اس صفحۂ ہستی سے نیست و نابود ہو گئیں' ان کا ذکر قرآن میں مختلف جگہوں پر موجود ہے۔

اس سورت میں فرعون کے انجام کا ذکر ہے جو انتہائی عبرت انگیز تھا۔ پہلی بعض ہلاک شُدہ قوموں کی طرح اہلِ مکہ بھی اپنی ضد اور ہٹ دھرمی میں کچھ کم نہ تھے۔ گزشتہ اقوام کے عبرتناک تذکروں سے ان کو سمجھانا مقصود تھا لیکن اس کے باوصف ابو جہل و ابو لہب اور اس قبیل کے جغادری سرداروں کو نہ ایمان لانا تھا اور نہ وہ لائے۔ جس کا انجام آخر وہ ایک دن بھگت کر رہیں گے۔

المختصر اس سورت میں مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی تربیت و تزکیہ کا ایک جامع پروگرام ہے جس کے اہم اجزاء درج ذیل ہیں:

1- قیامُ اللّیل

2- قیام کے دوران قرآنِ مجید کی ترتیل (تدبّر اور تذکّر) کے ساتھ تلاوت اور تلاوت کے دوران اللہ تعالیٰ سے مناجات اور گریہ و زاری۔

3- قیامُ اللّیل اور تلاوت کے راستہ تزکیہ اور راست بازی کا حصول۔

4- اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر اور اس کی کثرت۔

5- غیر اللہ سے قلبی تعلق کاٹ کر اللہ تعالیٰ کی ذات کو محبوبِ حقیقی بنانا' اسے اپنی حقیقی منزل ٹھہرانا اور زندگی کے تمام اعمال اس کی رضا کی خاطر کرنا (الاخلاص لِلّٰہ)

6- تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ کو کارساز ٹھہرانا اور صرف اسی پر بھروسہ کرنا۔

7- کُفّار کی ریشہ دوانیوں' سازشوں اور بدکلامیوں کی طرف توجّہ دینے کی بجائے ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینا۔

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قیامُ اللّیل کے لئے ہدایت

پہلی وحی کے بعد گھر آکر آپ نے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا تھا کہ مجھے کپڑا اڑھادو' جب یہ الفاظ نازل ہوئے تو اس وقت آپ چونکہ کپڑا اوڑھے ہوئے تھے تو اسی مناسبت سے ان الفاظ سے خطاب کیا گیا۔

يَاأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝

"اے (محمدؐ) جو کپڑے میں لپٹ رہے ہو۔"

اس کے بعد آپ کو رات کے قیام کے لئے ہدایات دی گئیں کیونکہ آپؐ کا معمول تھا کہ آپؐ رات بھر اللہ کی عبادت میں گزارتے تو ارشاد فرمایا کہ آدھی رات یا اس سے کچھ کم رات آپ قیام فرمایا کریں لیکن اس میں اہم بات قرآنِ پاک کی تلاوت سے متعلق فرمائی گئی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۝

"اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔" (المزمل:4)

اس کے بعد دوسرا اہم حکم ہوا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝
رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ۝

"اور اپنے رب کے نام کا ذکر کرو اور ہر طرف سے بے تعلق ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ وہی مشرق و مغرب کا مالک ہے اسی کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ اسی کو اپنا کارساز بناؤ۔" (المزمل:8-9)

نصیحت نامہ

اور اگر مخلوق سے بے تعلقی کے سبب کُفار کی جانب سے کوئی خدشہ ہو تو ہم خود ان کا انتظام کریں گے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ○
وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ○
اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ○ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ○
يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ○

"اور جو باتیں یہ لوگ کہتے ہیں' ان کو برداشت کرو اور اچھے طریق سے کنارہ کش ہو جاؤ اور مجھے اور ان جھٹلانے والوں کو جو دولت مند ہیں' سمجھ لینے دو اور ان کو تھوڑی سی مہلت دے دو۔ کچھ شک نہیں کہ ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور بھڑکتی آگ اور گلوگیر کھانا اور درد دینے والا عذاب ہے جس دن زمین اور پہاڑ کانپنے لگیں گے اور پہاڑ ریت کے ٹیلے کی مانند ہو جائیں گے۔" (المزمل:10-14)

اور اگر یہ لوگ ان حقائق کو دیکھنے اور سمجھنے کے باوجود بھی حقیقت پسندانہ رویہ اختیار نہ کریں تو فرعون کی بربادی و ہلاکت کی مثال ان کو مدِ نظر رکھنا چاہئے اور اگر معقول رویہ اختیار کریں تو قرآن اُن کے لئے راہِ نجات ہے۔

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ○

"یہ قرآن تو نصیحت ہے سو جو چاہے اس کے ذریعے اپنے رب تک پہنچنے کا راستہ اختیار کرے۔"

(المزمل:9)

تلاوتِ قرآن کا ادب

اس کے بعد ایک طویل آیت ہے جو مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ اس میں تلاوتِ قرآن کے لئے ایک ادب کا ذکر ہے۔ یعنی قرآن کی تلاوت نشاط اور تازگی کے ساتھ ہونا چاہئے۔ قرآنِ پاک سے جس قدر آسانی سے تلاوت ہو سکے کافی ہے' مشقت یا تکلف اس میں نہ ہونا چاہئے۔ اس کے بعد تلاشِ معاش کی عظمت' نماز و زکوٰۃ کے اہتمام اور جہاد کی فضیلت کا ذکر ہے اور سورۃ کے اختتام سے قبل استغفار کا حکم دیا گیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ۭ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۭ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ۭ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۣ

Marfat.com

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ؕ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَ مَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

"بیشک تمہارا رب خوب جانتا ہے کہ تم اور تمہارے ساتھ کے لوگ (کبھی تو) دو تہائی رات کے قریب اور (کبھی) آدھی رات اور (کبھی) ایک تہائی رات قیام کرتے ہیں اور اللہ تو رات اور دن کا اندازہ رکھتا ہے۔اس نے معلوم کرلیا کہ تم اس کو نباہ نہ سکو گے' تو اس نے تم پر مہربانی کی' پس جتنا آسانی سے ہو سکے اتنا قرآن پڑھ لیا کرو۔ اس نے جان لیا کہ بعض تم میں بیمار ہیں اور بعض معاش کی تلاش میں ملک میں سفر کرتے ہیں اور بعض اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں تو جتنا آسانی سے ہو سکے اتنا پڑھ لیا کرو اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ کو قرضِ حَسَنہ دیتے رہو اور جو نیک عمل تم اپنے لئے آگے بھیج دو گے تو اس کے صلہ میں اللہ کے ہاں بہتر اور بزرگ تر صلہ پاؤ گے۔ اور اللہ سے بخشش مانگتے رہو اور اللہ بڑا بخشنے والا رحم والا ہے۔" (المزمل:20)

Marfat.com

Marfat.com

سورہ المدثر(۷۴)

نام

سورۃ کے پہلے لفظ ہی کو علامتی نام قرار دیا گیا۔

زمانۂ نزول

یہ سورۃ مکی دور میں نازل ہوئی اور اس کے مضامین حسبِ ضرورت ایک سے زائد مواقع پر نازل ہوئے۔ امام زہری رحمۃُ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

"منصبِ رسالت پر فائز ہوتے ہی ایک عرصے تک نزولِ وحی کا سلسلہ رکا رہا۔ آپؐ اس کے باعث اس قدر پریشان ہوئے کہ اپنے آپؐ کو پہاڑ کی چوٹی سے گرا دینے کے لئے تیار ہو جاتے۔ لیکن پھر جبرائیل ظاہر ہو کر تسلی دلاتے کہ آپ اللہ کے نبیؐ ہیں"

اس کے بعد حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت اس سلسلے کو مزید واضح کرتی ہے:

"آپؐ ایک روز راستے میں تشریف لے جا رہے تھے کہ آپؐ نے ایک آواز سنی۔ آسمان کی جانب نظر اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ نظر آیا جس کو غارِ حرا میں دیکھا تھا۔ اس کو دیکھ کر آپ دہشت زدہ گھر پہنچے اور فرمایا مجھے (چادر) اڑھا دو اس کے بعد یہ الفاظ نازل ہوئے۔

مضامین

آپ نے جب علانیہ تبلیغِ دین کا سلسلہ شروع کیا تو شرفائے اہلِ مکہ آپؐ کے چچا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اسی دوران موسمِ حج شروع ہو گیا۔ قریش کو فکر ہوئی کہ حج کے موقع پر لوگ دور دراز سے آئیں گے۔ آپؐ ان کو جب اپنا پیغام سنائیں گے تو وہ ان سے متاثر ہو کر ان کے ساتھ شامل نہ ہو جائیں۔ اس خطرے کے پیشِ نظر قریش ایک وفد لے کر ابو طالب کے پاس گئے۔ مگر آپؐ نے علانیہ تبلیغِ دین کو ترک نہ کیا۔ اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کی گئی کہ پاکیزگی اور طہارت کو اپنائیں اور اپنے رب کے پیغام کو کھول کر لوگوں تک پہنچائیں اور اس دوران میں آنے والی ساری مشکلات و مصائب پر صبر کیجئے۔

ان حالات میں اہلِ مکہ نے مشورت طلب کی تاکہ یہ طے کیا جا سکے کہ آنے والے حاجیوں کو آپؐ سے متنفر کرنے کے لئے مشترکہ لائحہ عمل اپنائیں۔ اس میں مختلف امور کا جائزہ لیا گیا کہ لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

خلاف کس طرح ابھارا جائے۔ مثلاً لوگوں سے کہا جائے کہ آپ کاہن ہیں۔ ولید نے کہا کہ یہ کہنا بے جا اور بے محل ہو گا۔ پھر کسی نے رائے دی کہ مجنون کہا جائے۔ ولید نے کہا کہ یہ بھی حقیقت کے بالکل برعکس بات ہو گی۔ ایک رائے یہ تھی کہ آپ کو شاعر کہا جائے۔ ولید نے کہا کہ شاعری کی اصناف سے ہم آگاہ ہیں۔ محمد کا کلام شاعری نہیں۔ ایک رائے یہ ہوئی کہ ساحر کہا جائے۔ اس پر ولید نے پھر ٹوکا کہ یہ بات بھی مناسب نہ ہو گی کیونکہ محمد کا کلام حلاوت اور شیرینی ہے۔ اس کلام کی جڑیں مضبوط اور گہری ہیں اور شاخیں ثمر آور! اس کے بعد پوری قوم ولید کے سر ہو گئی کہ بتاؤ کہ کیا کہا جائے؟ اس پر ولید نے کہا کہ لوگوں سے یوں کہا جائے کہ ہمارے اندر ایک ایسا شخص پیدا ہوا ہے جس کے جادو سے خاندانوں میں تفریق پیدا ہوتی ہے اور گھر کے افراد بکھر جاتے ہیں۔ اس فیصلے کے مطابق زائرینِ حرم سے یہ بات کہی جانے لگی لیکن یہ پروپیگنڈا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مزید شہرت کا سبب بن گیا۔

اس سورۃ میں منکرین کو خبردار کیا گیا کہ وہ اپنے کفر کا انجامِ بد قیامت کے دن دیکھ لیں گے۔ اس کے بعد نام لئے بغیر ولید بن مغیرہ پر اتاری گئی نعمتوں کا ذکر ہوا اور اس کے ذہنی انتشار کی تصویر کشی کی گئی کہ وہ دل سے آپؐ کی حقانیت کا معترف ہونے کے باوجود اپنی ظاہری شان و شوکت کی خاطر ایمان سے محروم رہا اور اس کے بعد جہنمی لوگوں کا ذکر ہے اور کُفّار کے بغض و عناد کی اصل بنیاد بھی بیان کی گئی کہ آخرت سے بے خوفی ہر برائی اور شرک کی جڑ ہے نیز یہ کہ دنیا کی جانب رغبت بھی آخرت سے بے خبر کرتی ہے۔

ان سب باتوں کے بعد یہ بات ذہن نشین کرائی گئی کہ اللہ تعالیٰ کو کسی کے ایمان کی قطعاً" کوئی ضرورت نہیں۔ اس نے قرآن کو کتابِ ہدایت کی شکل میں نازل فرما دیا ہے۔ انسان کو عقل و شعور اور امتیاز کی صلاحیت سے بھی بہرہ ور کر دیا ہے۔ اب جو شخص آخرت کی بھلائی کا خواہش مند ہے' وہ اس کو قبول کرے اور جس کا جی چاہے' اس کا انکار کر دے۔

البتہ قانونِ فطرت یہ ہے کہ تقویٰ اور اللہ کا خوف آخرت میں کامیابی کی کنجی ہے۔

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعوتِ دین کو عام کرنے کا حکم

اس سورۃ کا آغاز بھی "کپڑا لپیٹنے والے" کے خطاب کے ساتھ ہے اور اس کے بعد اس سلسلہ وعظ و تذکیر کو عام کر دینے کا حکم ہے جو ابھی تک محدود اور مخصوص طریق سے جاری تھا۔ اس میں طہارت کے حصول کی تاکید ہے۔

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝

"اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو' اور ناپاکی سے دور رہو" (المدثر: 4-5)

کیونکہ ناپاکی اللہ کے ہاں انتہائی ناپسندیدہ چیز ہے۔ وہ ناپاکی عقائد و نظریات کی ہو یا ظاہری اعمال کے اعتبار سے' دونوں عذابِ قبر کا سبب ہیں۔

اس کے بعد حشر کی منظر کشی ہے کہ اس وقت کیا عالم ہو گا؟ سورۃ کے دوسرے رکوع میں رات کے آخری وقت' چاند اور صبح کے اجالے کی قسم کھا کر آتشِ دوزخ کی ہیبت کا ذکر فرمایا اور اس کا سبب بھی ان الفاظ میں بیان کیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ۝

"ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے رہن ہے" (المدثر: 38)

عذابِ دوزخ کا سبب

اس کے بعد مجرموں میں سے ایک طبقے کا ذکر خصوصی طور پر کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِينَ ۝ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ۝
قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ۝
وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝

"وہ عنقریب گناہگاروں سے پوچھیں گے کہ تم دوزخ میں کیوں پڑے ہو؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور نہ فقیروں کو کھانا کھلاتے تھے اور اہلِ باطل کے ساتھ مل کر حق کا انکار کرتے تھے۔ اور قیامت

Marfat.com

کے دن جھٹلاتے تھے" (المدثر:40-46)

قیامت کے روز اس قدر کسمپرسی کا عالم ہوگا اور دنیا میں جب ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو یہ لوگ نصیحت سے روگردانی کرتے تھے اور ان کی یہ کیفیت ہوتی تھی۔

كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ۝ فَرَّتْ مِن قَسْوَرَةٍ ۝

"گویا گدھے ہیں (جو ہلاک ہوئے جاتے ہیں) اور شیر سے ڈر کر بھاگ جاتے ہیں" (المدثر:50-51)

اور اس نصیحت سے اعراض کی اصل وجہ ان کے دل کا چور ہے کہ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ میرے اوپر براہِ راست صحیفہ آسمانی نازل ہو۔ میں کسی دوسرے کی پیروی و اطاعت کیوں کروں؟ جبکہ سنتِ الٰہی یہ ہے:

كَلَّا إِنَّهُ تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَن شَاءَ ذَكَرَهُ ۝ وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ۝

"بلاشبہ یہ نصیحت ہے جو چاہے' اسے یاد رکھے اور یاد بھی تب ہی رکھیں گے جب اللہ چاہے' وہی ڈرنے کے لائق اور بخشش کا مالک ہے۔" (المدثر:54-56)

Marfat.com

سورہ القیامہ(۷۵)

نام

پہلی آیت سے ہی سورۃ کا نام ماخوذ ہے۔

زمانۂ نزول

یہ سورۃ نبوّت کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی۔

مضامین

منکرینِ آخرت کے ایک سوال کا تسلّی بخش جواب اس سورۃ میں دیا گیا ہے اور انسان کو آفاق میں سے سورج کے بے نور ہونے کے ذکر کے ساتھ قیامت کا یقین کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور فرمایا کہ اس روز اللہ کے سامنے حاضری سے کسی صورت بھی فرار ممکن نہ ہو گا۔ اس روز انسان کے اپنے اعمال اس کی دنیوی زندگی کے کردار پر گواہی دیں گے اور یہ ساری باتیں عقل و دانش کے عین مطابق ہیں۔ البتہ خواہشاتِ نفسانی اپنے ہولناک انجام سے ڈر کر انسان کو خود فریبی میں مبتلا کر رہی ہیں کہ قیامت کا وقوع ہی کوئی چیز نہیں اور اگر ایسا حادثہ رونما ہو گیا تو تمہارے دُنیوی عزّت و وقار کی لاج رکھی جائے گی اور وہاں تمہیں عزّت و وقار سے نوازا جائے گا۔

نبیِّ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت فرمائی کہ آپ نزولِ وحی کے دوران میں ساتھ ساتھ نہ پڑھا کریں بلکہ غور سے سنیں۔ اس کی حفاظت اور اس کا بیان کرانا یہ ہماری ذِمّہ داری ہے بلکہ اسی طرح جس طرح ہم قیامت کے دن انسان کے بکھرے ہوئے اجزاء کو جمع کریں گے اور پھر ان کے گم ہونے کا امکان نہ ہو گا' اسی طرح قرآنِ کریم آپ کے قلب پر جمع ہو گا۔

آخری آیات میں انسان کو باور کرایا گیا کہ تمہاری تخلیق بلاوجہ اور بے مقصد نہیں جیسا کہ تم میں سے اکثر لوگوں کا خیال ہے۔ اس مقصد کے لئے تخلیقِ انسانی کے مختلف مدارج پر غور و تدبّر کی دعوت بھی دی گئی۔

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حفاظتِ قرآن کا وعدہ

قیامت کے دن اور نفسِ لوّامہ کی قسم کھا کر سورۃ کا آغاز فرمایا اور حشر کے روز جس انداز سے انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا اس کی بابت تفصیل بیان فرمائی۔ ان ساری باتوں کے ذکر کا مقصد اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت کا اظہار ہے اور اس کے بعد فرمایا کہ ہم اسی طرح اس کلامِ الٰہی کو آپ کے قلبِ اطہر پر نازل کر کے محفوظ کر دیں گے جس طرح ہم نے انسانوں کے اجسام کو زمین میں محفوظ کر دیا ہے اور بوقت حساب ان کو زندہ کریں گے۔ اسی طرح آپ کے قلبِ اطہر پر قرآن کو جمع کر کے انسانوں کی ہدایت کے لئے اس کو پھیلا دیں گے۔ آپ نزولِ وحی کے وقت فرشتے کے ساتھ ساتھ مت پڑھا کیجئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝
اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۝
بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝
بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ۚ يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۝
فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۙ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۙ وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۙ
يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۚ كَلَّا لَا وَزَرَ ۝
اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمُسْتَقَرُّ ۝ يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۝
بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ ۙ ۝ وَّلَوْ اَلْقٰى مَعَاذِيْرَهٗ ۝
لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ۝ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝
فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۚ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝

"میں روزِ قیامت کی قسم کھاتا ہوں۔ اور اس جان کی قسم جو اپنے اوپر بہت ملامت کرے۔ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع نہ کریں گے؟ ہم ضرور کریں گے کیونکہ ہم اس پر قادر ہیں کہ اس کی پور پور درست کر دیں۔ بلکہ آدمی یہ چاہتا ہے کہ آگے کو خود سری کرتا جائے۔ وہ پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب آئے گا؟ پھر جب آنکھیں خیرہ ہو جائیں گی' اور چاند بے نور ہو جائے گا' اور سورج اور چاند جمع

Marfat.com

کر دیئے جائیں گے۔ اس روز انسان کہے گا کہ اب میں کہاں بھاگ جاؤں؟ ہرگز نہیں (بھاگ سکتے) کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔ اس روز صرف اللہ ہی کی پناہ گاہ ہو گی۔ اس دن آدمی کو اس کا سب اگلا پچھلا جتلا دیا جائے گا۔ بلکہ انسان خود اپنے کئے پر مطلع ہو گا' اگرچہ وہ عذر پیش کرے۔ (اے نبی) وحی پڑھنے میں زبان نہ ہلایا کرو کہ اس کو جلد یاد کرلو۔ اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے۔ جب ہم پڑھا کریں تو تم اس کو سنا کرو اور پھر اسی طرح پڑھا کرو۔ پھر اس (کے معانی) کا بیان کرنا (بھی) ہماری ذمہ داری ہے۔" (القیامہ: 1-19)

اللہ تعالیٰ کو ملامت گر نفس محبوب ہے جو انسان کو ضلالت' ذِلّت اور بدانجامی سے بچاتا ہے اور اسے اپنے آپ پر فاتح بنا کر اللہ تعالیٰ سے واصل کر دیتا ہے۔

بس اسی کی ہے زندگی جس نے
آپ اپنے پہ فتح پائی ہے

آسان نہیں جُہدِ مسلسل سے گزرنا
ہر گام یہاں مرحلۂ خود شکنی ہے

اس آیت سے تلاوتِ قرآن کے دوران میں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا اور اسی قسم کا ایک تذکرہ اس سے قبل سورۃُ الاعراف کی آخری آیتوں میں بھی ہو چکا ہے۔

اس کے بعد قیامت کے اعمال کے اعتبار سے دو طبقات کا ذکر ہے اور اسی جگہ انسان کی اس لاچاری اور عجز کو بھی ذکر کیا گیا ہے کہ جب سکراتِ موت طاری ہو گی تو انسان کی حالت کیا ہو گی! پھر کوئی بھی اس کی مدد نہ کر سکے گا۔ اس کے بعد ناعاقبت اندیش اور بد قسمت انسان کا ذکر ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ۝ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ۝
وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ۝
تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۝ كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝
وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ۝ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝
وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمَسَاقُ ۝

"ایسا ہرگز نہیں بلکہ تم دنیا سے محبت کرتے ہو۔ اور آخرت کو بالکل چھوڑے ہوئے ہو۔ اس روز بہت سے چہرے بارونق ہوں گے۔ اور اپنے رب کا دیدار کر رہے ہوں گے۔ اور اس روز بہت سے چہرے اُداس ہوں گے۔ وہ خیال کریں گے کہ اب کوئی مصیبت آنے والی ہے۔ دیکھو جب جان. گلے تک پہنچ

Marfat.com

جائے۔ اور کہیں گے کہ ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا؟ اور وہ سمجھ لے گا کہ یہ جُدائی کی گھڑی ہے۔ اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی۔ اس روز تجھ کو اپنے پروردگار کی طرف چلنا ہے۔"

(القیامہ:20-30)

بدقسمتی کا سبب

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ۝ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝
ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ۝ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۝
ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۝

"تو اس نے نہ تو رسول کی تصدیق کی اور نہ ہی نماز پڑھی۔ بلکہ جھٹلایا اور منہ پھیر لیا۔ پھر وہ اپنے گھر والوں کے پاس اکڑتا ہوا چل دیا۔ اے انسان! تیری بدبختی آگئی' اب آگئی۔ پھر تیری بدبختی آگئی' اب آگئی۔"

(القیامہ:31-35)

اس آیت کی بابت بعض مفسّرین کا خیال ہے کہ یہ ابو جہل کی بابت ہیں مگر اس کے بعد آج بھی اس قسم کے بدقسمت لوگ ہیں جو نہ تو کلامِ الٰہی پر غور و تدبّر کرتے ہیں' نہ نماز کے قریب پھٹکتے ہیں بلکہ الٹا اہلِ دین کا مذاق اور تمسخر ان کا من پسند مشغلہ ہے اور اس برائی کی بنیاد یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو اپنی اصل حقیقت اور اپنے انجام کا ادراک نہیں۔

اس کے بعد کی آیات میں انسان کی ابتداء کا ذکر ہے کہ یہ انسان ایک نطفے سے پیدا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ بھی اپنی قدرت سے پیدا کرے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ۝
اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ۝
ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ۝ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۝
اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۝

"کیا آدمی اس گھمنڈ میں ہے کہ آزاد چھوڑ دیا جائے گا؟ کیا وہ ایک قطرۂ منی نہ تھا' جو (رحم میں) ٹپکایا گیا تھا؟ پھر وہ خون کا لوتھڑا بنا' پھر اللہ نے اس کو بنایا' پھر اس کے اعضاء درست کیے۔ پھر اس کی دو قسمیں بنا دیں: مرد اور عورت۔ کیا اس کو اس بات پر قدرت نہیں کہ مردوں کو جلا اٹھائے؟ (القیامہ:36-40)

سورہ الدھر(۷۶)

نام

اس سورۃ کا ایک نام "الدّھر" اور دوسرا "اَلْاِنسان" ہے اور یہ دونوں علامتی نام پہلی آیت سے لئے گئے ہیں۔

زمانۂ نزول

سورۃ کا اکثر حصّہ مکّہ مکرمہ میں اور کچھ حصّہ مدینہ منوّرہ میں نازل ہوا ہے۔

مضامین

انسان کو اس دور کی یاد دلائی گئی جب اس انسان کا کوئی ذکر یا وجود نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے انسان کی تخلیق کے لئے مختلف مراحل اور مدارج مقرر فرمائے اور اس دنیا میں پہنچنے کا سبب اور وسیلہ اس کی ماں کو بنایا گیا جو خود اس نومولود بچے کی جنس، شکل اور دیگر حقائق سے بے خبر تھی۔ جب انسان اس دنیا میں آیا تو اس کو اشرفُ المخلوقات کا درجہ دیا گیا۔ اس کو خلیفہ بنا کر زمین پر اتارا گیا تاکہ اس کے عقل و شعور اور کردار کا امتحان لیا جا سکے کیونکہ انسان کی جبلّت میں سہو و نسیان بھی ہے۔ اس لئے انبیاء و رُسل کی بعثت کی شکل میں مزید انعامات سے نوازا گیا جو اس انسان کو اس کا مقصد تخلیق یاد دلاتے ہیں تاکہ انسان کا پتا چلایا جائے کہ اس ہدایت و راہنمائی کی روشنی اور عقل و شعور سے کام لے کر کون کفر کی راہ پر چلتا ہے اور کون شکر گزار بندہ بنتا ہے۔

کُفّار کے انجامِ بد کا ذکر کرنے کے بعد ان لوگوں کے اوصاف بیان کئے گئے جو شکر گزار بندے ہیں اور پھر وہ خصوصیات بیان کی گئیں جن کے باعث انسانوں کو آخرت میں بلند ترین مناصب عطا کئے جائیں گے۔ آخری آیات میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا۔

الف۔ ہم قرآنِ کریم تھوڑا تھوڑا اس لئے اتار رہے ہیں کہ آپ کے دل میں اس کو محفوظ کر دیا جائے نیز یہ کہ کُفّار یہ نہ کہیں کہ یہ خود اس کا اپنا گھڑا ہوا کلام ہے۔

ب۔ کُفّار کی بدکرداری اور کفر کے باعث ان پر اگر عذابِ الٰہی میں تاخیر ہو تو آپ کو گھبرانا نہ چاہئے بلکہ صبر و استقلال کے ساتھ اپنا کام جاری رکھئے۔

ج۔ احکامِ الٰہی پر استقامت و دوام سے دلوں کو تقویت ملتی ہے، اس لئے ہر حال میں (دن ہو یا رات) اللہ کو یاد

Marfat.com

کریں۔ نماز کی پابندی کریں۔ راتوں کو اللہ کے حضور گڑگڑائیں تاکہ کُفّار کے مقابلے میں آپ کو ثابت قدمی نصیب ہو۔

کُفّار کی غلط روش پر تنبیہہ کرکے فرمایا کہ ان کے انکار کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان کو آخرت کی جوابدہی کا احساس نہیں۔ اِس سورۃ میں کفر اور ظلم کی مذمّت کی گئی جبکہ شکر، ذکرِ الٰہی، مسکینوں کو کھانا کھلانے اور صبر و استقامت کی عظمت کا ذکر ہوا۔

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ میں ہر دو قسم کے افراد کے اعمال کے اعتبار سے انجام کا ذکر فرمایا اور پھر انسان کی ہدایت و درستی کے لئے قرآنِ مجید کی عظمت کا بیان ہے۔

تخلیقِ انسان اور اس کا مقصد

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ○
اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ○
اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ○

"بیشک انسان پر ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے کہ کہیں اس کا نام بھی نہ تھا۔ بلاشبہ ہم نے انسان کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا تاکہ اسے آزمائیں' تو ہم نے اس کو سُنتا دیکھتا بنایا۔ ہم نے اس کو راستہ بھی دکھایا' یا تو وہ شکر گزار ہو یا ناشکرا۔" (الدھر: 1-3)

یعنی انسان تو تھا ہی نہیں' یہ اللہ کی ذاتِ گرامی ہے جس نے انسان کو پیدا کیا۔ پھر اس کی شانِ خلاقی دیکھئے کہ پانی کے ایک معمولی سے قطرے سے پیدا کیا' ایسا انسان بنایا جو سمیع ہے' بصیر ہے' چشمِ بصیرت اور گوشِ ہوش والا ہے۔

؎ گوش پیدا کئے سُننے کو ترا ذکرِ جمال
دیکھنے کو ترے آنکھوں میں بصارت دی ہے

ارشاد ہوا کہ انسان کو اس دنیا میں بطورِ امتحان کے بھیجا گیا ہے۔ یہ دنیا نہ تو عذاب کی جگہ ہے' نہ مقامِ جزا ہے' نہ چراگاہ ہے اور نہ تفریح گاہ ہے۔ اور نہ ہی رزم گاہ ہے' جیسا کہ جدلیاتی مادیت کے ماننے والے سمجھتے ہیں۔ بلکہ دراصل یہ دنیا دارُ الامتحان ہے جس میں انسان کو گوش و ہوش اور عقلِ سلیم دے کر بھیجا گیا تاکہ وہ جو کچھ بھی کرے' اپنی ذمہ داری سے کرے۔ اس کو راستہ دکھلا دیا گیا۔ اب اس کا کام ہے' وہ چاہے تو اللہ کا شکر گزار بندہ بنے اور چاہے تو کفرانِ نعمت کرنے والا ہے۔

؎ غم پروریدہ ہے دلِ شوریدگانِ عشق
فرقت کی ایک رات ہے دنیا کہیں جسے

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے انسان کو راستہ دکھانے کی خوبصورت سبیل پیدا کی ہے اور وہ بھی کئی طرح سے، مثلاً :

1- انسان کو عقلِ سلیم عطا کی۔ وہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

2- اسے اخلاقی حِس عطا کی گئی جس سے وہ بھلائی اور برائی میں فرق کرتا ہے۔

3- اسے ضمیر عطا کیا جو اسے بھلائی پر اکساتا ہے اور برائی سے روکتا ہے اور برائی کرنے پہ ملامت کرتا ہے۔

4- دنیا میں اتنی بے شمار نشانیاں دکھائیں جو اللہ تعالیٰ کی شانِ خلاقی، منظم اور مدبر ہونے کی خوبصورت دلالت کرتی ہیں۔

5- تاریخ کے واقعات اس کے سامنے رکھے گئے تاکہ اسے عبرت حاصل ہو اور اسے معلوم ہو کہ حق کے ساتھ زندگی گزارنے میں کیا فوائد ہیں اور حق سے دور ہونے میں کیا نقصانات ہیں۔

تدریجی نزولِ قرآن کا فلسفہ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِيلًا ۝
فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ آثِمًا أَوْ كَفُورًا ۝
وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝

وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلًا ۝
إِنَّ هَٰؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ۝
نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ ۖ وَإِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَا أَمْثَالَهُمْ تَبْدِيلًا ۝
إِنَّ هَٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝
وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝
يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ۚ وَالظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝

"اے نبیؐ! ہم نے تم پر قرآن تھوڑا تھوڑا نازل کیا ہے۔ تو اپنے پروردگار کے حکم پر صبر کئے رہو اور ان لوگوں میں سے کسی بدعمل اور ناشکرے کہنا نہ مانو اور صبح و شام اپنے رب کے نام کا ذکر کرتے رہو اور کچھ رات میں اسے سجدہ کرو اور رات کے بڑے حصہ میں اس کی پاکی بیان کرتے رہو۔ یہ لوگ دنیا کو دوست رکھتے ہیں اور چھوڑتے ہیں اپنے آگے ایک بھاری دن۔ ہم نے ان کو پیدا کیا اور ان کے جوڑ بند مضبوط کئے اور ہم جب چاہیں تو انہیں جیسے اور لوگ لے آئیں۔ یہ تو نصیحت ہے، جو چاہے اپنے رب کی

طرف پہنچنے کا راستہ اختیار کرے اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر جو خدا کو منظور ہو' بلاشبہ اللہ جاننے والا' حکمت والا ہے جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرلیتا ہے اور ظالموں کے لئے اس نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔" (الدھر:23-31)

مذکورہ آیات سے درج ذیل نکات کی طرف اشارہ ہوتا ہے:

1- اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر قرآنِ مجید تھوڑا تھوڑا کرکے تدریج کے ساتھ اور مرحلہ وار نازل کیا ہے۔ یعنی آیات کو موقع محل اور ضرورت کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔

2- حکم دیا کہ اپنے رب کی اطاعت میں صبر و استقامت سے کام لو' اور اس میں کسی غیر کی اطاعت کو شامل نہ کرو۔

3- اللہ کا ذکر کثرت سے کرو۔

4- ان تھڑدلے لوگوں کی طرح نہ بنو جو بڑی لذّت اور بعد میں آنے والے عظیم نفع کو اپنی جلد بازی کی وجہ سے گنوا بیٹھے ہیں۔

5- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کام صرف نصیحت کردینا ہے۔ اس کے بعد لوگوں کی اپنی ذمّہ داری ہے۔ وہ چاہیں نبیؐ کی بات مانیں یا نہ مانیں۔ اس کا حساب آخرت میں ہوگا۔

6- اس دنیا میں جو کچھ بھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم اور مشیّت کے مطابق ہوتا ہے۔ انسان کا ارادہ کرنا' خواہش کرنا یا کسی بات کو چاہ لینا ہی سب کچھ نہیں ہے بلکہ ہوتا وہی ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔

اور پھر اس تدریجی اور مرحلہ وار نزول کی حکمت و فلسفہ کا یوں ذکر ہے کہ تم اپنے رب کی حمد و تسبیح اور رات میں اس کی تلاوت و قیام کو اپنا شعار بنالو۔ کیونکہ اسی نصیحت کو اپنا کر ہی ربُّ العالمین کا قرب حاصل کیا جاسکتا ہے اور اس سے اعراض و دوری انسان کو دردناک عذاب کا شکار بنادے گی۔

Marfat.com

Marfat.com

سورہ المرسلات(۷۷)

نام

پہلی آیت کو علامتی نام قرار دیا گیا۔

زمانۂ نزول

مکّی زندگی کے دورِ اوّل میں نازل ہوئی۔

مضامین

اس سورۃ میں قیامت اور اس کے بعد کی زندگی کے ثبوت پر دلائل بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے انکار کے باعث جو خرابیاں ظہور پزیر ہوتی ہیں' ان کو بھی واضح کیا گیا۔ شروع میں ہَوا اور اس سے متعلقہ چیزیں بطور گواہ پیش کی گئیں اور بتایا کہ قادرِ مطلق اور حکیم ذات اگر اس سارے نظام کو پیدا کر کے انسان کی فلاح کے لئے مسخر کر سکتی ہے اور یہ سارا نظام اس کی مشیت کے مطابق چل رہا ہے تو وہ ان اشیاء اور خصوصاً انسان کی دوبارہ پیدائش پر کیوں قادر نہیں؟ نیز اس سارے نظام کا مقصدِ تخلیق کیا ہے؟ ظاہر ہے یہ سارا نظامِ ہستی انسان کی آزمائش کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

کُفّارِ مکّہ کا مطالبہ کہ قیامت یا عذاب لا کر دکھا دو' اس کی بابت فرمایا کہ دنیا کا نظام بچوں کا کھیل نہیں۔ یہ ایک حکیم ذات کا ترتیب دیا ہوا ایسا نظام ہے جس کے ہر معاملے کے لئے خالق نے وقت متعین کر رکھا ہے۔ ہر چیز اپنے وقت پر ہو کر رہے گی۔ اس کے بعد انسان کی ذات سے متعلقہ امور مثلاً اس کی پیدائش' بچپن' جوانی' اس کے اعمال اور کارخانۂ قدرت کی باقی اشیاء کو بطورِ شاہد بیان کیا کہ اگر انسان اس نظام پر غور کرے تو اسے اپنے خالق کو پہچاننا ناممکن نہیں ہو گا۔ انسان اللہ کی طرف سے تفویض کردہ اختیارات اور نعمتوں پر غور کرے تو واضح ہو جائے گا کہ ان ساری نعمتوں کا محاسبہ بھی ضروری ہے۔ بصورت دیگر دنیا میں صاحب اختیار لوگ مظلوم اور کمزور سے زندہ رہنے کا حق بھی چھین لیتے۔

آخری آیات میں متنبہ کیا گیا کہ آخرت کی زندگی سے انکار کا انجام انتہائی ہولناک ہو گا اور اس سے بچنے کے لئے قرآن (کتابِ ہدایت) سے راہنمائی حاصل کر کے ہر شخص اپنی عاقبت سنوارنے کی فکر کرے تاکہ آخرت میں اس کے درجات بلند ہوں۔

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باغی اور ناشکرے لوگوں کی سزا

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ۝ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ۝
كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝

"کیا ہم نے پہلے لوگوں کو ہلاک نہیں کر ڈالا؟ پھر ان پچھلوں کو بھی ان کے پیچھے بھیج دیتے ہیں۔ ہم گناہگاروں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے بہت خرابی ہوگی۔"

(المرسلات:16-19)

انسان کی پیدائش

اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝
فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝ اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝
فَقَدَرْنَا ۖ فَنِعْمَ الْقٰدِرُوْنَ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝

"کیا ہم نے تم کو حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا ہے؟ پھر ہم نے اس کو ایک محفوظ مقام میں رکھا ایک معینہ وقت تک۔ پھر ایک اندازہ کیا اور ہم کیسا اچھا اندازہ کرنے والے ہیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے بہت خرابی ہوگی۔" (المرسلات:20-24)

ایک معمولی پانی کے قطرے سے پیدا کیا اور پھر اسے ماں کے پیٹ میں جگہ دی اور اسی نے ماں کے پیٹ میں بچے کی غذا' اس کی حیات اور روح کے لئے ضروری وسائل کا بندوبست کیا۔ یہ کام نہ ماں نے کیا' نہ باپ نے اور نہ ہی کسی اور نے۔ یہ سب اللہ ربُّ العزت کی تدبیر ہے۔ یہ دنیوی زندگی' یہ ٹھاٹھ باٹھ بالکل چند روزہ ہیں۔ اللہ ربُّ العزت کو جھٹلانے کا نتیجہ تباہی ہے۔

Marfat.com

مُتّقی لوگوں کے لئے انعام واکرام

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ۝ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ۝
كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝
اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝

"بلاشبہ پرہیز گار (باغات کے) سایوں اور چشموں میں ہوں گے اور ان کے پسندیدہ میووں میں ہوں گے۔
مزے سے کھاؤ اور پیو اپنے اعمال کے صلہ میں۔ ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔"

(المرسلات: 41-44)

مجرموں سے سلوک

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝
وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ۝
وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝
فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ۝

"تم کسی قدر کھالو اور فائدے اٹھالو' بلاشبہ تم مجرم ہو۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے بہت خرابی ہوگی
اور جب ان سے کہا جاتا تھا کہ (اللہ کے آگے) جھکو تو جھکتے نہ تھے۔ اس روز جھٹلانے والوں کے لئے بہت
خرابی ہوگی۔ پھر اس کے بعد یہ کس بات پر ایمان لائیں گے؟"

(المرسلات: 45-50)

قرآنِ مجید انسانی ہدایت کے لئے حرفِ آخر ہے جو شخص قرآن پر ایمان نہیں لایا' وہ آخر کس پر ایمان لائے گا
اور جسے قرآن سے ہدایت نہ ملی' اُسے آخر کس چیز سے ہدایت ملے گی؟

Marfat.com

Marfat.com

سورہ النّبا(۷۸)

نام

نبا کا لغوی معنی ہے "خبر"۔ اس سورت میں قیامت کی بابت ذکر ہے جس کو "نَبَاٌ عَظِیْمٌ" سے تعبیر کیا گیا اور "النّبا" سورت کا علامتی نام ٹھہرا۔

زمانۂ نزول

زمانۂ نبوّت کے ابتدائی دور میں اس کا نزول ہوا۔

مضامین

قیامت اور حشر کا ثبوت اس سورت کا مرکزی خیال ہے۔ دین کی تبلیغ کا آغاز تین چیزوں کے خصوصی ذکر سے ہوا۔ جو ایمان کی بنیاد بھی ہیں:

الف۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان اور شرک سے اجتناب۔

ب۔ محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور آپؐ کی اطاعت کا حکم۔

ج۔ آخرت اور اس میں سارے انسانوں کو جمع کیا جانا۔

اہلِ مکّہ اللہ تعالیٰ کے وجود کے قائل تھے۔ اس کے خالق' قادر اور رازق ہونے پر ایمان رکھتے تھے۔ مگر وہ مخلوقات کے چند افراد کو خدائی اختیارات کا مالک سمجھتے تھے جس کا تفصیلی تذکرہ سورۃُ الزّمر میں موجود ہے۔ ادھر نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت و دیانت کے وہ عینی شاہد تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی انہی کے درمیان گزری تھی لیکن آپؐ کی رسالت کے اقرار میں انہیں ہچکچاہٹ تھی کیونکہ اس سے ان کی اپنی سیادت اور عظمت متاثر ہوتی تھی۔ نیز بیتُ اللہ کے مجاور و متولّی ہونے کی حیثیت سے حاصل ہونے والے مفادات سے بھی ان کو محروم ہونا پڑتا تھا۔

آخرت کے ذکر سے ان کو زیادہ چڑ تھی۔ وہ اس بات کا سب سے زیادہ مذاق بھی اسی لئے اڑاتے تھے۔ انہیں اس بات پر تعجب تھا کہ جب انسان مر کر مٹی میں مل جائے گا' اس کے ذرّات بکھر جائیں گے تو پھر ان ذرّات کو جمع کرنا اور ان سے دنیا کی زندگی کے بارے میں باز پرس کرنا بعید از عقل معلوم ہوتا ہے' جبکہ اسلام میں اس عقیدے کو بھی اولیت حاصل ہے اور اس عقیدے کو ذہنوں میں راسخ کرنے کے لئے اس کو کئی بار دہرایا گیا تاکہ انسانی تصوّرات و

Marfat.com

خیالات میں سنجیدگی اور راست گوئی پیدا کی جاسکے اور انسان کو اس کے مقصدِ حیات سے قریب تر لایا جائے۔

اس سورۃ میں اہلِ مکّہ کی ان چہ میگوئیوں کا ذکر کر کے ان سے سوال کیا گیا کہ یہ زمین' یہ فرش' یہ پہاڑ' انسان کے جوڑے جوڑے' نیند کے باعث سکون کا حاصل ہونا' آسمان کا نظامِ شمسی' اس کے ذریعے سے نباتات' باغات وغیرہ کو جس قادرِ مطلق نے پیدا کیا ہے' اس کا منشا و مقصود کیا ہے؟ کیا یہ سارا نظام لغو اور بے کار ہے؟ نہیں ہرگز نہیں' بلکہ یہ کارخانۂ قدرت بامقصد ہے اور یہ سارا نظام انسان کی خدمت پر مامور ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کا نائب ہے جس سے آخرت میں ان تمام نعمتوں کی بابت بازپرس ہو گی۔ اس بازپرس کے لئے ایک دن متعیّن و مقدّر ہے۔ اس دن ہر شخص کے ہر عمل کی جزا و سزا کا فیصلہ ہو گا۔

آخرت کی منظر کشی میں ذکر فرمایا کہ اس دن اللہ کے حضور صرف وہی آدمی سفارش کا مجاز ہو گا جس کو اجازت ملے گی اور سفارش ان لوگوں کے حق میں قبول کی جائے گی جو ایمان کی دولت سے مالا مال اس دنیا سے اٹھائے گئے مگر عمل کے سلسلے میں ان کی کوتاہی تھی۔ کُفّار کے حق میں ہرگز ہرگز کوئی سفارش قبول نہ کی جائے گی۔ اس وقت یہ کُفّار اپنی محرومی پر افسوس کریں گے مگر ان کو اس پشیمانی کا ہرگز فائدہ نہ پہنچ سکے گا۔

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گزشتہ سورت میں "یَوْمُ الْفَصْل" فیصلے کے دن کے بارے میں ذکر ہوا ہے کہ اس روز اللہ تعالیٰ اگلی پچھلی تمام موں کو جمع کریں گے۔ ساتھ ہی یہ ارشاد بھی ہوا کہ اگر تمہارے پاس کوئی تدبیر ہے تو اس تدبیر کو میرے خلاف لاؤ۔ ں دن جھٹلانے والوں پر تباہی آئے گی۔

یہ سورت بھی گزشتہ سورۃ (المرسلات) کا تسلسل ہے۔ یہاں اللہ ربُّ العزت ان لوگوں سے مخاطب ہیں: وہ یوم خرت کے دن حساب کتاب کے بارے میں شکوک و شبہات رکھتے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں کہ یہ لوگ کس چیز کے رے میں ایک دوسرے سے بطور تعجب سوال جواب کر رہے ہیں؟ کیا مذکور بالا "یَوْمُ الْفَصْل" والی عظیم خبر کے رے میں قرآن کی بتلائی ہوئی حقیقت سے اختلاف رکھتے ہیں؟

یہ مضمون اس سورت میں یوں بیان ہوا ہے:

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝ الَّذِىْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۝
كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝

یہ لوگ کس چیز کے بارے میں دریافت کرتے ہیں؟ کیا بڑی خبر کی نسبت جس میں یہ اختلاف کر رہے ہیں؟ دیکھو بہت جلد ان کو معلوم ہو جائے گا۔ پھر دیکھو بہت جلد ان کو معلوم ہو جائے گا۔" (1-5)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ کائنات اور نوعِ انسانی پر کیے گئے احسانات کا تذکرہ فرمایا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝
وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۝ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝
وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۝ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝
وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝ وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۝
وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۝ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ۝
وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۝

"کیا ہم نے زمین کو فرش نہیں بنایا؟ اور پہاڑوں کو کیلیں نہیں بنایا؟ اور ہم نے تم کو جوڑا جوڑا بنایا۔ اور ہم نے تم کو آرام کے لئے نیند دی۔ اور ہم نے رات کو تمہارے آرام کے لئے پردہ بنا دیا۔ اور ہم نے

Marfat.com

دن کو روزی کے حصول کے لئے بنایا۔ اور تمہارے اوپر سات مضبوط آسمان بنائے۔ اور ہم نے (آسمان میں) ایک روشن چراغ بنایا۔ اور ہم ہی نے بھرے بادلوں سے موسلا دھار مینہ برسایا۔ تاکہ اس سے اناج اور سبزہ پیدا کریں۔ اور گھنے گھنے باغات۔" (16-6)

اس کے بعد قیامت کے وقوع پذیر ہونے سے قبل کی نشانیاں بتائیں اور یہ واضح کیا کہ بالآخر تمام مخلوق کو اللہ ربّ العزّت کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے جہاں ہر شخص کا محاسبہ ہوگا اور ہر ایک کو ان کے اعمال کے مطابق بدلہ دیا جائے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۙ
يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۙ وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ۙ
وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۗ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۙ
لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا ۙ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ۚ
لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ۙ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ۙ
جَزَآءً وِّفَاقًا ۗ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ۙ
وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ۗ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ۙ
فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ۝

"بیشک فیصلہ کا دن ایک معیّنہ وقت ہے۔ جس دن صُور پھونکا جائے گا تو تم گروہ در گروہ آؤ گے۔ اور آسمان کھل جائے گا تو دروازے ہی دروازے ہوں گے۔ اور پہاڑ ہٹائے جائیں گے تو وہ ریت کی طرح ہو جائیں گے۔ بلاشبہ دوزخ ایک گھات میں ہے۔ سرکشوں کے لئے ایک ٹھکانا ہے جس میں وہ برسہا برس پڑے رہیں گے۔ وہاں نہ سردی کا مزہ چکھیں گے اور نہ پینے کی چیز کا۔ مگر گرم پانی اور بہتی ہوئی پیپ۔ یہ بدلہ ہے پورا پورا اپنے گناہوں کا۔ یہ لوگ (دراصل) حساب آخرت کا عقیدہ ہی نہیں رکھتے تھے۔ اور ہماری آیات کو جھوٹا خیال کرتے تھے۔ اور ہم نے ہر چیز کو لکھ کر محفوظ کر لیا ہے۔ سو اب مزہ چکھو (اپنے اعمال کا) ہم تم پر عذاب بڑھاتے ہی رہیں گے۔" (عَمَّ يَتَسَآءَلُوْن: 17-30)

اس کے بعد کی آیات میں مُتّقی لوگوں کے لئے خوشخبری سنائی گئی ہے کہ یقیناً کامیابی مُتّقین کے لئے مقدّر ہے اور انہیں ان کے اعمال کا بہترین بدلہ دیا جائے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ۝
حَدَآئِقَ وَأَعْنَابًا ۝ وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ۝ وَكَأْسًا دِهَاقًا ۝
لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِذَّابًا ۝ جَزَآءً مِّن رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ۝
رَّبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمَٰنِ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا ۝
يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا ۖ لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ
الرَّحْمَٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ۝

"بیشک پرہیز گاروں کے لئے کامیابی ہے (یعنی باغات اور انگور ہوں گے) اور ہم عمر نوجوان عورتیں ہوں گی۔ اور شراب کے چھلکتے ہوئے جام ہوں گے وہ وہاں نہ بیہودہ بات سنیں گے اور نہ جھوٹ۔ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے صلہ ہے (تمہارے اعمال کا) جو مالک ہے تمام آسمانوں اور زمین کا اور جو ان دونوں میں ہیں۔ بڑا مہربان ہے۔ کسی کو اس سے بات کرنے کا حوصلہ نہ ہوگا۔ جس روز روحُ الامین اور فرشتے ایک صف میں کھڑے ہوں گے۔ (اس دن) کوئی شخص رحمان کی اجازت کے بغیر بول نہ سکے گا اور وہ بات بھی درست کرے گا۔" (عم یتسآلون: 31-38)

اس کے بعد یہ بات واضح کی گئی ہے کہ قیامت کے دن اللہ کے حکم کے بغیر کسی کو بات کرنے کی بھی ہمت نہیں ہوگی۔ سوائے اسے جسے اللہ تعالیٰ اجازت دیں۔ اس سے شفاعت کے بارے میں دیومالائی تصورات ختم ہو جاتے ہیں کیونکہ اس دن انسان کے اعمال اور اس کا کیا دھرا اس کے سامنے ہوگا اور وہ اپنا کیا دھرا سب کچھ دیکھ لے گا۔ اس سب سے زیادہ حیرت آمیز اور کرب انگیز حال کافروں اور بے عمل انسانوں کا ہوگا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ذَٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۖ فَمَن شَآءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ مَآبًا ۝
إِنَّآ أَنذَرْنَٰكُمْ عَذَابًا قَرِيبًا ۖ يَوْمَ يَنظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ
وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَٰلَيْتَنِي كُنتُ تُرَٰبًا ۝

"یہ دن برحق ہے پس جو چاہے اپنے رب کے پاس اپنا ٹھکانا بنا لے۔ ہم نے تم کو عذاب سے ڈرایا ہے جو قریب ہے۔ اس روز ہر شخص اپنے اعمال کو دیکھ لے گا جو اس نے اپنے ہاتھوں سے کئے ہوں گے اور کافر کہے گا: کاش کہ میں مٹی ہوتا۔" (عم یتسآلون: 38-40)

Marfat.com

Marfat.com

سورہ النازعات(۷۹)

نام

سورۃ کا پہلا لفظ ہی علامتی نام ہے۔

زمانۂ نزول

مکی زندگی کا دورِ اوّل زمانۂ نزول ہے۔

مضامین

اس سورۃ میں بھی قیامت اور حشر کے ثبوت پر دلائل ہیں۔ جان نکالنے والے فرشتوں کی قسم کھا کر کلام کو مؤکد کیا گیا اور کہا کہ جو فرشتہ آج تمہاری جان نکالنے پر مامور ہے' اس کے ذریعے سے اس جان کو دوبارہ لوٹایا بھی جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا ذکر ہے کہ اس نے اس کائنات کو پیدا کیا اور پھر ایک جھٹکے کے ساتھ اس نظام کو درہم برہم کردے گا اور پھر اسی طرح اس کائنات کو دوبارہ پیدا کرے گا۔ موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ اشارتاً مذکور ہے اور بتایا کہ آخرت کے منکروں کا انجام فرعون سے مختلف نہ ہوگا۔

آسمان کی تخلیق اور نظامِ شمسی کو بطور شاہد بیان فرمایا اور توجہ دلائی کہ کائنات کی ہر چیز انسان کی خدمت کے لئے مسخر کی گئی پھر یہ سب نعمتیں اور کچھ اختیارات دے کر انسان کو مکلف بنایا کہ آخرت میں اس سے اس کی ذمہ داریوں کی بازپرس کی جائے گی۔ اس سارے نظام پر اگر کوئی سلیم الفطرت انسان تعصب سے بالاتر ہو کر غور کرے گا تو منطقی طور پر نتیجہ یہی نکلے گا کہ اس قدر بااختیار مخلوق کا محاسبہ ضروری ہے۔

قیامت کی بابت کفارِ مکہ کے سوالات کے بارے میں فرمایا کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ نے صرف اپنے پاس رکھا ہے۔ البتہ اس صورتِ حال سے آگاہ کیا تاکہ وہ بھولے بھٹکے انسانوں کو آخرت کی فکر دلا سکیں کیونکہ انسان اس دنیا کی زندگی پر فریفتہ ہو کر آخرت سے بے پروا ہو جاتا ہے۔ اس سورت میں سرکشی' جھوٹ اور نیکی سے اعراض کرنے والوں کے انجامِ بد کا ذکر ہے اور آخرت کا خوف رکھنے والوں کی عظمت بھی مذکور ہے۔

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ کی ابتداء میں اللہ ربُّ العزت نے فرشتوں کی قسم اٹھا کر فرمایا ہے کہ قیامت کا دن آکر رہے گا اور جب یہ دن آجائے گا تو لوگوں کے دل خوف سے دہل رہے ہوں گے۔ ساتھ ہی کُفّار کی حکایت بھی نقل کی کہ جب ہم انسان بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے تو پھر ہم کیسے زندہ کیے جائیں گے؟

اللہ تعالیٰ نے اس قسم اور اس کے سوال کا یوں تذکرہ فرمایا ہے:

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۝ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۝ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۝
فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۝ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۝ یَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝
تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝ قُلُوْبٌ یَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۝ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝
یَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِی الْحَافِرَةِ ۝ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۝
قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝ فَاِنَّمَا هِیَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝
فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝

"ان فرشتوں کی قسم جو سختی سے جان نکالتے ہیں اور ان کی جو آسانی سے کھول دیتے ہیں اور ان کی جو تیرتے پھرتے ہیں۔ پھر لپک کر آگے بڑھتے ہیں۔ پھر دنیا کے کاموں کا انتظام کرتے ہیں کہ وہ دن آکر رہے گا جس دن زمین تھر تھرا اٹھے گی۔ پھر اس کے پیچھے اور بھونچال آئے گا۔ اس دن (خوف کے مارے لوگوں کے) دل دہل رہے ہوں گے اور آنکھیں جھکی جارہی ہوں گی۔ کہتے ہیں کیا ہم الٹے پاؤں پھر لوٹیں گے؟ کیا جب ہم بوسیدہ ہڈیاں ہو جائیں گے (پھر زندہ کیے جائیں گے)؟ وہ کہنے لگے یہ تو بڑا نقصان دینے والا لوٹنا ہے۔ وہ تو صرف ایک ڈانٹ ہی ہوگی۔ پھر وہ سب کے سب میدان (حشر) میں جمع ہوں گے۔"

(النازعات:1-14)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے واقعے کا ذکر کیا ہے کہ کس طرح موسیٰ علیہ السلام فرعون کے پاس گئے اور فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلایا اور ساتھ ہی اس نے اپنے درباریوں کو جمع کیا اور ملک میں عام منادی کرائی اور رب ہونے کا دعویٰ کیا چنانچہ وہ اس جھوٹے دعوے پر دنیا اور آخرت کے عذاب میں پکڑ لیا گیا۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ یہ واقعہ بیان کرنا عبث نہیں بلکہ اس واقعے میں خدا سے ڈرنے والوں کے لئے مقامِ عبرت ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۝
اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝
اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ۝
وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى ۝ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى ۝
فَكَذَّبَ وَعَصٰى ۝ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى ۝ فَحَشَرَ فَنَادٰى ۝
فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ۝ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ۝
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى ۝

"اے نبیؐ! کیا تمہارے پاس موسیٰ کا قصہ پہنچا ہے؟ جب ان کے رب نے ان کو پاک میدان طویٰ میں پکارا (اور کہا) کہ فرعون کے پاس جاؤ' وہ (باغی اور) سرکش ہو رہا ہے۔ پھر کہو کیا تو چاہتا ہے کہ تو پاک ہو جائے؟ اور میں تجھے تیرے پروردگار کا رستہ بتا دوں تاکہ تجھ کو خوف پیدا ہو؟ پھر موسیٰ نے اس کو (اپنے رب کی بڑی) بڑی نشانیاں دکھائیں۔ مگر اس نے جھٹلایا اور نہ مانا۔ پھر لوٹ گیا اور تدبیریں کرنے لگا اور لوگوں کو اکٹھا کیا اور پکارا اور کہا: میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔ تو پھر اللہ نے اس کو دنیا اور آخرت کے عذاب میں پکڑ لیا۔ بلاشبہ اس میں بڑی عبرت ہے اس شخص کے لئے (جو اللہ سے) ڈرے۔"

(النازعات:15-26)

اس کے بعد اللہ ربُّ العزّت نے مختلف مثالیں دے کر واضح فرمایا کہ جس خالقِ کائنات نے تمام نظام بنایا ہے اس کے لئے چنداں مشکل نہیں کہ تم کو دوبارہ زندہ کرے۔ اس سلسلے میں یہ دلیل بھی دی کہ ذرا سوچو تو سہی' کیا تمہیں دوبارہ پیدا کرنا زیادہ دشوار ہے یا آسمان کو پیدا کرنا؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ۭ بَنٰىهَا ۝ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ۝
وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ۝ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ۝
اَخْرَجَ مِنْهَا مَاۗءَهَا وَمَرْعٰىهَا ۝ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ۝
مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ۝

"کیا تمہارا بنانا مشکل ہے یا آسمان کا؟ اسی نے اس کو بنایا۔ (اس نے) اسکی چھت کو اونچا کیا' پھر اسے برابر کر دیا اور اسی نے رات تاریک بنائی اور دن کو دھوپ نکالی اور اس کے بعد زمین کو پھیلا دیا۔ اسی نے

Marfat.com

اس میں سے اس کا پانی نکالا اور چارہ اگایا اور پہاڑوں کا بوجھ (زمین پر) رکھا۔ یہ سب کچھ تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے فائدے کے لئے کیا۔" (النازعات:26-34)

اس کے بعد فرمایا کہ قیامت کے دن انسان کے اعمال ہی اس کو بار بار یاد آئیں گے اور یہ واضح کیا کہ دوزخ میں جانے کے دو اسباب ہیں:

1- سرکشی۔

2- اللہ کے مقابلے میں حیات دنیاوی کو ترجیح دینا۔

اس طرح سے جنّت میں جانے کے بھی دو اسباب ذکر کیے:

1- اللہ کے حضور کھڑے ہونے کا خوف اور اس کا لحاظ۔

2- نفس کو بُری خواہشات سے عملاً باز رکھنا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَّةُ الْكُبْرَىٰ ۝ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ مَا سَعَىٰ ۝ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِمَن يَرَىٰ ۝ فَأَمَّا مَن طَغَىٰ ۝ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝ فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۝ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۝

"تو جب وہ بہت بڑی آفت آئے گی (یعنی قیامت)' اس روز انسان اپنے تمام کاموں کو یاد کرے گا۔ اور دوزخ دیکھنے والوں کے سامنے کردی جائے گی۔ تو جس نے سرکشی کی ہوگی اور دنیا کی زندگی کو (آخرت کی زندگی پر) مقدم سمجھا' اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا ہوگا اور اس نے نفس کی خواہشات کو روکا ہوگا' تو اس کا ٹھکانا بہشت ہے۔" (النازعات:34-41)

آخر میں ارشاد فرمایا کہ قیامت کی گھڑی کے بارے میں لوگوں کو اطلاع کرنا نہ رسول کا کام ہے اور نہ ہی منصب۔ بلکہ صرف یہ بتا دینا کافی ہے کہ وہ گھڑی آکر رہے گی اور جب آئے گی تو اس دنیا کے سب عیش و آرام بھلا دے گی اور محسوس ہوگا کہ دنیا میں لمحوں سے زیادہ قیام نہیں کیا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ۝

Marfat.com

فِيمَ أَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ۝ إِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ۝
إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ يَخْشٰىهَا ۝
كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوٓا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحٰىهَا ۝

"اے نبی! لوگ تم سے دریافت کرتے ہیں کہ قیامت کب ہو گی؟ سو اس کے بیان کرنے سے تمہارا کیا واسطہ ہے؟ اس کا علم تو صرف تمہارے رب ہی کو ہے۔ تم تو صرف ڈرانے والے ہو ان کو جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ گویا کہ جب وہ قیامت کو دیکھیں گے تو خیال کریں گے کہ دنیا میں وہ ایک شام یا ایک صبح رہے تھے۔" (النازعات: 41-46)

Marfat.com

Marfat.com

سورہ عبس (۸۰)

نام

پہلا لفظ علامتی نام ہے۔

زمانۂ نزول

مکی زندگی کا دورِ اول اس کا زمانۂ نزول ہے۔

مضامین

اس سورت کے نزول کے بارے میں ایک روایت بیان کی گئی ہے کہ قریشی سردار ایک مرتبہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں بیٹھے تھے۔ اس دوران میں عبداللہ بن اُمِّ مکتومؓ (نابینا صحابی) حاضرِ خدمت ہوئے اور آپؐ سے کچھ پوچھنا چاہا۔ قریشی سرداروں کو یہ بات ناگوار گزری کہ کوئی نابینا اور مسکین شخص ان کی موجودگی میں آپؐ کی مجلس میں آئے۔ اس پر ان سرداروں کو تنبیہہ کی گئی جو ہٹ دھرمی اور نخوت کی بنا پر دینِ حق کے پیغام پر اس لئے توجہ نہ دیتے تھے کہ ابتدائی طور پر اس اسلام کو غریب لوگوں نے قبول کیا ہے۔ نیز نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی طرف متوجہ کیا گیا کہ آپ کی یہ فکر کہ قوم کے بااثر افراد کی توجہ سے دین حق کا کام آسان ہو جائے گا' درست نہیں گو آپ کی یہ خواہش اخلاص وللّٰہیت پر مبنی ہے۔ کیونکہ تبلیغِ دین کا اصول یہ ہے کہ جو شخص طلبِ حق کے جذبے کے ساتھ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو' وہ بظاہر کیسا ہی بے اثر' معذور یا کمزور کیوں نہ ہو' اس کی قدر و قیمت اللہ تعالیٰ کے ہاں دیگر افراد سے کہیں زیادہ ہے۔ اسی طرح اصولِ دعوت کے سلسلے میں فرمایا کہ پیغامِ حق تو سب کو پہنچائیں مگر توجہ ان افراد پر زیادہ مرکوز رکھیں جو طلبِ حق کی پیاس لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔

اواخرِ سورت میں انسان کی تخلیق کے مختلف مراحل' انسانی ضروریات کی تکمیل میں صرف ہونے والی اشیاء خصوصاً نباتات' چوپاؤں وغیرہ کا ذکر کر کے غور و فکر کی دعوت دی۔ قیامت کے مناظر کی ہولناکی کا بھی ذکر کیا کہ کوئی شخص کسی دوسرے کی ضرورت اس دن پوری نہ کر سکے گا۔ اس وقت ہر شخص کو اپنے اعمال ہی کام دیں گے۔ نیز اس وقت اعمال کے اعتبار سے ہر شخص کے چہرے کے تاثرات عیاں ہوں گے اور میدانِ حشر کے سارے لوگ ایک دوسرے کا انجام اس کے چہرے کے تاثرات سے معلوم کریں گے۔

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حشر کی نفسا نفسی

اس سورت میں یہ بات خصوصیت سے بیان کی گئی ہے کہ حشر کے دن کوئی شخص کسی دوسرے کے کام نہ آ سکے گا۔ اس دن نفسا نفسی کا عالم ہو گا۔ انسان کو صرف اپنی پڑی ہوئی ہو گی اور وہ کسی کے کام آنے کے لائق نہ ہو گا۔ وہ لوگ جن سے ہم دنیا میں سب سے توقع کرتے ہیں' مثلاً ماں' باپ' بھائی' بہن' خاوند' بیوی' اولاد سب کے سب اس دن پرائے بن چکے ہوں گے۔ کسی کو سوائے اپنی ذات کے کسی کا ہوش نہیں ہو گا' بلکہ انسان اپنے قریبی رشتہ داروں کو دیکھ کر منہ چھپائے گا کہ کہیں وہ شخص مجھ سے کچھ مانگ نہ لے۔ یہ اس وجہ سے بھی ہو گا کہ اس کی حالت دیکھنے کے قابل نہ ہو گی' وہ سب سے منہ چھپائے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاخَّةُ ۝ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝
وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝
لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۝

"آخر کار جب وہ کان بہرے کر دینے والی آواز بلند ہو گی' اس روز آدمی اپنے بھائی' اپنے والد' اپنی ماں' اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے بھی بھاگے گا۔ ان میں سے ہر شخص پر ایک ایسا وقت آپڑے گا کہ اسے اپنے سوا کسی کا ہوش نہ ہو گا۔" (عبس:33-37)

اس کے بعد فرمایا کہ محشر کے دن لوگ دو گروہوں میں تقسیم ہوں گے۔ کچھ ایسے ہوں گے جن کے چہرے کھلے ہوئے ہوں گے' وہ خوش ہوں گے۔ انہیں جنّت میں جانے کی اُمید ہو گی کہ ان سے دیدارِ الٰہی کا وعدہ پورا ہونے والا ہو گا' اور کچھ ایسے ہوں گے جو کافر اور فاجر ہوں گے' ان کے چہروں پر خاک اڑ رہی ہو گی۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ۝ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۝
وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۝ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ۝
أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ۝

"کچھ چہرے اس روز دمک رہے ہوں گے ہشاش بشاش اور خوش و خرم ہوں گے اور کچھ چہروں پر اس روز (دھول) اڑ رہی ہو گی اور پژمردگی چھائی ہوئی ہو گی۔ یہی کافر و فاجر لوگ ہوں گے۔" (عبس:38-42)

Marfat.com

سورہ التکویر(۸۱)

نام

پہلی آیت کے لفظ سے ماخوذ ہے۔

زمانۂ نزول

مکّی زندگی کے دورِ اول میں نازل ہوئی۔

مضامین

الف۔ قیامت کے پہلے مرحلے میں جب سورج' چاند' ستارے' سمندر اور پہاڑ اپنی اصلی شکل کھو دیں گے' کسی انسان کو اپنے اعزاء اور محبوب ترین چیزوں تک کی فکر نہ رہے گی۔ عجب بدحواسی کا عالم ہو گا۔ ہر شخص کے نامۂ اعمال کے مطابق اس کا محاسبہ شروع ہو جائے گا اور وہ سارے مناظر جو پردۂ غیب میں ہیں اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خبر دے رہے ہیں' وہ سب کچھ عیاں ہو کر آنکھوں کے سامنے آجائیں گے۔

ب۔ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی حقّانیت کو واضح کیا گیا اور فرمایا کہ یہ شیطان کے اوہام و تصوّرات نہیں بلکہ ربُّ العالمین کا عظیم کلام ہے اور اس سے روگردانی کر کے تمہیں کہیں پناہ نہ مل سکے گی۔

اس سورۃ میں مندرجہ ذیل امور قابل غور ہیں۔

1- اس میں قیامت کی بہترین منظر کشی کی گئی ہے :

2- قیامت میں ہر شخص کو اس بات کا اچھی طرح سے علم ہو گا کہ وہ اللہ کے حضور کیا اعمال لے کر آیا ہے۔

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ کی ابتداء میں قیامت کی منظر کشی کی گئی ہے کہ قیامت سے قبل کے حالات کیا ہوں گے' اس کی کیا کیا علامات ہوں گی اور جب قیامت وقوع پذیر ہو جائے گی اور تمام مناظر آنکھوں کے سامنے ہوں گے تو اس وقت ہر شخص کو اس بات کا اچھی طرح علم ہو گا کہ وہ اللہ کے حضور کیا اعمال لے کر آیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝
وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝
وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝
وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝
وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝
وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ۝ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ۝
عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ۝

"جب سورج لپیٹ دیا جائے گا' اور جب تارے بکھر جائیں گے' اور جب پہاڑ چلائے جائیں گے' اور جب دس مہینے کی حاملہ اونٹنیاں اپنے حال پر چھوڑ دی جائیں گی' اور جب جنگلی جانور سمیٹ کر اکٹھے کر دیئے جائیں گے' اور جب سمندر بھڑکا دیئے جائیں گے' اور جب جانیں (جسموں سے) جوڑ دی جائیں گی' اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور میں ماری گئی؟ اور جب اعمال نامے کھولے جائیں گے' اور جب آسمان کا پردہ ہٹا دیا جائے گا' اور جب جہنم دہکائی جائے گی' اور جب جنت قریب لے آئی جائے گی' اس وقت ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے۔"

(التکویر: 1-14)

مذکورہ آیات میں اللہ تعالیٰ ستاروں کی' رات کی' اور پو پھٹنے کی قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ یہ اس ہستی کا کلام ہے جس نے جبریل امین کو اپنا رسول کریم بنا کر بھیجا ہے' جو کہ معزز ہونے کے علاوہ با اعتماد فرشتے ہیں۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدانخواستہ نہ مظلوم ہیں اور نہ دین سکھانے میں بخل برتنے والے ہیں۔

Marfat.com

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ۝ وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ۝
وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ۝ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝
ذِىْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ۝ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ۝
وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ۝
وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝

"پس نہیں، میں قسم کھاتا ہوں پلٹنے والے اور چھپ جانے والے تاروں کی، اور رات کی جبکہ وہ رخصت ہوئی اور صبح کی جبکہ اس نے سانس لیا، یہ فی الواقع ایک بزرگ پیغام بر کا قول ہے جو بڑی توانائی رکھتا ہے، عرش والے کے ہاں بلند مرتبہ ہے، وہاں اس کا حکم مانا جاتا ہے، وہ بااعتماد ہے۔ اور (اے اہلِ مکّہ) تمہارا رفیق مجنون نہیں ہے، اس نے اس پیغامبر کو روشن اُفق پر دیکھا ہے۔ اور وہ غیب (کے اس علم کو لوگوں تک پہنچانے) کے معاملہ میں بخیل نہیں ہے۔ اور یہ کسی شیطان مردود کا قول نہیں ہے۔ پھر تم لوگ کدھر چلے جا رہے ہو؟" (التکویر:15-26)

قرآنِ مجید تمام جہانوں کے لئے نصیحت ہے۔ یہ آفاقی، اور دائمی پیغام ربانی ہے، جسے انسانوں کی طرف ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بھیج دیا گیا۔ اگر انسان حق پرست ہے تو قرآنِ مجید کی راہ پر چلنے کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں۔ مگر یہ اللہ کی توفیق اور مشیت سے ہی ہو گا کہ ایک شخص قرآنِ مجید پر پورے طور سے عمل کر سکے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝
لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۝
وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

"یہ تو سارے جہان والوں کے لئے ایک نصیحت ہے، تم میں سے ہر اس شخص کے لئے جو راہِ راست پر چلنا چاہتا ہو۔ اور تمہارے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک اللہ ربّ العالمین نہ چاہے۔"

(التکویر: 27-29)

Marfat.com

Marfat.com

سورہ الانفطار(۸۲)

نام

پہلی آیت کے ایک لفظ سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے "پھٹ جانا"۔

زمانۂ نزول

مکّی زندگی کا دورِ اول اس کا زمانۂ نزول ہے۔

مضامین

ابنِ عُمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"جو شخص مناظرِ قیامت کو اپنی آنکھوں دیکھنا چاہتا ہے' وہ سورۃ تکویر' انفطار اور انشقاق کو غور سے پڑھے۔"

اس سورۃ میں مندرجہ ذیل باتیں خصوصاً قابلِ غور ہیں:

1- قیامت کے ہولناک منظر کی انتہائی خوبصورت تصویر کشی۔
2- انسان کی نفسیات کہ وہ اپنے رب کے بارے میں دھوکے میں پڑا ہوا ہے۔
3- انسان کا خالق' مالک' رازق تو صرف اللہ ہے مگر انسان نے نہ معلوم کن کن لوگوں کو یہ مقام دیا ہوا ہے۔
4- انسان کا دھوکے میں پڑ جانے اور گروہوں میں پڑ جانے کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ وہ جواب دہی کے تصور سے گھبراتا ہے۔ حالانکہ اس کی ہر ہر حرکت کو نگران فرشتے نوٹ کر رہے ہیں۔
5- اعمال کے بارے میں اصل فیصلہ روز قیامت ہو گا۔ جس دن نیک لوگ جنّت میں ہوں گے اور گناہگار جہنّم میں۔ یہ وہ دن ہو گا جب کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ اصل اقتدار و اختیار کی مالک اللہ کی ذات ہے' وہی فیصلہ کرنے کا مجاز ہے۔

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس سورت میں پہلی سورت کی طرح قیامت کے ابتدائی دور کا ذکر ہے کہ جب آسمان' ستارے اور سمندر کی ہیئت بدل جائے گی' اس وقت مردے قبروں سے نکل کر میدانِ حشر کی طرف بھاگیں گے تو ہر شخص کو اپنے کئے ہوئے اعمال کے انجام کا پتا چل جائے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِذَا السَّمَاءُ انفَطَرَتْ ۝ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انتَثَرَتْ ۝
وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝ وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ۝
عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ۝

"جب آسمان پھٹ جائے گا' اور جب تارے بکھر جائیں گے' اور جب سمندر پھاڑ دیئے جائیں گے' اور جب قبریں کھول دی جائیں گی' اس وقت ہر شخص کو اس کا اگلا پچھلا سب کیا دھرا معلوم ہو جائے گا۔"

(الانفطار: 1-5)

اللہ کی رحمت و کرم کا ذکر فرمایا گیا تاکہ انسان کو رغبت دلا کر اس کے خالق کی طرف متوجّہ کیا جائے اور یہ واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ کے رحیم و کریم ہونے کا یہ معنی نہیں کہ وہ انصاف اور عدل کے تقاضوں کو فراموش کر دے گا۔ ہرگز نہیں! اللہ تعالیٰ رحیم و کریم ہونے کے باوجود آخرت میں ہر شخص کے ذرا ذرا عمل کا محاسبہ کرے گا اور اس مقصد کے لئے ہر شخص کا عمل محفوظ کیا جا رہا ہے اور قیامت کے دن کا مالک اللہ وحدہٗ لاشریک ہی ہو گا اور کوئی بھی اس کے سامنے دم مارنے کی مجال نہ کر سکے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ ۝
الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ ۝
كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالدِّينِ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ۝
كِرَامًا كَاتِبِينَ ۝ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ۝ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۝
وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ ۝ يَصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ ۝

Marfat.com

وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝
ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝
يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۭ وَالْاَمْرُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ۝

"اے انسان' کس چیز نے تجھے اپنے اس ربِّ کریم کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا جس نے تجھے پیدا کیا' تجھے نک سک سے درست کیا' تجھے متناسب بنایا' اور جس صورت میں چاہا تجھ کو جوڑ کر تیار کیا؟ ہرگز نہیں' بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) تم لوگ جزا و سزا کو جھٹلاتے ہو' حالانکہ تم پر نگران مقرر ہیں' ایسے معزز کاتب جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں۔ یقیناً نیک لوگ مزے میں ہوں گے اور بے شک بدکار لوگ جہنّم میں جائیں گے۔ جزا کے دن وہ اس میں داخل ہوں گے اور اس سے ہرگز غائب نہ ہو سکیں گے۔ اور تم کیا جانتے ہو کہ وہ جزا کا دن کیا ہے؟ ہاں' تمہیں کیا خبر کہ وہ جزا کا دن کیا ہے؟ یہ وہ دن ہے جب کسی شخص کے لئے کچھ کرنا کسی کے بس میں نہ ہوگا۔ فیصلہ اس دن بالکل اللہ کے اختیار میں ہوگا۔"

(الانفطار:6-19)

Marfat.com

Marfat.com

سورہ المُطفّفین (۸۳)

نام

پہلی آیت کے ایک لفظ کو علامتی نام قرار دیا۔

زمانۂ نزول

مکی زندگی کے دور اول میں نازل ہوئی۔

مضامین

آغاز میں کاروباری بددیانتی کے ہولناک انجام کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ مرض ہر دور میں عام رہا کہ خرید و فروخت کے پیمانے مختلف رکھے جاتے۔ اس سے قبل قوم شعیب کے واقعات میں بھی اس خرابی کے باعث عذاب کا ذکر ہے۔ اس جگہ اس خرابی کی بنیاد اور سبب کا ذکر کیا کہ آخرت کی جوابدہی سے بے خوف ہونے کے باعث یہ مرض انسان میں پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ آخرت کی جوابدہی کا فکر راست بازی اور راست گوئی میں بنیادی حیثیت کا حامل ہے کیونکہ آخرت کے منکر امانت و دیانت کو اچھائی اور خوبی سمجھ کر اگر اپنا بھی لیں گے تو ذاتی غرض و مفاد کے موقع پر وہ بددیانتی اور خیانت کی طرف مائل ہو سکتے ہیں جبکہ آخرت کے خوف سے امانت و دیانت اپنانے والا کسی بھی صورت میں برائی کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ الحاصل اخلاقِ حسنہ پر معاشرے کے تمام افراد کو کاربند کرنے کے لئے لازم ہے کہ عقیدۂ آخرت کو راسخ کیا جائے۔ اس سورت میں ان لوگوں کے انجام کا ذکر ہے جو اہلِ جنت ہیں اور اس بارے میں یہ مزید فرمایا کہ اہلِ جنت کفّار کے انجام کو دیکھ کر آخرت میں سکون حاصل کریں گے۔

اس کے علاوہ اس سورۃ میں مندرجہ ذیل باتیں خصوصیت کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔ یہ باتیں انسانی نفسیات کے تجزیئے میں شاہکار کا درجہ رکھتی ہیں۔

1- ان لوگوں کی ذہنی حالت کا ذکر کیا جو دوغلے پن کا شکار ہیں' دو دو چہرے رکھتے ہیں' اپنے لئے کچھ اور دوسروں کے لئے کچھ اور اس کے برعکس حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا' جب تک اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے کرتا ہے۔"

2- اس ذہنی بیماری کا سبب یہ بتلایا کہ یہ لوگ اللہ کے سامنے جواب دہی اور احساس ذمہ داری سے محروم ہیں۔ یہ

Marfat.com

لوگ روزِ جزا کو جھٹلاتے ہیں۔

3- روزِ جزا کو جھٹلانے والے کی نفسیات یوں بیان کی گئی:

(الف) یہ لوگ حد سے گزرنے والے ہیں۔ اور بد عمل لوگ ہوتے ہیں۔

(ب) یہ اللہ کی نازل شدہ آیات' اس کی تعلیمات اور انبیاء کے وعظ و نصیحت کو دورِ حاضر میں قابلِ عمل نہیں سمجھتے' بلکہ پرانے وقتوں کی کہانیاں (اساطیر الاولین) قرار دیتے ہیں۔

(ج) ان کے اعمال کی سیاہی کے باعث ان کے دل زنگ آلود ہو جاتے ہیں اور دل کا آئینہ صاف نہ ہونے کی وجہ سے ان کی شخصیتیں حقائقِ الٰہیہ کے صحیح عکس سے محروم ہو جاتی ہیں۔

(د) اس زنگ اور سیاہی دل کی وجہ سے وہ قیامت کے دن بھی پروردگار کی دید سے محروم رکھے جائیں گے۔

4- دنیاوی زندگی میں تو اہلِ دنیا اہلِ دین پر ہنستے رہے' لیکن قیامت کے دن صورتحال الٹ جائے گی۔ اس دن اہلِ دین مسندوں پر بیٹھے ہوئے کُفّار کی ناگفتہ بہ حالت کو دیکھ کر دل ہی دل میں خوش ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس انجام سے بچا لیا اور کُفّار کی حالت پہ سب کو ہنسی آ رہی ہو گی۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں بہت جلال و شان کے دعویٰ دار تھے اور ان کی زندہ باد پکاری جاتی تھی لیکن اب وہ انتہائی ذِلّت کے عالم میں ہوں گے۔

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے ہلاکت ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۝ وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ۝ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

"تباہی ہے ڈنڈی مارنے والوں کے لئے جن کا حال یہ ہے کہ جب لوگوں سے لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو انہیں گھٹا دیتے ہیں۔ کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ ایک بڑے دن یہ اٹھا کر لائے جانے والے ہیں؟ اس دن جبکہ سب لوگ ربُّ العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔"

(مطففین: 1-6)

اس سورت کی ابتداء میں ناپ تول کے ساتھ ساتھ عام معاشرتی زندگی کا بھی ایک اصول مذکور ہے کہ ہم لوگ دوسروں سے کچھ اور توقع رکھتے ہیں اور جب خود اپنا معاملہ ہوتا ہے تو لوگوں کی توقعات پر قطعاً پورا نہیں اترتے۔ یعنی معاشرتی زندگی میں اصول و ضوابط اپنی مرضی کے مطابق از خود وضع کرتے ہیں جس میں اپنا مفاد ہوتا ہے اور یہی چیز انسان کی ہلاکت و بربادی کا باعث ہے کہ اس کے پیمانے الگ الگ ہوتے ہیں' اپنے لئے اور' اور دوسروں کے لئے کچھ اور! یہ ساری خرابیاں اس وقت جنم لیتی ہیں جب انسان آخرت کی زندگی کے بارے میں محاسبے سے اپنے آپ کو آزاد خیال کر لیتا ہے۔

دوزخ اور اہلِ دوزخ کا تذکرہ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ۝ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝

Marfat.com

وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝
اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝
كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝
كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝
ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۝ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝

"ہرگز نہیں یقیناً بدکاروں کا نامۂ اعمال قید خانے کے دفتر میں ہے۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ کیا ہے وہ قید خانے کا دفتر؟ وہ ایک کتاب ہے لکھی ہوئی۔ تباہی ہے اس روز جھٹلانے والوں کے لئے جو روزِ جزا کو جھٹلاتے ہیں۔ اور اسے نہیں جھٹلاتا مگر ہر وہ شخص جو حد سے گزر جانے والا بدعمل ہے۔ اسے جب ہماری آیات سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے: "یہ تو اگلے وقتوں کی کہانیاں ہیں۔" ہرگز نہیں! بلکہ دراصل ان لوگوں کے دلوں پر ان کے برے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے۔ ہرگز نہیں! بالیقین اس روز یہ اپنے رب کی دید سے محروم رکھے جائیں گے۔ پھر یہ جہنّم میں جا پڑیں گے۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی چیز ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔" (**مطففین**: 7-17)

جنّت اور اہلِ جنّت کے اوصاف

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ۝
كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝
عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۝ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ۝
يُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِيْقٍ مَّخْتُوْمٍ ۝
خِتٰمُهٗ مِسْكٌ ۭ وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ۝
وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ۝ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ ۝

"ہرگز نہیں' بے شک نیک آدمیوں کا نامۂ اعمال بلند پایہ لوگوں کے دفتر میں ہے۔ اور تمہیں کیا خبر کہ کیا ہے وہ بلند پایہ لوگوں کا دفتر؟ ایک لکھی ہوئی کتاب! جس کی نگہداشت مقرب فرشتے کرتے ہیں۔ بے شک نیک لوگ بڑے مزے میں ہوں گے' اونچی مسندوں پر بیٹھے نظارے کر رہے ہوں گے' ان کے چہروں پر تم خوشحالی کی رونق محسوس کرو گے۔ ان کو نفیس ترین سربند شراب پلائی جائے گی جس پر مشک کی مہر لگی ہو

گی۔ جو لوگ دوسروں پر بازی لے جانا چاہتے ہوں' وہ اس چیز کو حاصل کرنے میں بازی لے جانے کی کوشش کریں۔ اس شراب میں تسنیم کی آمیزش ہوگی۔ یہ ایک چشمہ ہے جس کے پانی کے ساتھ مقرب لوگ شراب پئیں گے۔" (مطففین:18-28)

کُفّار کو آخرت میں عذاب کا سبب

اس سورۃ کا اختتام اس ذکر پر ہے کہ کُفّار کو آخرت میں اس وجہ سے عذاب ہوگا کہ وہ اہلِ دین کا مذاق اڑایا کرتے تھے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ۝
وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ ۝ وَاِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ ۝
وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ ۝
وَمَآ اُرْسِلُوْا عَلَيْهِمْ حٰفِظِيْنَ ۝
فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُوْنَ ۝ عَلَى الْاَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۝
هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝

"مجرم لوگ دنیا میں ایمان لانے والوں کا مذاق اڑاتے تھے۔ جب ان کے پاس سے گزرتے تو آنکھیں مار مار کر ان کی طرف اشارے کرتے تھے' اپنے گھر والوں کی طرف پلٹتے تو مزے لیتے ہوئے پلٹتے تھے' اور جب انہیں دیکھتے تو کہتے تھے کہ یہ بہکے ہوئے لوگ ہیں' حالانکہ وہ ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔ آج ایمان لانے والے کُفّار پر ہنس رہے ہیں۔ مسندوں پر بیٹھے ہوئے ان کا حال دیکھ رہے ہیں۔ مل گیا نا کافروں کو ان حرکتوں کا ثواب جو وہ کیا کرتے تھے!" (مطففین:29-36)

Marfat.com

Marfat.com

سورہ الانشقاق(۸۴)

نام

پہلی آیت کے ایک لفظ سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے "پھٹ جانا۔"

زمانۂ نزول

دورِ نبوّت کے اوائل میں یہ سورت نازل ہوئی۔

مضامین

ابتدائی آیات میں قیامت کے وقوع کے مناظر کا ذکر ہے جس میں آسمان کے پھٹنے' زمین کے برابر ہو جانے اور زمین کے اندر موجود انسانوں کے اجزاء کو اُگل دینے کا ذکر ہے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہو گا۔ حشر کے تذکرے میں انسانی اعمال کے انجام کے اعتبار سے دو طبقات کا ذکر ہے :

الف۔ نیکوکار لوگوں کو ان کا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں سامنے سے دیا جائے گا۔

ب۔ کُفّار اور مجرموں کو نامۂ اعمال پیچھے سے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اس وقت یہ لوگ تمنّا کریں گے کہ کاش! انہیں موت آجائے مگر اب موت نہ آئے گی اور ان کو جہنّم میں ایندھن بنا کر جھونک دیا جائے گا۔

ان سب چیزوں پر بطور دلیل سورج کا روزانہ نمودار ہونا' دن رات کا ایک دوسرے کے بعد آنا جانا' انسانوں اور حیوانوں کا رات کو اپنے ٹھکانوں پر پلٹنا اور چاند کے تغیرات کو پیش کیا گیا اور پھر فرمایا کہ قرآن کو سننے کے بعد جو اس کو تسلیم نہ کرے گا' ایسوں کے لئے دردناک سزا اور جو اس پر ایمان لا کر نیک اعمال کریں گے' ان کے لئے بے حد و حساب اجر ہو گا۔

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلی سورتوں کی طرح اس سورۃ کا آغاز بھی وقوع قیامت کے ابتدائی علامات سے ہے کہ آسمان پھٹ جائے گا' زمین ہموار ہو جائے گی اور یہ دونوں اپنے رب کے حکم کی تعمیل کرتے ہوں گے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ ۝ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝ وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ ۝ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ۝ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۝

"جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے رب کے فرمان کی تعمیل کرے گا اور اس کے لئے حق یہی ہے (کہ اپنے رب کا حکم مانے)۔ اور جب زمین پھیلا دی جائے گی اور جو کچھ اس کے اندر ہے اسے باہر پھینک کر خالی ہو جائے گی اور اپنے رب کے حکم کی تعمیل کرے گی اور اس کے لئے حق یہی ہے (کہ اس کی تعمیل کرے)" (الانشقاق: 1-5)

مومن کا مقصود

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الْإِنسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ ۝

"اے انسان! تو کشاں کشاں اپنے رب کی طرف چلا جا رہا ہے اور اس سے ملنے والا ہے۔"

(الانشقاق: 6)

یہ وہ کیفیت ہے جس کی آس پہ ایک مومن پوری زندگی گزار دیتا ہے۔ اللہ کے احکام کی سربلندی کے لئے اس کو نہ تو جیل میں کوئی مشکل نظر آتی ہے اور نہ کوئی اور مشقت و مصیبت۔ ایک اللہ والے کو بادشاہ وقت نے ڈرایا کہ ہم تجھے سخت ترین سزا دیں گے۔ اس نے کہا کہ اگر تم مجھے جیل میں ڈال دو گے تو یہ میرا اعتکاف ہو گا۔ اگر تم مجھے ملک سے دیس نکالا دے دو گے تو یہ میری ہجرت ہو گی۔ میرے حبیب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل ہو جائے گا اور اگر تم مجھے قتل کر دو گے تو میری زندگی اس شہادت کی آرزو میں گزر رہی ہے۔ تم میرا کیا بگاڑ سکتے

Marfat.com

ہو؟ کیونکہ اس راہ میں بڑی سے بڑی سزا بھی میرا عین مقصود و مطلوب ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ والے بہت بے نیاز ہوتے ہیں۔ کوئی بڑی سے بڑی تکلیف ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ وہ ہر مشقّت جھیلتے ہوئے اپنے پروردگار کے قریب بلکہ قریب تر ہوتے چلے جاتے ہیں اور اگر انہیں شہادت نصیب ہو جائے تو پھر یہ نعرۂ مستانہ بلند کرتے ہیں:۔

"ربِّ کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا"

کیونکہ مومن کا مقصود قرآنی الفاظ میں یوں ہے:

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَاشَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ۝

"اے نبی! کہو میری نماز' میرے تمام مراسمِ عبودیت' میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ربُّ العالمین کے لئے ہے۔ اس یکسوئی میں کسی اور کی ملاوٹ نہیں ہونے دوں گا۔ مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا اطاعت گزار ہوں۔" (الاعراف:162-163)

؎ نگاہوں میں منزل کوئی پھر رہی ہے
یونہی گرتا پڑتا چلا جا رہا ہوں

نامۂ اعمال کی تقسیم

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَہٗ بِیَمِیْنِہٖ ۝ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا ۝ وَّیَنْقَلِبُ اِلٰٓی اَھْلِہٖ مَسْرُوْرًا ۝ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَہٗ وَرَآءَ ظَھْرِہٖ ۝ فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۝ وَّیَصْلٰی سَعِیْرًا ۝ اِنَّہٗ کَانَ فِیْٓ اَھْلِہٖ مَسْرُوْرًا ۝ اِنَّہٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ ۝ بَلٰٓی ۚ اِنَّ رَبَّہٗ کَانَ بِہٖ بَصِیْرًا ۝

"پھر جس کا نامۂ اعمال اس کے سیدھے ہاتھ میں دیا گیا' اس سے ہلکا حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے لوگوں کی طرف خوش خوش پلٹے گا۔ رہا وہ شخص جس کا نامۂ اعمال اس کی پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا تو وہ موت کو پکارے گا اور بھڑکتی ہوئی آگ میں جا پڑے گا۔ وہ اپنے گھر والوں میں مگن تھا۔ اس نے سمجھا تھا کہ اسے کبھی پلٹنا نہیں ہے۔ پلٹنا کیسے نہ تھا؟ اس کا رب اس کے کرتوت دیکھ رہا تھا۔" (الانشقاق:7-15)

اس سورت کے آخر میں اس بات پر بھی تعجب کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان نہ لائے اور جب اللہ تعالیٰ کا پیغام آ رہا ہو تو وجد میں آ کر سربسجود نہ ہو:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۝ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۝
لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ۝ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝
وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ۝
بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ۝ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ۝
فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ
اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝

"پس نہیں، میں قسم کھاتا ہوں شفق کی، اور رات کی اور جو کچھ وہ سمیٹ لیتی ہے، اور چاند کی جب کہ وہ ماہِ کامل ہو جاتا ہے، تم کو ضرور درجہ بدرجہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف گزرتے چلے جانا ہے۔ پھر ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ ایمان نہیں لاتے اور جب قرآن ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے؟ بلکہ یہ منکرین تو الٹا جھٹلاتے ہیں، حالانکہ جو کچھ یہ (اپنے نامۂ اعمال میں) جمع کر رہے ہیں اللہ اسے خوب جانتا ہے۔ لہٰذا ان کو دردناک عذاب کی بشارت دے دو۔ البتہ جو لوگ ایمان لے آئے ہیں اور جنہوں نے نیک عمل کیئے ہیں ان کے لئے کبھی ختم نہ ہونے والا اجر ہے۔" (الانشقاق:16-25)

گویا اس سورت میں بحیثیت انسان دو انتہاؤں کا ذکر ہے ایک فنافی اللہ مومن اور دوسرا ہٹ دھرم کافر۔

Marfat.com

سورہ البروج (۸۵)

نام

پہلی آیت کا ایک لفظ علامتی نام ہے۔

زمانۂ نزول

دورِ نبوّت کے آغاز میں نازل ہوئی۔

مضامین

اہلِ ایمان پر کُفّار کے مظالم کے سلسلے میں دونوں طبقات کو خبردار کیا گیا۔

الف۔ اہلِ ایمان اگر مظالم برداشت کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو اجرِ عظیم سے نوازے گا۔

ب۔ ظالموں سے ان کے ظلم کا بدلہ خود اللہ تعالیٰ لے گا۔ اس ضمن میں اصحابُ الاُخدود پر کی گئی لعنت کا ذکر کیا گیا ہے اور کُفّارِ مکّہ کو کہا کہ تم بھی اسی طرح کے عذاب کے مستحق ہو گے۔ اس کے بعد اہلِ ایمان کو بتایا گیا کہ پہلے ادوار میں اہلِ ایمان کو آگ کے گڑھوں میں گرایا گیا اور انہوں نے ان سب مظالم کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور اللہ تعالیٰ کا شکوہ نہ کیا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت اور غلبے کا ذکر ہے کہ زمین و آسمان کی سلطنت کا وہ مالک ہے اور ہر طرح کی حمد کا مستحق بھی۔ وہ سب کے اعمال اور احوال کا مشاہدہ کر رہا ہے۔ کافروں کو ان کے کفر کی سزا جہنّم کی صورت میں ملے گی اور اہل ایمان کو ظلم برداشت کرنے' اللہ پر توکّل اور بھروسے کی وجہ سے جنّت کی ابدی اور یقینی نعمتوں کا حقدار بنا دیا جائے گا۔

کُفّار کو جب سزا ملے گی تو ان کی جماعت بندی اور افرادی طاقت و قوت ان کے کسی کام نہ آئے گی۔ اس سلسلے میں فرعون' قومِ ثمود اور دوسرے سرداروں اور بادشاہوں کا عبرتناک انجام سب کے لئے نمونہ عبرت کے طور پر موجود ہے۔ آخر میں بتایا کہ قرآن تمہیں وہ باتیں بتا رہا ہے جو لوحِ محفوظ میں ہیں اور اس کی ہر بات حتمی' یقینی اور واقعی ہے۔

Marfat.com

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ۝ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝
قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ۝ اِذْهُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ۝
وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝
وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝
الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ شَهِيْدٌ ۝
اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ
جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝
اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ ۝
وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝
هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۝ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ۝
بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِىْ تَكْذِيْبٍ ۝ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۝
بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝ فِىْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝

"قسم ہے مضبوط قلعوں والے آسمان کی' اور اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے (یعنی قیامت)' اور دیکھنے والے کی اور دیکھی جانے والی چیز کی کہ مارے گئے گڑھے والے۔ (اس گڑھے والے) جس میں خوب بھڑکتے ہوئے ایندھن کی آگ تھی۔ جبکہ وہ اس گڑھے کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے اور جو کچھ وہ ایمان لانے والوں کے ساتھ کر رہے تھے' اسے دیکھ رہے تھے۔ اور ان اہلِ ایمان سے ان کی دشمنی اس کے سوا کسی وجہ سے نہ تھی کہ وہ اس خدا پر ایمان لے آئے تھے جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے' جو آسمانوں اور زمین کی سلطنت کا مالک ہے' اور وہ خدا سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ جن لوگوں نے مومن

Marfat.com

مردوں اور عورتوں پر ستم توڑا اور پھر اس سے تائب نہ ہوئے یقیناً ان کے لئے جہنّم کا عذاب ہے اور ان کے لئے جلائے جانے کی سزا ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیئے' یقیناً ان کے لئے جنّت کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ یہ ہے بڑی کامیابی! درحقیقت تمہارے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ وہی پہلی بار پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔ اور وہ بخشنے والا ہے' محبّت کرنے والا ہے' عرش کا مالک ہے' بزرگ و برتر ہے' اور جو کچھ چاہے' کر ڈالنے والا ہے۔ کیا تمہیں لشکروں کی خبر پہنچی ہے؟ فرعون اور ثمود (کے لشکروں) کی؟ مگر جنہوں نے کفر کیا ہے وہ جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں' حالانکہ اللہ نے ان کو گھیرے میں لے رکھا ہے۔ (ان کے جھٹلانے سے اس قرآن کا کچھ نہیں بگڑتا) بلکہ یہ قرآن بلند پایہ ہے اس لوح میں (نقش ہے) جو محفوظ ہے۔" (البروج: 1-22)

Marfat.com

سورہ الطّارق(۸۶)

نام

پہلی آیت کا ایک لفظ اس کا علامتی نام ہے۔

زمانۂ نزول

زمانۂ نبوّت کے اوائل میں نازل ہوئی۔

مضامین

اس سورت کے دو مضامین کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔

الف۔ موت کے بعد اللہ کے حضور پیشی اور محاسبہ بہرحال ہو گا۔ اس کے لئے آسمان پر چمکنے والے ستاروں اور موجودات کا بطور شاہد ذکر کیا اور پھر انسانوں کو اپنے وجود پر غور کرنے کی دعوت دی جو ابتداء میں ایک بوند پانی اور پھر ایک تنومند اور عقل و شعور سے بہرہ ور انسان بنایا۔ اسی انسان پر جب موت آئے گی تو اس کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا تاکہ ہر انسان کو یہ بتایا جا سکے کہ دنیا میں اس کے اعمال پر ایک پردہ ڈالا گیا تھا اور آج اس کی جزا اور بدلہ اس کو ملنے والا ہے اور جب اس کو سزا ہو گی تو کوئی بھی اس کی مدد نہ کر سکے گا۔

ب۔ قرآنِ مجید کے برحق اور قولِ فیصل ہونے کا ذکر ہے۔ اس ضمن میں چند حقائق بیان کئے گئے۔ مثلاً بارش برسنا اور پھر زمین سے درختوں اور باغات کا اُگنا۔ جس طرح یہ سب کچھ قادرِ مطلق نے پیدا کیا ہے اسی طرح قرآنِ مجید اس کا کلام برحق ہے جو دلوں کو سیراب کرتا ہے اور ان دلوں سے اعمالِ صالح کی ایک فصل اُگتی ہے اور اس کا بدلہ آخرت میں ملے گا۔

کُفّار ان حقائق کو دیکھتے اور جانتے ہوئے بھی نہ مانے۔ مسلمانوں کو تنگ کرنے اور قرآن کو جھٹلانے کی نت نئی تدبیریں کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ ان کی تمام سازشوں کو ناکام کرنے کی ایک ہی تدبیر کرے گا اور پھر کُفّار کو مزید مہلت نہ ملے گی اور محاسبے کے لئے اللہ کے حضور ایک معیّن دن میں پیش ہونا ہو گا۔

Marfat.com

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الطَّارِقُ ۝ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝
اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝ فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝
خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝ يَّخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝
اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝
فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۝
وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝
وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝
وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝
فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝

"قسم ہے آسمان کی اور رات کو نمودار ہونے والے کی۔ اور تم کیا جانو کہ وہ رات کو نمودار ہونے والا کیا ہے؟ چمکتا ہوا تارا۔ کوئی جان ایسی نہیں ہے جس کے اوپر کوئی نگہبان نہ ہو۔ پھر ذرا انسان یہی دیکھ لے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ ایک اچھلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پیٹھ اور سینے کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔ یقیناً وہ (خالق) اسے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر ہے۔ جس روز پوشیدہ اسرار کی جانچ پڑتال ہو گی' اس وقت انسان کے پاس نہ خود اپنا کوئی زور ہو گا اور نہ کوئی اس کی مدد کرنے والا ہو گا۔ قسم ہے بارش برسانے والے آسمان کی اور (نباتات اُگتے وقت) پھٹ جانے والی زمین کی' یہ ایک جچی تلی بات ہے' ہنسی مذاق نہیں ہے۔ یہ لوگ (یعنی کفارِ مکہ) کچھ چالیں چل رہے ہیں اور میں بھی ایک چال چل رہا ہوں۔ پس چھوڑو اے نبیؐ! ان کافروں کو اِک ذرا کی ذرا ان کے حال پر چھوڑ دو۔"

(الطارق:1-17)

Marfat.com

سورہ الاعلیٰ (۸۷)

نام

پہلی آیت کا ایک لفظ بطور علامت نام ہے۔

زمانۂ نزول

زمانۂ نبوت کے اوائل میں نازل ہوئی۔

مضامین

اس مختصر سورۃ میں ان تین مضامین کا ذکر ہے:

توحید ------ رسالت ------ آخرت

الف۔ توحید: اللہ تعالیٰ کی تسبیح کا حکم ہے جو ہر قسم کے عیب، کمزوری اور نقص سے پاک ہے۔ اس نے کائنات کی ہر چیز کو پیدا کیا۔ وہ نباتات کو پیدا کرتا ہے اور پھر اسے خس و خاشاک بناتا ہے۔

ب۔ رسالت: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کی گئی ہے کہ قرآن کو نازل کرنا، اس کو آپؐ کے سینے میں محفوظ کرنا ہماری ذِمّہ داری ہے۔ آپؐ اس سلسلے میں قطعاً فکر مند نہ ہوں۔ آپؐ کا کام لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانا ہے۔ اس کے بعد جس کا جی چاہے، اسے قبول کرے اور اگر کوئی شخص اس دینِ حق کو نہ مانے، اس کی ذِمّہ داری آپؐ پر نہیں۔

ج۔ آخرت: آخرت میں کامیابی اور فلاح ان لوگوں کے لئے ہوگی جو عقائد و اعمال میں پاکیزگی اختیار کریں۔ عملی زندگی میں اپنے رب کی یاد کے لئے نماز پڑھیں، کیونکہ یہ دنیا فانی ہے اور اس کی خبر اس سے قبل ابراہیم اور موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں بھی موجود تھی۔

Marfat.com

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝ الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝
وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۝ وَالَّذِیْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۝
فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ۝ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ۝
اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا یَخْفٰى ۝
وَنُیَسِّرُكَ لِلْیُسْرٰى ۝ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ۝
سَیَذَّكَّرُ مَنْ یَّخْشٰى ۝ وَیَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ۝
الَّذِیْ یَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝ ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰى ۝
قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ۝
بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ۝ وَالْاٰخِرَةُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰى ۝
اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝ صُحُفِ اِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰى ۝

"(اے نبیؐ) اپنے رب برتر کے نام کی تسبیح کرو جس نے پیدا کیا اور تناسب قائم کیا۔ جس نے تقدیر بنائی پھر راہ دکھائی۔ جس نے نباتات اگائیں پھر ان کو سیاہ کوڑا کرکٹ بنا دیا۔ ہم تمہیں پڑھوا دیں گے، پھر تم نہیں بھولو گے سوائے اس کے جو اللہ چاہے۔ وہ ظاہر کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ پوشیدہ ہے اس کو بھی۔ اور ہم تمہیں آسان طریقے کی سہولت دیتے ہیں، لہٰذا تم نصیحت کرو اگر نصیحت نافع ہو۔ جو شخص ڈرتا ہے وہ نصیحت قبول کرلے گا، اور اس سے گریز کرے گا وہ انتہائی بدبخت جو بڑی آگ میں جائے گا۔ پھر نہ اس میں مرے گا نہ جیئے گا۔ فلاح پاگیا وہ جس نے پاکیزگی اختیار کی اور اپنے رب کا نام یاد کیا پھر نماز پڑھی۔ مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو، حالانکہ آخرت بہتر ہے اور باقی رہنے والی ہے۔ یہی بات پہلے آئے ہوئے صحیفوں میں بھی کہی گئی تھی، ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کے صحیفوں میں۔" (الاعلیٰ: 1-19)

Marfat.com

سورہ الغاشیہ(۸۸)

نام

پہلی آیت کا ایک لفظ علامتی نام ہے۔

زمانۂ نزول

عمومی تبلیغ کے آغاز کے بعد یعنی زمانۂ نبوت کے آغاز ہی میں یہ نازل ہوئی۔

مضامین

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوتِ حق کے آغاز میں دو باتوں کی طرف خصوصی طور پر توجہ دلائی کیونکہ قرآنِ مجید نے انہی دو عقائد کو سارے اعمال کی بنیاد قرار دیا ہے:(الف)توحید (ب) آخرت۔

سورۃ کا آغاز سوالیہ انداز میں ہے اور اس میں قیامت کو ایک ایسی آفت قرار دیا گیا ہے جو ہر چیز پر چھا جائے گی اور پھر انسان اپنے اعمال کی مناسبت سے دو گروہوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک جہنم کا ایندھن اور دوسرے جنت کے حقدار ہوں گے۔

اس کے بعد توحید کی تعلیم کے لئے ان چیزوں کا ذکر ہے جنہیں عرب کے لوگ شب و روز دیکھتے تھے مثلاً اونٹ جس پر صحرائی زندگی کا انحصار ہے۔ آسمان جو ہر طرف پھیلا ہوا ہے۔ پہاڑوں کی سربفلک چوٹیاں اور زمین کی نرمی و ملائمت جو انسان کے لئے فرش ہے۔ یہ سب چیزیں قادرِ مطلق کی حکمت پر شاہد ہیں۔ ان کے انکار کی اگر کوئی معقول وجہ اور دلیل ہے تو اس کا ذکر کرو۔ بصورت دیگر اپنے بدترین انجام کو دیکھنے کے لئے تیار رہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی کہ اگر یہ لوگ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہیں تو آپ فکر مند نہ ہوں۔ آپ کا کام نصیحت کرنا ہے اور پھر اس کے مطابق ہر شخص کا حساب لینا ہمارا کام ہے۔

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝
عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ۝
لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۝ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ۝
وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝
فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا لَاغِيَةً ۝
فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۝
وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ ۝ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۝
وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ۝ اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝ وقفة
وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝ وقفة وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۝ وقفة
وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝ فَذَكِّرْ ۭ قف اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝
لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝ اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ۝
فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ۝ اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ۝
ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝

"کیا تمہیں اس چھا جانے والی آفت (یعنی قیامت) کی خبر پہنچی ہے؟ کچھ چہرے اس روز خوفزدہ ہوں گے' سخت مشقت کر رہے ہوں گے' تھکے جاتے ہوں گے' شدید آگ میں جھلس رہے ہوں گے' کھولتے ہوئے چشمے کا پانی انہیں پینے کو دیا جائے گا' خاردار سوکھی گھاس کے سوا کوئی کھانا ان کے لئے نہ ہوگا' جو نہ موٹا کرے نہ بھوک مٹائے۔ کچھ چہرے اس روز بارونق ہوں گے' اپنی کارگزاری پر خوش ہوں گے' عالی مقام جنت میں ہوں گے' کوئی بیہودہ بات وہ وہاں نہ سنیں گے' اس میں چشمے رواں ہوں گے' اس کے اندر اونچی مسندیں ہوں گی' ساغر رکھے ہوئے ہوں گے' گاؤ تکیوں کی قطاریں لگی ہوں گی اور نفیس فرش بچھے ہوئے ہوں گے۔ (یہ لوگ نہیں مانتے) تو کیا یہ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے بنائے گئے؟ آسمان کو نہیں دیکھتے کہ کیسے اٹھایا گیا؟ پہاڑوں کو نہیں دیکھتے کہ کیسے جمائے گئے؟ اور زمین کو نہیں دیکھتے کہ کیسے

Marfat.com

بچھائی گئی؟ اچھا تو (اے نبیؐ) نصیحت کیے جاؤ، تم بس نصیحت ہی کرنے والے ہو، کچھ ان پر جبر کرنے والے نہیں ہو۔ البتہ جو شخص منہ موڑے گا اور انکار کرے گا تو اللہ اس کو بھاری سزا دے گا۔ ان لوگوں کو پلٹنا ہماری طرف ہی ہے، پھر ان کا حساب لینا ہمارے ہی ذمہ ہے۔" (الغاشیہ: 1-26)

Marfat.com

Marfat.com

سورہ الفجر(۸۹)

نام

پہلا لفظ اس کا نام ہے۔

زمانۂ نزول

اہلِ مکّہ نے جب مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کرنا شروع کر دیا تو اس دور میں یہ سورۃ نازل ہوئی۔

مضامین

آخرت کی جزا و سزا کو مختلف چیزوں سے مدلّل کیا گیا ہے۔

صبح کے اجالے اور رات دن کے اختلاف کی قسم کھا کر اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ اس نظام کی بابت کہا گیا کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے وجود اور وحدانیت کے لئے کھلے دلائل ہیں۔ تاریخِ اُمم کی طرف متوجّہ فرمایا اور بتایا کہ تم سے قبل عاد' ثمود اور فرعون نے بھی یہی طریق اپنایا تھا کہ وہ اہلِ ایمان کو زمین میں کیلوں سے گاڑ دیتے اور انہوں نے تم سے بھی بڑھ کر زمین پر فساد برپا کیا۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان کی جڑیں تک اکھاڑ پھینکیں اور آج کوئی شخص ان کے ذکرِ خیر کے لئے موجود نہیں۔

انسانی فطرت کے ایک پہلو کا ذکر کیا کہ جب اس پر نعمتوں کی بارش ہوتی ہے تو یہ اس کو اپنا استحقاق سمجھتا ہے اور جب آفت و مصیبت آتی ہے تو رونا پیٹنا شروع کر دیتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ انسان مادی اشیاء کی کثرت و قلت کو عزّت و وقار کا سبب سمجھتا ہے۔ یتیم کے ساتھ ہونے والی بدسلوکی کا ذکر کیا گیا کہ انسان اس قدر حریص اور لالچی ہے کہ اپنے خاندان کے کسی فرد کی موت سے عبرت حاصل کرنے کی بجائے اس کے بیکس ورثاء کے مال پر قبضہ جما لیتا ہے اور اپنی موت سے بے پروا ہو جاتا ہے۔ یہ مال و دولت کی حرص و ہوس مال ملنے پر اور زیادہ بڑھتی ہے' کم نہیں ہوتی جس کو قبر کی مٹی ہی ختم کر سکتی ہے۔

آخرت کے محاسبے کے ضمن میں فرمایا کہ جب محاسبہ ہو گا تو اس وقت انسان حسرت و یاس سے ہاتھ ملے گا' مگر اس وقت اس کی حسرت اس کے لئے بے سود ہو گی۔ اس دن بدکار کو عذاب سے کوئی نہ چھڑا سکے گا اور نیکو کار بندوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رضا و خوشنودی کی نوید سنائیں گے۔

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالْفَجْرِ ۙ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۙ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۙ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۚ
هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ؕ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۙ
اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۙ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۙ
وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۙ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۙ
الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۙ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۙ
فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۙ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ؕ
فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ
رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۝
وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۝
كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۙ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۙ
وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۙ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ؕ
كَلَّآ اِذَا دُكَّتِ الْاَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۙ وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۚ
وَجِايْٓءَ يَوْمَئِذٍ بِجَهَنَّمَ ۙ يَوْمَئِذٍ يَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ؕ
يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ قَدَّمْتُ لِحَيَاتِيْ ۝ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ۙ
وَّلَا يُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ؕ

"قسم ہے فجر کی' اور دس راتوں کی' اور جفت اور طاق کی' اور رات کی جبکہ وہ رخصت ہو رہی ہو۔ کیا اس میں کسی صاحبِ عقل کے لئے کوئی قسم ہے؟ تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے رب نے کیا برتاؤ کیا اونچے ستونوں والے عاد ارم کے ساتھ جن کے مانند کوئی قوم دنیا کے ملکوں میں پیدا نہیں کی گئی تھی؟ اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے وادی میں چٹانیں تراشی تھیں؟ اور میخوں والے فرعون کے ساتھ؟ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے دنیا کے ملکوں میں بڑی سرکشی کی تھی اور ان میں بہت فساد پھیلایا تھا۔ آخر کار تمہارے رب

Marfat.com

نے ان پر عذاب کا کوڑا برسا دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب گھات لگائے ہوئے ہے۔ مگر انسان کا حال یہ ہے کہ اس کا رب جب اس کو آزمائش میں ڈالتا ہے اور اسے عزت اور نعمت دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزّت دار بنا دیا۔ اور جب وہ اس کو آزمائش میں ڈالتا ہے اور اس کا رزق اس پر تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا۔ ہرگز نہیں' بلکہ تم یتیم سے عزّت کا سلوک نہیں کرتے' اور مسکین کو کھانا کھلانے پر ایک دوسرے کو نہیں اُکساتے' اور میراث کا سارا مال سمیٹ کر کھا جاتے ہو' اور مال کی محبت میں بری طرح گرفتار ہو۔ ہرگز نہیں' جب زمین پے در پے کوٹ کوٹ کر ریگ زار بنا دی جائے گی' اور تمہارا رب جلوہ فرما ہو گا اس حال میں کہ فرشتے صف در صف کھڑے ہوں گے' اور جہنّم اس روز سامنے لے آئی جائے گی' اس دن انسان کو سمجھ آئے گی اور اس وقت اس کے سمجھنے کا کیا حاصل؟ وہ کہے گا کہ کاش میں نے اپنی اس زندگی کے لئے کچھ پیشگی سامان کیا ہوتا! پھر اس دن اللہ جو عذاب دے گا ویسا عذاب دینے والا کوئی نہیں' اور اللہ جیسا باندھے گا ویسا باندھنے والا کوئی نہیں۔

(دوسری طرف ارشاد ہو گا) اے نفسِ مطمئن' چل اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو (اپنے انجام نیک سے) خوش (اور اپنے رب کے نزدیک) پسندیدہ ہے۔ شامل ہو جا میرے (نیک) بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنّت میں۔" (الفجر: 1-30)

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ کی آخری آیات میں اللہ تعالیٰ نے نیک فطرت انسان کو جن الفاظ میں خوشخبری دی ہے' ان میں عجیب سی لطافت ہے۔ ارشاد فرمایا:

يَآيَتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝
ارْجِعِيٓ إِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۝
فَادْخُلِي فِي عِبٰدِي ۝ وَادْخُلِي جَنَّتِي ۝

"اے اطمینان حاصل کر لینے والی جان اپنے پروردگار کی طرف لوٹ آ۔ اس عالم میں کہ تو اپنے پروردگار سے راضی ہے اور تیرا پروردگار تجھ سے راضی ہے۔ میرے بندوں میں داخل ہو جا۔ میری جنّت میں داخل ہو جا۔" (فجر:27-30)

نفس کے بارے میں اس سے قبل بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ اس کی تین کیفیّات ہیں:

1- نفسِ امّارہ: جیسا کہ سورۂ یوسف میں ہے:

وَمَآ أُبَرِّئُ نَفْسِيٓ ۚ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌۢ بِالسُّوٓءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيٓ ۚ

"میں اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہراتا کیونکہ یہ برائی پر ابھارتا ہے ماسوائے اس کے کہ میرا پروردگار رحم فرما دے۔" (یوسف:53)

اس نفسِ امّارہ میں حیوانیّت اور بہیمیّت کے تقاضے ہیں: زیادہ کھانا' زیادہ پینا' زیادہ سونا' زیادہ لذّت اٹھانا' خود غرضی کرنا' بس خود ہی کھاتے چلے جانا اور کسی دوسرے کی پروا نہ کرنا بلکہ اوروں کا حصّہ بھی کھاتے چلے جانا۔

2- نفسِ لوّامہ: یہ ملامت کرنے والا نفس یعنی ضمیر ہے' یہ انسانی روح کا تقاضا ہے جو فرشتوں کے قریب تر ہے جو نہ کھاتے ہیں نہ سوتے ہیں' نہ پیتے ہیں' صرف اللہ کی اطاعت کرتے ہیں' دوسروں کی خدمت کرتے ہیں اور دوسروں کے لئے جیتے ہیں۔

نفسِ امّارہ اور نفسِ لوّامہ کی مستقل لڑائی رہتی ہے۔ اب مطلوب یہ ہے کہ نفسِ امّارہ پر نفسِ لوّامہ قابو پا لے اور ان کی آپس میں صلح ہو جائے یعنی انسان کے ضمیر اور روح کو سوار بنا دیا جائے اور نفسِ امّارہ کو سدھا کر اس کے لئے سواری بنا دیا جائے' ایسی سواری جو مضبوط لیکن سدھائی ہوئی اور مطیع ہو اور جب ایسی صورت میں سوار سواری پر بیٹھ کر اپنی منزل کی طرف اطمینان کے ساتھ روانہ ہو جاتا ہے تو اس کو نفسِ مطمئنّہ کہتے ہیں۔ لیکن اس میں اتنی سی بات ہے کہ نفسِ لوّامہ نفسِ امّارہ کو سدھا لے اور اپنا مطیع و فرمانبردار بنا لے۔

Marfat.com

سورہ البلد(۹۰)

نام

پہلی آیت کا ایک لفظ علامتی نام قرار دیا گیا۔

زمانۂ نزول

زمانۂ نبوت کے دورِ اوّل میں یہ سورت نازل ہوئی۔

مضامین

انسان کو مختصراً یہ بتایا گیا کہ اس دنیا میں اس کی صحیح حیثیت کیا ہے۔ نیز یہ کہ نیک بختی و بد بختی کا فیصلہ انسان کے اپنے اعمال کی بنا پر ہو گا۔ اس کے لئے انسان کو راہِ ہدایت کی راہنمائی کر کے مختار بنایا کہ جس راہ کو چاہے' منتخب کر لے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی باور کرایا گیا کہ تمہارا اختیار عارضی اور وقتی ہے' تمہارا خالق زبردست طاقت والا ہے اور تمہارے ہر کام کی نگرانی کر رہا ہے۔

ایک غلط فہمی کے ازالے کے لئے فرمایا کہ فضیلت و عظمت کا معیار مال و دولت کی نمود اور شاہ خرچی کر کے لوگوں سے داد وصول کرنا نہیں ہے۔ اصل معیارِ فضیلت تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ البتہ دنیا میں ملنے والی سب نعمتوں کی بابت آخرت میں سوال کیا جائے گا۔

عقل و شعور جیسی نعمت کے بارے میں فرمایا کہ ہر شخص کو سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت سے نوازا گیا ہے اور حق و باطل کے امتیاز کے لئے آسمانی تعلیمات اور انبیاء کا سلسلہ بھی ہے۔ اس کے بعد جو انسان اپنے نفس پر جبر کر کے اخلاقی عظمت کے حصول کی کوشش کرے گا' اس کے لئے اللہ کی رضا ہے مگر انسانی جبلّت میں ایک کمزوری بھی ہے کہ وہ مشکلات کے ذریعے سے عظمت حاصل کرنے کی بجائے ذلت میں لڑھک جانے کو اختیار کر لیتا ہے۔

کامیابی کی راہ کے بارے میں صراحت کی کہ ریا اور نمود کو ترک کر کے یتیموں' مساکین اور غرباء پر اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرو۔ ایمان کی راہ میں آنے والی مصیبتوں پر صبر کرو گے تو رحمتِ الٰہی کے حقدار بنو گے اور اس کے خلاف اختیار کردہ راستے کا انجام دوزخ کی آگ ہے جہاں سے نکلنے کی کوئی راہ نہ ہو گی۔

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝
وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۝ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ۝
اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۝
يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۝ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗٓ اَحَدٌ ۝
اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۝
وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝ فَكُّ رَقَبَةٍ ۝
اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۝ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝
اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا
بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا هُمْ اَصْحٰبُ
الْمَشْئَمَةِ ۝ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ۝

"نہیں' میں قسم کھاتا ہوں اس شہر (مکہ) کی' اور حال یہ ہے کہ (اے نبیؐ) اس شہر میں تم کو حلال کر لیا گیا ہے' اور قسم کھاتا ہوں باپ (یعنی آدم علیہ السلام) کی اور اس اولاد کی جو اس سے پیدا ہوئی' درحقیقت ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے۔ کیا اس نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ اس پر کوئی قابو نہ پا سکے گا؟ کہتا ہے کہ میں نے ڈھیروں مال اڑا دیا۔ کیا وہ سمجھتا ہے کہ کسی نے اس کو نہیں دیکھا؟ کیا ہم نے اسے دو آنکھیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں دیئے؟ اور (نیکی اور بدی کے) دونوں نمایاں راستے اسے (نہیں) دکھا دیئے؟ مگر اس نے دشوار گزار گھاٹی سے گزرنے کی ہمت نہ کی۔ اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ دشوار گزار گھاٹی؟ کسی گردن کو غلامی سے چھڑانا' یا فاقے کے دن کسی قریبی یتیم یا خاک نشین مسکین کو کھانا کھلانا۔ پھر (اس کے ساتھ یہ کہ) آدمی ان لوگوں میں شامل ہو جو ایمان لائے اور جنہوں نے ایک دوسرے کو صبر اور (خلق خدا پر) رحم کی تلقین کی۔ یہ لوگ ہیں دائیں بازو والے۔ اور جنہوں نے ہماری آیات کو ماننے سے انکار کیا وہ بائیں بازو والے ہیں' ان پر آگ چھائی ہوگی۔" (البلد: 1-20)

Marfat.com

سورہ الشّمس (۹۱)

نام

پہلا لفظ ہی علامتی نام قرار دیا گیا ہے۔

زمانۂ نزول

زمانۂ نبوت کے آغاز میں نازل ہوئی۔

مضامین

سورۃ کے دو حصے ہیں:

الف۔ سورج کی چمک' چاند کی ٹھنڈک' دن کی روشنی' رات کی تاریکی' آسمان کی بلندی اور خوبصورتی اور زمین کی ہموار سطح اور جسم انسانی کے اعتدال کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ کو واضح فرما رہے ہیں۔ نیز یہ کہ اسی ذات نے انسانی فطرت کو نیکی و بدی کا شعور الہام کیا اور خیر و شر کے امتیاز کی صلاحیت بخشی۔ اب، صلاحیت اور عمل کے اختیار کے بعد اگر کوئی انسان برائی کو کچل دے اور نیکی کی راہ اپنا لے تو یہ اس کی کامیابی ہے اور اگر برائی پر اصرار کرے تو نقصان کا سودا ہے۔

ب۔ قوم ثمود کے ذکر میں رسول کی عظمت و اہمیت کو واضح کر کے فرمایا کہ نبی کی اطاعت ہی فلاح کی ضامن ہے۔ کسی انسان کا خود ساختہ فلسفۂ خیر و شر رضائے الٰہی کی بنیاد نہیں بن سکتا۔ اسی طرح اگر کوئی قوم نبی کی مخالفت پر کمر بستہ ہوتی ہے تو اس کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا جائے گا۔ اسی تذکرے میں سردارانِ قریش کو تنبیہہ کی گئی کہ جو قوم قوم ثمود کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے گی' اس کو بھی نابود کر دیا جائے گا۔

Marfat.com

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا ۝
وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ۝ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ۝ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰهَا ۝
وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ۝
قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝
كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰهَآ ۝ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰهَا ۝
فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۝
فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۚ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝
وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝

"سورج اور اس کی دھوپ کی قسم' اور چاند کی قسم جب کہ وہ اس کے پیچھے آتا ہے' اور دن کی قسم جب کہ وہ (سورج کو) نمایاں کر دیتا ہے' اور رات کی قسم جبکہ وہ (سورج کو) ڈھانک لیتی ہے' اور آسمان کی اور اس ذات کی قسم جس نے اسے قائم کیا' اور زمین کی اور اس ذات کی قسم جس نے اسے بچھایا' اور نفس انسانی کی اور اس ذات کی قسم جس نے اسے ہموار کیا پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اس پر الہام کر دی' یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اس کو دبا دیا۔

ثمود نے اپنی سرکشی کی بنا پر جھٹلایا۔ جب اس قوم کا سب سے زیادہ شقی آدمی بپھر کر اٹھا تو اللہ کے رسول نے ان لوگوں سے کہا کہ خبردار! اللہ کی اونٹنی کو (ہاتھ نہ لگانا) اور اس کے پانی پینے (میں مانع نہ ہونا)۔ مگر انہوں نے اس بات کو جھوٹا قرار دیا اور اونٹنی کو مار ڈالا۔ آخر کار ان کے گناہ کی پاداش میں ان کے رب نے ان پر ایسی آفت توڑی کہ ایک ساتھ سب کو پیوند خاک کر دیا' اور اسے (اپنے اس فعل کے) کسی برے نتیجے کا کوئی خوف نہیں ہے۔"

(الشمس:1-15)

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس سورۃ میں ایک سوال کا بہت ہی خوبصورت جواب عنایت ہوا۔ ارشاد ہے:

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ○ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ○ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ○

"پھر اس کو بدکاری سے بچنے اور نیکی کرنے کی سمجھ دی۔ جس نے نفس و روح کو پاک رکھا' وہ مراد کو پہنچا اور جس نے اسے خاک میں ملایا' وہ خسارے میں رہا۔" (الشمس:8-10)

گویا انسانی جبلّت میں نیکی اور بدی کی پہچان اور ان کے خیر و شر کے انجام کے فہم و ادراک کی صلاحیت ودیعت کی گئی ہے۔ اب انسان کی ذات پر موقوف ہے کہ وہ بدی کی راہ چل کر انجامِ بد کو دیکھے یا نیکی کی راہ پر چل کر اس خوشخبری کا حقدار بنے جس کا وعدہ قرآنِ مجید میں جگہ جگہ کیا گیا۔

سورہ اللّیل (۹۲)

نام

پہلا لفظ علامتی نام ہے۔

زمانۂ نزول

زمانۂ نبوت کے دورِ اوّل میں نازل ہوئی۔

مضامین

سورۃُ الشّمس کے مضامین کی ایک جھلک اس سورۃ میں بھی نظر آتی ہے۔

سورۃ کا آغاز رات کی تاریکی' دن کے اجالے اور مخلوقات کی مختلف انواع کی تذکیرو تانیث کے ذکر کے ساتھ ہے۔ یعنی جس طرح رات دن میں اختلاف ہے' اسی طرح انسانی زندگی اپنے عمل و کردار کے اعتبار سے دو مختلف زاویوں میں منقسم ہے۔

کردار کے پہلے رخ کا ذکر ہوا کہ انسان مال و دولت کو اللہ تعالیٰ کی نعمت سمجھ کر اس کی رضا کے لئے خرچ کرے۔ اس کے دل میں اللہ کا خوف ہو' نیکی اور خیر کی راہ کو سمجھنے اور اس راہ پر چلنے والوں کی معاونت کرے۔ ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ خیر کی راہ پر چلنا آسان کردیتے ہیں۔ انسانی کردار کا دوسرا رخ یہ بیان کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی مخالفت پر کمربستہ ہو۔ ہر خیر کے کام میں رکاوٹ پیدا کرے تو ایسے لوگوں کا انجام پہلے طبقے کے لوگوں سے بالکل مختلف ہو گا۔ ایسے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ شر اور تباہی کا راستہ آسان فرمادیتے ہیں۔

انسانوں کی مجموعی کیفیّت کا ذکر ہے کہ یہ مال و دولت کے معاملے میں حریص ہیں۔ اس مال کے حصول کے لئے اپنی جان تک کی پروا نہیں کرتے۔ حالانکہ اگر بغور دیکھا جائے تو یہ واضح ہو جائے گا کہ انسان کو قبر میں خالی ہاتھ ہی جانا ہے اور اس وقت دنیا کی یہ دولت قطعاً کسی کام نہ آئے گی۔

ب۔ اسی سورت میں دوسرا مضمون یہ بیان کیا گیا ہے کہ دنیا کی زندگی دراصل ایک امتحان ہے۔ اس مقصد کے لئے انسان کو پیدائشی طور پر عقل و شعور سے بہرہ ور کیا گیا اور پھر اس کی مزید راہنمائی کے لئے آسمانی تعلیمات اور انبیاء کا سلسلہ جاری فرمایا تاکہ یہ انسان اپنی منزل کے لئے صحیح راہ کا تعین کرلے۔ نیز یہ کہ دنیا و آخرت دونوں کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ سے جو چیز طلب کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کو وہی عطا فرمادیتے ہیں۔ البتہ اس کی تعلیمات

Marfat.com

اور اس کے بھیجے ہوئے انبیاء کو جھٹلانے والوں کے لئے شعلہ مارتی اور بھڑکنے والی آگ ہے اور اس آگ سے ایماندار' خدا ترس اور مال کو بے غرض اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والا بچ جائے گا۔

ان آخری آیات کے بارے میں مفسّرین کی یہ رائے ہے کہ یہ آیات سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تعریف میں نازل ہوئیں اور قرآنِ کریم نے آپ کو "الاتقیٰ" کے لقب سے مُلقّب کیا۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر اس قدر نعمتیں اتاریں گے کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

Marfat.com

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۙ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۙ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۙ
اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ؕ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۙ
وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۙ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۚ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۙ
وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۙ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ؕ
وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ؕ
اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ؕ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ۙ
فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ۚ لَا يَصْلٰىهَاۤ اِلَّا الْاَشْقَى ۙ
الَّذِيْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ؕ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ۙ
الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۚ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰۤى ۙ
اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ۚ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ۙ

"قسم ہے رات کی جبکہ وہ چھا جائے' اور دن کی جبکہ وہ روشن ہو' اور اس ذات کی جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا' درحقیقت تم لوگوں کی کوششیں مختلف قسم کی ہیں۔ تو جس نے (راہِ خدا میں) مال دیا اور (خدا کی نافرمانی سے) پرہیز کیا' اور بھلائی کو سچ مانا' اس کو ہم آسان راستے کے لئے سہولت دیں گے۔ اور جس نے بخل کیا اور (اپنے خدا سے) بے نیازی برتی اور بھلائی کو جھٹلایا' اس کو ہم سخت راستے کے لئے سہولت دیں گے۔ اور اس کا مال آخر اس کے کس کام آئے گا جبکہ وہ ہلاک ہو جائے؟ بے شک راستہ بتانا ہمارے ذمہ ہے' اور درحقیقت آخرت اور دنیا' دونوں کے ہم ہی مالک ہیں۔ پس میں نے تم کو خبردار کر دیا ہے بھڑکتی ہوئی آگ سے۔ اس میں نہیں جھلسے گا مگر وہ انتہائی بدبخت جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا۔ اور اس سے دور رکھا جائے گا وہ نہایت پرہیزگار جو پاکیزہ ہونے کی خاطر اپنا مال دیتا ہے۔ اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہے جس کا بدلہ اسے دینا ہو۔ وہ تو صرف اپنے رب برتر کی رضاجوئی کے لئے یہ کام کرتا ہے۔ اور ضرور وہ (اس سے) خوش ہو گا۔ (اللیل: 1-21)

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃُ اللّیل کا ترجمہ مستقل خود وضاحتی مضمون ہے کہ اگر ہم نیکی و تقویٰ ایمان اور خیرات کا راستہ اختیار کر لیں، تو اللہ تعالیٰ اس راستے کو ہمارے لئے آسان فرما دیتے ہیں۔ اور اگر ہم برائی کا راستہ اختیار کر لیں، یعنی اللہ کی راہ سے روگردانی کا، بخل اور ایمان سے ہٹنے کا راستہ، تو یہی راستہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے آسان کر دیتے ہیں۔ یعنی راستہ اختیار کرنا، اس کو چننا اور اس کے لئے ابتدائی طور پر ہمت کرنا ہمارا کام ہے۔ اس کی توفیق دینا اس کے لئے سہولت بہم پہنچانا اور اس راستے کو آسان کرتے چلے جانا اللہ تبارک و تعالیٰ کا کام ہے۔ اس لئے فرمایا کہ:

كَلًّا نُمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَ هٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ

"جو ادھر جانا چاہے ہم ادھر کی سہولت دیتے ہیں اور جو ادھر آنا چاہے ہم ادھر کی سہولت دیتے ہیں۔ یہ تمہارے پروردگار کی عطا ہے۔"

کمرۂ امتحان میں یہی تو ہوتا ہے۔ طالب علم جو چاہے، لکھتا جائے، کاغذ پہ کاغذ لیتا چلا جائے، کوئی نہیں روکے گا کہ تم سوال کا غلط جواب کیوں لکھ رہے ہو؟ غلط لکھتا ہے تو پھر بھی اس کو کاغذ، قلم، وقت حتیٰ کہ تمام سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔ اسی طرح دنیا دارُالامتحان ہے جہاں ہر شخص کو عمل کے سلسلے میں آزادی ہے لیکن حشر کے میدان میں اس کا محاسبہ ہوگا۔ پھر پتا چلے گا کہ دنیا میں کس نے کیا کمایا؟

Marfat.com

سورہ الضُّحٰی (۹۳)

نام

پہلا لفظ علامتی نام قرار دیا گیا۔

زمانۂ نزول

مکی زندگی کے بالکل ابتدائی دور میں نازل ہوئی۔

مضامین

پہلی وحی کے بعد نزولِ وحی کا سلسلہ کچھ عرصہ تک رکا رہا۔ جس کے باعث آپ کو شدید کوفت اور اذیت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس سلسلے میں دن کے اُجالے اور رات کی تاریکی کی قسم کھا کر آپ کو خوشخبری سنائی گئی کہ یہ مشقت اور کوفت مستقل نہیں بلکہ عارضی ہے۔ یعنی جس طرح رات کی تاریکی کے بعد دن کا اجالا آکر رہتا ہے' بالکل اسی طرح وحی کے رُکنے اور اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی میں کمی آنے کے بعد اس کا انتہائی قرب' اور کثرتِ وحی کا حصول ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو اس قدر انعامات سے نوازے گا کہ آپ مطمئن ہو جائیں گے بلکہ آپ کا ہر آنے والا لمحہ پہلے سے کہیں بہتر ہو گا۔ قرآنِ کریم کی یہ خوشخبری بعد کے ادوار میں حرف بحرف پوری ہوئی۔

آپ کی مزید تسلّی کے لئے فرمایا کہ ہم نے اس سے قبل آپ پر مسلسل مہربانیاں اور عنایات کی ہیں۔ آپ کی تربیت و پرورش کے لئے بہترین اور سازگار ماحول' راہ ہدایت کی راہنمائی اور اس کے علاوہ بھی ہر طرح مال و دولت سے آپ کو نوازا گیا ہے۔ ان انعامات کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کے شکریے کے طور پر آپ بھی اللہ کی مخلوق کے ساتھ اسی طرح کا ہمدردانہ اور فیاضانہ سلوک کریں۔ کیونکہ شکریے کی ادائیگی کا یہی طریق سب سے عُمدہ اور پسندیدہ ہے۔

Marfat.com

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالضُّحٰى ۝ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝
وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝
اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝
وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝
وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝
وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝

"قسم ہے روزِ روشن کی اور رات کی جبکہ وہ سکون کے ساتھ طاری ہو جائے' (اے نبیؐ) تمہارے رب نے تم کو ہرگز نہیں چھوڑا اور نہ وہ ناراض ہوا۔ اور یقیناً تمہارے لئے بعد کا دور پہلے دور سے بہتر ہے' اور عنقریب تمہارا رب تم کو اتنا دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔ کیا اس نے تم کو یتیم نہیں پایا اور پھر ٹھکانا فراہم کیا؟ اور تمہیں ناواقف راہ پایا اور پھر ہدایت بخشی۔ اور تمہیں نادار پایا اور پھر مالدار کر دیا۔ لہٰذا یتیم پر سختی نہ کرو' اور سائل کو نہ جھڑکو' اور اپنے رب کی نعمت کا اظہار کرو۔" (الضحیٰ: 1-11)

Marfat.com

سورہ الم نشرح (۹۴)

نام

پہلی آیت سے اس سورۃ کا نام اخذ کیا گیا ہے۔

زمانۂ نزول

مکّہ مکرمہ میں اس سورۃ کا نزول ہوا۔

مضامین

پہلی سورۃ کی طرح یہ سورۃ بھی نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلّی دلانے کے لئے نازل ہوئی۔ کیونکہ دعوائے نبوّت سے قبل مکّہ مکرمہ کا سارا معاشرہ آپ کی تعریف و توصیف کیا کرتا تھا مگر اعلانِ نبوّت کے ساتھ ہی یہ لوگ آپ کی جان کے درپے ہو گئے۔ ایسے حالات میں آپؐ کو تسلی دی گئی تاکہ آپ دل گرفتہ نہ ہوں۔ تسلی کے لئے آپؐ پر کئے گئے تین انعامات کا بھی ذکر کیا۔

الف۔ شرحِ صدر۔

ب۔ اس بوجھ کو ہٹانا جو آپؐ کی کمر توڑے دے رہا تھا۔

ج۔ آپؐ کے ذکر کی بلندی۔

ان تین نعمتوں کے ذکر کے بعد فرمایا کہ یہ سختی و پریشانی کا دور طویل نہیں بلکہ مشقّت کا عرصہ بہت جلد ختم ہونے اور آسانی و فراخی کا دور جلد شروع ہونے والا ہے۔ اس دور کے لئے خصوصی اعمال کی تلقین فرمائی کہ فراغت کے اوقات میں عبادت کی کثرت کریں کیونکہ رب کے ساتھ لو لگانے کا یہی طریق خوب تر اور پریشانیوں سے نجات کا ذریعہ بھی ہے۔

Marfat.com

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝
الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝
فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝
فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝
وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝

"(اے نبیؐ) کیا ہم نے تمہارا سینہ تمہارے لئے کھول نہیں دیا؟ اور تم پر سے وہ بھاری بوجھ اتار دیا جو تمہاری کمر توڑے ڈال رہا تھا۔ اور تمہاری خاطر تمہارے ذکر کا آوازہ بلند کر دیا۔ پس حقیقت یہ ہے کہ تنگی کے ساتھ فراخی بھی ہے۔ بے شک تنگی کے ساتھ فراخی بھی ہے۔ لہٰذا جب تم فارغ ہو تو عبادت کی مشقت میں لگ جاؤ اور اپنے رب ہی کی طرف راغب ہو۔" (الم نشرح: 1-8)

سورہ التّین (۹۵)

نام

پہلا لفظ اس سورۃ کا نام ہے۔

زمانۂ نزول

مکّی زندگی میں اس سورۃ کا نزول ہوا۔

مضامین

اس مختصر سورت میں انسانوں کو ملنے والی جزا و سزا کا ذکر ہے۔ اللہ ربُّ العزت نے مختلف متعارف چیزوں کی قسم کھا کر انسان کی عظمت تاکیداً بیان فرمائی اور فرمایا کہ ہم نے اس کو بہترین اور معتدل طریق پر پیدا کیا ہے۔

نیز یہ کہ اس ذات نے انسانی فطرت کو نیکی و بدی کا شعور الہام کیا اور خیر و شر کے امتیاز کی صلاحیت بخشی۔ اب صلاحیت اور عمل کے اختیار کے بعد اگر کوئی انسان برائی کو کچل دے اور نیکی کی راہ اپنا لے تو یہ اس کی کامیابی ہے اور اگر برائی پر اصرار کرے تو نقصان کا سودا ہے۔

ب۔ قومِ ثمود کے ذکر میں رسول کی عظمت و اہمیّت کو واضح کر کے فرمایا کہ نبی کی اطاعت ہی فلاح کی ضامن ہے۔ کسی انسان کا خود ساختہ فلسفۂ خیر و شر رضائے الٰہی کی بنیاد نہیں بن سکتا۔ اسی طرح اگر کوئی قوم نبی کی مخالفت پر کمر بستہ ہوتی ہے تو اس کو حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا جائے گا۔ اسی تذکرے میں سردارانِ قُریش کو تنبیہہ کی گئی کہ جو قوم قومِ ثمود کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے گی' اس کو بھی نابود کر دیا جائے گا۔

Marfat.com

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۙ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۙ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۙ
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۖ
ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِيْنَ ۙ
اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۭ
فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۭ
اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝

"قسم ہے انجیر (کے درخت) کی اور زیتون (کے درخت) کی اور طورِ سینین کی اور اس امن والے شہر (یعنی مکہ معظمہ) کی کہ ہم نے انسان کو بہت خوبصورت سانچے میں ڈھالا ہے۔ پھر (ان میں جو بوڑھا ہو جاتا ہے) ہم اس کو پستی کی حالت والوں سے بھی پست تر کر دیتے ہیں لیکن جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے تو ان کے لیے اس قدر ثواب ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوگا۔ پھر کون سی چیز تم کو قیامت کے بارے میں منکر بنا رہی ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑھ کر حاکم نہیں ہے؟"

(التین:1-8)

انسان کو اللہ تعالیٰ نے حسین ترین انداز میں پیدا فرمایا اور پھر اس میں اپنی روح میں سے کچھ پھونک دیا۔

؎ اک حسن کا دریا ہے، اک نور کا طوفاں ہے
اس پیکرِ خاکی میں یہ کون خراماں ہے
روح ہے اک نغمۂ ساز الست
جسم خاکی پردۂ آواز ہے

سورہ العلق(۹۶)

نام

سورۃ کے ایک لفظ "العلق" کو علامتی نام قرار دیا گیا۔

زمانۂ نزول

یہ سورۃ دو الگ الگ حصوں میں مکّی دور میں مختلف اوقات میں نازل ہوئی۔

مضامین

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منصبِ نبوّت پر فائز ہونے سے قبل سچّے خواب دکھائی دیتے تھے۔ آپ جو چیز خواب میں دیکھتے گویا دن کے اُجالے میں دیکھ رہے ہیں۔ غارِ حرا میں عبادت کے لئے کئی کئی روز تنہائی اور خلوت میں گزارتے۔ کھانے پینے کا سامان اور اشیاء ضرورت گھر سے لے جاتے۔ جب سامان ختم ہو جاتا تو آپ گھر تشریف لے آتے۔ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا دوبارہ آپ کے لئے سامان تیار کرتیں۔ حسبِ معمول آپؐ غار میں تشریف فرما تھے کہ حضرت جبریلؑ نمودار ہوئے اور اس سورۃ کے ابتدائی الفاظ کہے۔

اِقْرَاء!(پڑھئے) آپ نے جواباً فرمایا کہ **مَا اَنَا بِقَارِئٍ** (میں پڑھا ہوا نہیں ہوں) فرشتے نے تین مرتبہ یہی کہا۔ آپ نے اسی جواب کو دہرایا۔ تیسری مرتبہ فرشتے نے آپ کو سینے سے لگا کر دبایا' یہاں تک کہ آپ کی قُوّتِ برداشت جواب دینے لگی۔ فرشتے نے آپ کو چھوڑا اور پھر پڑھنے کے لئے کہا اور پہلی پانچ آیات آپؐ کو سنائیں۔

اس واقعے کے بعد آپ کانپتے ہوئے گھر پہنچے اور سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ مجھے (کمبل) اوڑھا دو۔ آپ کو کمبل اوڑھا دیا گیا۔ جب افاقہ ہوا تو آپ نے ساری کیفیت اپنی بیوی کے سامنے بیان کر دی۔ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو لے کر اپنے چچازاد ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں۔ وہ انجیل کے عالم تھے اور خود بھی اس کی کتابت کیا کرتے تھے۔ ورقہ نے سارا واقعہ سن کر کہا کہ یہ وہی ناموس (فرشتہ) ہے جو اس سے قبل موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا۔ پھر کہا کہ کاش! میں طاقت ور اور جوان ہوتا اور اس وقت زندہ ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو شہر سے نکال دے گی۔ مزید یہ کہا کہ پہلے قومیں بھی اپنے نبیوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا کرتی تھیں۔ اس کے کچھ ہی عرصے بعد ورقہ انتقال کر گئے۔

Marfat.com

اس واقعے سے یہ بات عیاں ہو گئی کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے قبل اس بات کا وہم و خیال بھی نہ تھا کہ آپؐ کو اس قدر بلند ترین منصب عطا کیا جائے گا۔ اسی لئے آپؐ پر گھبراہٹ طاری ہوئی۔ یہاں یہ بات ذہن میں رہنی چاہئے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوائے نبوّت کے بعد اہلِ مکّہ نے آپؐ پر بہت سے اعتراضات کیے مگر یہ بات کوئی شخص بھی نہ کہہ سکا کہ ہم تو پہلے سے ہی اس شک میں تھے کہ آپؐ کوئی دعویٰ کرنے والے ہیں اور نبی بننے کی اتنے عرصے سے تیاریاں کر رہے ہیں۔

مزید برآں ورقہ بن نوفل نے آپؐ کی نبوّت پر اتنی جلدی گواہی اس لئے بھی دے دی کہ وہ آپؐ کو ایک مُدّت سے جانتا تھا۔ آپ کے بچپن، جوانی اور پھر آپ کی راستبازی اور امانت سے اچھی طرح واقف تھا۔

آپ کے اخلاقِ عالیہ سے سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اس قدر متاثر تھیں کہ اس واقعے کے سنتے ہی کہنے لگیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز ضائع نہ کرے گا اور آپؐ کے ان اوصاف کا ذکر کیا جن کا مشاہدہ وہ کئی برس سے کر رہی تھیں۔

اب سورۃ کے دوسرے حصّے کے بارے میں ایک دو روایات ملاحظہ فرمائیں تاکہ سورۃ کا مضمون مکمل اور واضح ہو جائے۔

امام ترمذیؒ نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت نقل کی ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ مقامِ ابراہیم پر عبادت کر رہے تھے۔ ابو جہل نے دیکھا تو کہا کہ اے محمدؐ! میں نے تمہیں اس بات سے منع کیا تھا۔ اور پھر آپ کو دھمکیاں دیں۔ آپؐ نے ابو جہل کو جھڑکنے کے انداز میں جواب دیا تو اس نے کہا کہ اس وادی میں میرے خیر خواہ اور حمایت کرنے والے سب سے زیادہ ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ابو جہل نے آپؐ کو نماز پڑھتے دیکھا تو آپؐ کی گردن پر پاؤں رکھنے کے لئے آگے بڑھا مگر ایک دم الٹے پاؤں پلٹا اور پھر اس نے کہا کہ میرے اور ان کے درمیان آگ کی ایک ہولناک خندق تھی۔ ابو جہل کی اسی سرکشی پر تنبیہہ کے لئے ان آیات کا نزول ہوا۔

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ
اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ
عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی ۙ
اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی ؕ اِنَّ اِلٰی رَبِّكَ الرُّجْعٰی ۙ
اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی ۙ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ؕ
اَرَءَیْتَ اِنْ كَانَ عَلَی الْهُدٰۤی ۙ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی ؕ
اَرَءَیْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰی ؕ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی ؕ
كَلَّا لَىِٕنْ لَّمْ یَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِ ۙ
نَاصِیَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۚ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ ۙ
سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ ۙ كَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۩

"پڑھو (اے نبیؐ) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا' جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھو' اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا۔ انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا۔ ہرگز نہیں' انسان سرکشی کرتا ہے اس بنا پر کہ وہ اپنے آپ کو بے نیاز دیکھتا ہے (حالانکہ) پلٹنا یقیناً تیرے رب ہی کی طرف ہے۔ تم نے دیکھا اس شخص کو جو ایک بندے کو منع کرتا ہے جبکہ وہ نماز پڑھتا ہو؟ تمہارا کیا خیال ہے اگر (وہ بندہ) راہِ راست پر ہو یا پرہیزگاری کی تلقین کرتا ہو؟ تمہارا کیا خیال ہے اگر (یہ منع کرنے والا شخص حق کو) جھٹلاتا اور منہ موڑتا ہو؟ کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے؟ ہرگز نہیں' اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے' اس پیشانی کو جو جھوٹی اور سخت خطاکار ہے۔ وہ بلا لے اپنے حامیوں کی ٹولی کو' ہم بھی عذاب کے فرشتوں کو بلا لیں گے۔ ہرگز نہیں' اس کی بات نہ مانو اور سجدہ کرو اور (اپنے رب کا) قُرب حاصل کرو۔" (العلق: 1-19)

Marfat.com

تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ قرآنِ مجید کی وہ آیات ہیں جو سب سے پہلے نازل ہوئیں۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۚ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۚ
اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ
عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ؕ

"پڑھو (اے نبی! صلی اللہ علیہ وسلم) پڑھو اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے انسان کو جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھو! اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا' انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا۔" (العلق: 1-5)

ذرا غور فرمایئے کہ پورے جزیرۃُ العرب میں بمشکل ڈیڑھ درجن کے قریب لوگ ایسے تھے جو پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔ وہاں سب سے پہلے اِقْرَاْ کے لفظ سے یہ وحی نازل ہوئی اور اس پہلی وحی میں پانچ مرتبہ پڑھنے اور لکھنے کا ذکر آیا ہے۔ اسلام دینِ فطرت ہے' قرأت اور تلاوت کا دین ہے اور پھر دیکھئے پہلے ہی دن یہ بتا دیا کہ انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ یعنی پہلے ہی دن سے سائنس پڑھانا شروع کر دی۔ کیونکہ دین بغیر سائنس کے نہیں آتا اور سائنس بغیر دین کے اندھی ہے۔ ان دونوں کو ملائیں تو العلم بنتا ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْاَدْیَانِ وَعِلْمُ الْاَبْدَانِ

علم دو طرح کے ہیں:

ادیان کا علم (Normative Sciences) اور ابدان کا علم (Physical Sciences)

یعنی ادیان اور ابدان کے علم کو جب ملایا جاتا ہے تو العلم (The knowledge) بن جاتا ہے اور ذرا غور کریں تو قرآنِ مجید کی پہلی پانچ نازل شدہ آیات کے اندر قرأت' کتابت اور تخلیقِ انسانی کا ذکر موجود ہے اور آج ہم ہیں کہ علم سے اتنا ہی دور ہیں جس قدر ہمیں علم کے حصول کی زیادہ تاکید کی گئی۔ آج اس مہذب معاشرے میں اگر سب سے کم تر شرح خواندگی دنیا کے کسی خِطّہ میں ہے تو وہ مسلم آبادی کا خطہ ہے۔

وحی غیر متلو کا ایک ثبوت

اس سورت میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کا ذکر بھی ہے جبکہ قرآنِ مجید میں اور خصوصاً

Marfat.com

نزولِ وحی کے ایسے ابتدائی دور میں کسی بھی جگہ قرآنِ مجید میں نماز پڑھنے کا طریقہ بیان نہیں کیا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وحیِ ربانی صرف قرآنِ مجید کے الفاظ تک ہی محدود نہ تھی بلکہ اس کے علاوہ بھی اور کئی طریقوں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے تعلیمات حاصل ہوتی رہتی تھیں۔ یہ وحی غیر متلو کا کھلا ثبوت ہے۔

بے خدا تعلیم خطرناک ہے

یہاں پر ایک اور اہم بات کی طرف اشارہ ہے اور وہ یہ ہے کہ مجرد علم' اگر اس کا تعلّق "پیدا کرنے والے پروردگار کے نام کے ساتھ" نہ ہو' تو یہ علم انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔ آخر جن لوگوں نے نشہ آور چیزوں کی ایجاد کی' وہ جاہل تو نہ تھے۔ مثلاً جس شخص نے ہیروئن ایجاد کی' وہ اچھا بھلا سائنسدان تھا مگر انسانیت کا بدترین شخص! معلوم ہوا کہ علم اسی وقت ہی مفید ہوتا ہے جب اس کا رشتہ اللہ کے نام سے جڑ جائے۔

Marfat.com

سورہ القدر(۹۷)

نام

پہلی آیت کا ایک لفظ علامتی نام قرار دیا گیا۔

زمانۂ نزول

یہ سورۃ مکّہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

مضامین

اس سورۃ میں قرآنِ کریم کی عظمت اور اس رات کی عظمت کا ذکر ہے جس رات میں قرآنِ مجید نازل ہوا۔ القدر کا معنی ہے عزّت و منزلت اور برکت۔

قرآنِ مجید کے بارے میں فرمایا کہ ہم نے یہ قرآن اس رات میں نازل کیا جس کی قدر و منزلت ہمارے ہاں ہزار راتوں سے زیادہ ہے کیونکہ اس رات میں ایک ایسی کتاب اتارنے کا فیصلہ کیا گیا جو خود خالقِ کائنات کا کلام ہے۔ اس قرآن کی وجہ سے ہم ان سارے لوگوں کو جو اس پر عمل پیرا ہوں گے' عزّت و منزلت کے مناصب عطا کریں گے۔ نیز یہ کہ یہ کتاب اس قدر فضیلت اور برکت والی ہے کہ اس کے ذریعے سے ہم عرب بلکہ ساری کائنات کے نظام کو یکسر بدل دیں گے۔ اس سورۃ میں اہلِ مکّہ کو لطیف انداز میں تنبیہہ کی گئی کہ تم جس قرآن کو اپنے لئے مصیبت اور آفت سمجھ رہے ہو' یہ قرآن بجائے خود ایک رحمت ہے بلکہ اس پر عمل کرنے والے دنیا و آخرت میں ہر مصیبت و آفت سے نجات پا جائیں گے۔ اس رات میں آپ کے رب کے حکم سے سلامتی اور خیر صبح صادق تک نازل ہوتی رہتی ہے۔ اس رات ہر قسم کی شر اور آفت کو روک دیا جاتا ہے۔

اسی رات کے بارے میں سورت دُخان میں یوں کہا گیا کہ یہ وہ رات ہے جس میں تقدیروں کے فیصلے کر دیئے جاتے ہیں۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ تقدیروں کے فیصلوں کو قرآنِ مجید کے نزول سے بلکہ قرآنِ مجید پر ایمان لانے اور اسے اپنانے سے گہرا تعلق ہے۔ یہی بات حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں ارشاد فرمائی:

اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَامًا وَیَضَعُ بِہٖ آخَرِیْنَ

"اللہ تعالیٰ اس کتاب کو (اپنانے) کی وجہ سے قوموں کو رفعت عطا فرماتے ہیں اور اس کتاب (کو چھوڑنے) کی وجہ سے دوسری قوموں کو ذلّت کا مزہ چکھا دیتے ہیں۔" (مسلم)

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝
لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝
تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝
سَلٰمٌ ۛ هِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

"ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں نازل کیا ہے۔ اور تم کیا جانو کہ شبِ قدر کیا ہے؟ شبِ قدر ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔ فرشتے اور روح اس میں اپنے رب کے اذن سے ہر حکم لے کر اترتے ہیں۔ وہ رات سراسر سلامتی ہے طلوع فجر تک۔" (القدر: 1-5)

احادیث کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ لیلۃُ القدر رمضان شریف کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی رات ہوتی ہے۔ بعض روایات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ رات ستائیسویں رمضان کی رات ہے۔

بعض روایات میں لیلۃُ القدر کی مختلف نشانیوں کا ذکر کیا گیا ہے مگر اصل بات یہ ہے کہ اس رات کی تلاش میں ہی لطف ہے۔ اسی لئے اس عشرہ میں اعتکاف بیٹھنا انتہائی مفید عبادت قرار دیا گیا ہے تاکہ ہر رات میں شبِ قدر کا لطف لیا جا سکے۔

؎ اے خواجہ چہ پرسی ز شبِ قدر نشانی
ہر شب شبِ قدر است اگر قدر بدانی

سورہ البیّنہ(۹۸)

نام

پہلی آیت کا ایک لفظ نام قرار دیا گیا۔

زمانۂ نزول

جمہور مفسّرین کا قول ہے کہ یہ سورۃ مدنی زندگی میں نازل ہوئی۔

مضامین

سورۃ کا ابتدائیہ رسالت کی اہمیّت و فلسفہ کے بیان میں ہے کہ جب اہلِ دنیا جہالت و گمراہی کی تاریکیوں میں ڈوب جائیں تو ان کو اس ذلت و تاریکی سے نکالنے کے لئے لازم ہے کہ کتابِ ہدایت کے ساتھ ایسا رسول بھی آئے جو عملی طور پر اس کتاب کے احکام پر عمل پیرا ہو اور اس کتاب کے اصل احکام کی عملی تعبیر سے لوگوں کو آگاہ کرے۔

اللہ تعالیٰ انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے انبیاء مبعوث کرتے ہیں۔ لیکن انسان سب حقائق دیکھ اور سوچ کر بھی گمراہی کی راہ پر چل نکلتا ہے اور آخرت کے عذاب کی صورت میں اس کا انجام اس کے سامنے آجاتا ہے جس کی ذمہ داری خود اسی انسان پر عائد ہوتی ہے۔ ان کے مقابل ایک دوسرا طبقہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ تعلیمات پر کماحقہٗ عمل پیرا ہوتا ہے اور عبادت و طاعت کے وہی انداز اپناتا ہے جو خالص اللہ کی جانب راغب کرنے والے ہوتے ہیں۔ وہ انسان اللہ کے علاوہ کسی اور مخلوق کی بندگی و عبادت کا شائبہ تک بھی پیدا نہیں ہونے دیتا۔ لیکن انبیاء کی لائی ہوئی ان واضح تعلیمات کے باوجود کچھ لوگ دین میں از خود' خود ساختہ رسومات و اعمال کا اضافہ کر لیتے ہیں جو اخروی زندگی میں خسران و ہلاکت کا باعث ہے۔ اس لئے نبی آخرُالزّمان علیہ السلام نے جو دین تمہارے سامنے پیش کیا ہے' جو شخص بھی ایمان کی سلامتی کے ساتھ اس کو اپنائے گا' وہ ہمیشہ کے لئے باغات (جنّت) اور نعمتوں کا حقدار بن جائے گا۔ نیز اللہ کی رضا اس شخص کے لئے لازم ہو جائے گی اور یہ شخص بھی اپنے رب سے راضی ہو جائے گا۔

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ
حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۙ ۝
رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۙ ۝ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ؕ ۝
وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝
وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا
الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۝
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝
جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ
ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۝

"اہلِ کتاب اور مشرکین میں سے جو لوگ کافر تھے' (وہ اپنے کفر سے) باز آنے والے نہ تھے جب تک کہ ان کے پاس دلیل روشن نہ آجائے۔ (یعنی) اللہ کی طرف سے ایک رسول جو پاک صحیفے پڑھ کر سنائے جن میں بالکل راست اور درست تحریریں لکھی ہوئی ہوں۔ پہلے جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی ان میں تفرقہ برپا نہیں ہوا مگر اس کے بعد کہ ان کے پاس (راہِ راست کا) بیان واضح آچکا تھا۔ اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں' اپنے دین کو اس کے لئے خالص کر کے' بالکل یک سو ہو کر' نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں۔ یہی نہایت صحیح درست دین ہے۔ اہلِ کتاب اور مشرکین میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ یقیناً جہنّم کی آگ میں جائیں گے اور ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ یہ لوگ بدترین خلائق ہیں۔ جو لوگ ایمان لے آئے اور جنہوں نے نیک عمل کیے' وہ یقیناً بہترین خلائق ہیں۔ ان کی جزا ان کے رب کے ہاں دائمی قیام کی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی' وہ ان میں ہمیشہ رہیں

Marfat.com

گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہ کچھ ہے اس شخص کے لئے جس نے اپنے رب کا خوف کیا ہو۔" (البینہ 1-8)

تفسیر

اہلِ کتاب اور مشرک الگ الگ ہیں

سورت کی پہلی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآنِ مجید میں اہلِ کتاب اور مشرکین کو دو الگ الگ گروہ قرار دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اہلِ کتاب اصل دین توحید ہی کو مانتے تھے اور پھر اعمالِ شرک بھی کرتے تھے۔ ان کے برعکس غیر اہلِ کتاب (مشرکین) اصل دین شرک ہی کو قرار دیتے تھے اور منکرِ توحید یہی تھے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول ماننے سے انکار کُفر ہے

آیت کے الفاظ "اہلِ کتاب میں سے جن لوگوں نے کفر کیا۔" اس بات کی واضح دلالت کرتے ہیں کہ رسالتِ محمدیہ سے انکار اصل کفر ہے کیونکہ اہلِ کتاب کا کفر صرف حضور کی نبوت سے انکار تھا۔ وہ لوگ اللہ کی ذات (توحید) اور آخرت وغیرہ پر تو ایمان رکھتے تھے۔

Marfat.com

Marfat.com

سورہ الزلزال(۹۹)

نام

پہلی آیت کا ایک لفظ ہی علامتی نام ہے۔

زمانۂ نزول

جمہور مفسرین کے قول کے مطابق یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی۔

مضامین

موت اور موت کے بعد کی زندگی کا ذکر اس سے قبل ان گنت مقامات پر ہو چکا ہے۔ اس سورۃ میں ایک انوکھا اور نرالا انداز اختیار کیا گیا ہے کہ حشر کے میدان میں انسان کی زندگی کے سارے اعمال کا حساب مکمل طور پر اس کے سامنے آجائے گا۔ انسان اس دنیا کی زینت اور چکا چوند روشنی میں اس قدر غرق ہو چکا ہے کہ اس کو موت کا احساس تک نہیں مگر جوں ہی موت کا فرشتہ آئے گا تو یہ غافل انسان حسرت سے کہے گا کہ "یہ کیا ہو گیا؟" اس ذکر کے بعد فرمایا کہ آخرت کی زندگی کا آغاز کیسا حیران کُن اور عجیب ہو گا کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے سامنے کلام کرے گی اور انسانی اعمال کے حقائق بیان کرے گی کہ کون سا عمل کہاں اور کن اوقات میں کیا گیا؟ زمین کا ذرہ ذرہ اپنے راز اور بوجھ اگل دے گا۔ انسان قبروں سے نکل آئیں گے اور ہر انسان کو اس کی اچھائی اور برائی کا ذرا ذرا بدلہ دیا جائے گا۔

جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝

وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝

"جو ذرہ برابر بھی بھلائی کرے گا' قیامت کے دن اسے دیکھ لے گا جو ذرہ برابر برائی کرے گا' وہ بھی دیکھ لے گا۔" (زلزال: 7-8)

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت ایک دیہاتی کے سامنے پڑھی۔ اس نے کہا یا رسولَ اللہ! بس مجھے زندگی بھر کے لئے یہی ایک آیت کافی ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ بات اس کی سمجھ میں آگئی ہے۔ معلوم ہوا کہ سمجھنے اور سمجھانے کے بھی مدارج ہوتے ہیں۔ ہم نے یہ آیت پڑھی اور کئی مرتبہ پڑھی لیکن وہ اثر نہیں ہوا۔ ادھر وہ شخص اس ایک آیت پر مچل گیا اور اس کی پوری زندگی بدل گئی۔

Marfat.com

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ۝
وَقَالَ الْإِنسَانُ مَا لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۝
بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۝ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ۝
فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝
وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝

"جب زمین اپنی پوری شدّت کے ساتھ ہلا ڈالی جائے گی' اور زمین اپنے اندر کے سارے بوجھ نکال کر باہر ڈال دے گی' اور انسان کہے گا کہ یہ اس کو کیا ہو رہا ہے؟ اس روز وہ اپنے (اوپر گزرے ہوئے) حالات بیان کرے گی کیونکہ تیرے رب نے اسے (ایسا کرنے کا) حکم دیا ہو گا۔ اس روز لوگ متفرق حالت میں پلٹیں گے تاکہ ان کے اعمال ان کو دکھائے جائیں۔ پھر جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ برابر بدی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا۔" (الزلزال: 1-8)

Marfat.com

سورہ العادیات(۱۰۰)

نام

پہلا لفظ ہی نام ہے۔

زمانۂ نزول

مکّی زندگی کے اوائل میں نازل ہوئی۔

مضامین

آخرت کے منکرین کو بتایا گیا کہ انسان جب اپنے انجام سے غافل ہو تو اخلاقی اعتبار سے کیسی کیسی پستیاں اس کا مقدر بنتی ہیں۔ نیز یہ کہ قیامت کے دن ظاہری اور پوشیدہ ہر طرح کے اعمال اور تصوّرات کا محاسبہ ہو گا۔ اس غفلت کو دور کرنے اور قیامت کی اچانک آمد کا ذکر عربوں کی غیر مہذب' غیر متمدّن اور بدامنی پر مبنی حالت کے حوالے سے کیا کہ تم لوگ ہر وقت اپنے گھوڑوں پر سوار کشت و خون اور لوٹ مار میں سرگرم ہو۔ ہر شخص کو یہی خطرہ ہے کہ نامعلوم میرا دشمن کب مجھ پر حملہ آور ہو اور ہم لوگ مصیبت میں گرفتار ہو جائیں۔ جبکہ ہر شخص اصل مصیبت کی گھڑی سے بے خبر ہے۔ اللہ کے حضور حاضری اور جوابدہی جو ایک لازم امر ہے' اس سے قطعاً بے خوف ہے۔ اس کی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کی بجائے ان نعمتوں کی ناقدری کر رہا ہے۔ مال و دولت کی محبّت میں اندھا ہو کر گھناؤنے اور ناپسندیدہ ترین عمل کر گزرتا ہے۔ پھر اس غفلت سے نکالنے کے لئے فرمایا کہ تم سب کو رب کے حضور پیش ہو کر اپنے سارے اعمال اور وسوسوں کا جواب دینا ہو گا۔ تمہارا رب ان سب سے آگاہ ہے اور ان کا بدلہ تم کو ضرور دے گا۔

Marfat.com

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۝ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۝ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۝
فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۝ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۝
اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۝ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۝
وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۝ اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِى الْقُبُوْرِ ۝
وَحُصِّلَ مَا فِى الصُّدُوْرِ ۝
اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ۝

"قسم ہے ان (گھوڑوں) کی جو پھنکارے مارتے ہوئے دوڑتے ہیں' پھر (اپنی ٹاپوں سے) چنگاریاں جھاڑتے ہیں' پھر صبح سویرے چھاپہ مارتے ہیں' پھر اس موقع پر گرد و غبار اڑاتے ہیں' پھر اسی حالت میں کسی مجمع کے اندر جا گھستے ہیں' حقیقت یہ ہے کہ انسان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے' اور وہ خود اس پر گواہ ہے' اور وہ مال و دولت کی محبت میں بری طرح مبتلا ہے۔ تو کیا وہ اس وقت کو نہیں جانتا جب قبروں میں جو کچھ (مدفون) ہے اسے نکال لیا جائے گا' اور سینوں میں جو کچھ (مخفی) ہے اسے برآمد کر کے اس کی جانچ پڑتال کی جائے گی؟ یقیناً ان کا رب اس روز ان سے خوب باخبر ہو گا۔" (العادیات: 1-11)

عدلِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ کر سکتے ہیں

یعنی اللہ تعالیٰ سینے میں چھپے ہوئے رازوں سے باخبر ہے۔ وہ ہر عمل کے درجۂ اخلاص کو جانتا ہے اور ہر کئے گئے جرم کے پس منظر اور اس کے اصل دواعی سے واقف ہے۔ عدل کا اصل تقاضا یہ ہے کہ عمل کی جزا سزا دیتے ئے ان اعمال کو سرانجام دینے والے کی نیت کو اصل بنیاد بنایا جائے نہ کہ عمل کی ظاہری شکل کو۔ یہ صرف اللہ کے بس میں ہے کہ وہ ہر عمل کے باطن میں عامل کی نیت کو جان لے اور عمل سے زیادہ نیت پر جزا و سزا دے۔ م ہوا کہ عدلِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہی فرما سکتے ہیں' کسی اور کے بس کی بات نہیں۔

Marfat.com

سورہ القارعہ(۱۰۱)

نام

پہلا لفظ ہی عنوان قرار دیا۔

زمانۂ نزول

مکّی زندگی میں اس کا نزول ہوا۔

مضامین

قیامت کو عظیم اور ہلا دینے والی آفت اور حادثہ قرار دے کر غافل انسان کو چوکنا کیا کہ جب یہ حادثہ رونما ہو گا تو گھبراہٹ اور بدحواسی کا یہ عالم ہو گا کہ لوگ بھاگے پھریں گے جیسے روشنی کے گرد پروانے۔ پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑتے ہوں گے۔ ایسے میں اللہ تعالیٰ عدالت قائم کرے گا اور نیکی اور برائی کا موازنہ شروع ہو گا۔ جن لوگوں کی نیکیوں کا وزن زیادہ ہو گا' وہ پسندیدہ زندگی گزاریں گے اور جن لوگوں کا برائی کا پلڑا بھاری ہو گا' وہ دہکتی' بھڑکتی آگ کی گہری خندقوں میں گرا دیئے جائیں گے جہاں سے نکلنے کی کوئی سبیل نہ ہو گی۔

Marfat.com

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْقَارِعَةُ ۝ مَا الْقَارِعَةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ۝
يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ۝
وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝ فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝
فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝
وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝

"عظیم حادثہ! کیا ہے وہ عظیم حادثہ؟ تم کیا جانو کہ وہ عظیم حادثہ کیا ہے؟ وہ دن جب لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح اور پہاڑ رنگ برنگ کے دھنکے ہوئے اون کی طرح ہوں گے۔ پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ دل پسند عیش میں ہو گا' اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے اس کی جائے قرار گہری کھائی ہو گی۔ اور تمہیں کیا خبر کہ وہ کیا چیز ہے؟ بھڑکتی ہوئی آگ!" (القارعہ: 1-11)

Marfat.com

سورہ التّکاثر(۱۰۲)

نام

پہلی آیت کا ایک لفظ علامتی نام ہے۔

زمانۂ نزول

یہ سورۃ مکّہ میں نازل ہوئی۔

مضامین

ابنِ ابی حاتم نے ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے کہ بعض قبائل بنی حارثہ اور بنی الحرث میں ایک مباحثہ شروع ہو گیا اور ہر قبیلے کا فرد اپنے قبیلے کے افراد کے مفاخر بیان کرنے لگا۔ بات یہاں تک بڑھ گئی کہ یہ لوگ قبرستان میں جا کر اپنے آباؤ اجداد کے مفاخر اور ان کی قبروں کی گنتی میں لگ گئے۔ اس پس منظر میں یہ سورۃ نازل ہوئی اور انسان کی غفلت پر افسوس کا اظہار کیا گیا کہ تم مال و دولت اور برادری و قبیلہ کی کثرت کو مدارِ نجات سمجھتے ہو۔

خیر! عنقریب یہ غافل لوگ حقیقت جان لیں گے۔ اپنی آنکھوں سے جہنّم کا مشاہدہ کریں گے اور پھر ان کو یقینی علم حاصل ہو جائے گا۔ لیکن وہ وقت انسان سے (ان) کو ملنے والی نعمتوں کی بابت بازپرس کا وقت ہو گا۔ اس وقت کا علم اس کے لئے قطعاً لاحاصل اور غیر فائدہ مند ہو گا۔

اس موقع پر بخاری کی یہ حدیث بھی ذہن میں رہنی چاہیے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اگر آدم کے بیٹے (انسان) کے پاس مال سے بھری ہوئی دو وادیاں بھی ہوں' وہ تب بھی تیسری وادی کی تمنا کرے گا۔ ابنِ آدم کا پیٹ مٹی (قبر) کے سوا کسی چیز سے نہیں بھر سکتا"

اس سورت میں انسان کی طبعی حرص و ہوس اور پھر موت کے ایک ہی جھٹکے میں اس کی بے بسی کا نقشہ کھینچا گیا۔ انسان دولت جمع کرنے کی دوڑ میں اس بری طرح سے مگن ہوتا ہے کہ وہ اپنا اصل انجام اور اپنا صحیح راستہ فراموش کر چکا ہوتا ہے۔

دولت' شہرت اور اقتدار کے حصول کی دوڑ اسے اصل منزل سے غافل کر دیتی ہے۔ اپنی ہر فرعون سامانی کے باوجود وہ اچانک قبر میں پہنچ جاتا ہے جہاں اس کی دولت' اس کا اقتدار اور اس کی جاہ و حشمت اس کے سر پر غرور کے کسی کام نہیں آ سکیں گے۔

Marfat.com

کل ایک پاؤں کاسۂ سر پہ جو آگیا
یکسر وہ استخوان شکستوں سے چور تھا

بولا سنبھل کے راہ پہ چل تو اے بے خبر
میں بھی کبھی کسی کا سرِ پر غرور تھا

Marfat.com

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝
ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ۝
لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ۝ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ۝
ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝

"تم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اور ایک دوسرے سے بڑھ کر دنیا حاصل کرنے کی دھن نے غفلت میں ڈال رکھا ہے یہاں تک کہ (اسی فکر میں) تم لب گور تک پہنچ جاتے ہو۔ ہرگز نہیں، عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا۔ پھر (سن لو) ہرگز نہیں، عنقریب تم کو معلوم ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں، اگر تم یقینی علم کی حیثیت سے (اس روش کے انجام کو) جانتے ہوتے (تو تمہارا یہ طرز عمل نہ ہوتا)۔ تم دوزخ دیکھ کر رہو گے۔ پھر (سن لو کہ) تم بالکل یقین کے ساتھ اسے دیکھ لو گے۔ پھر ضرور اس روز تم سے ان نعمتوں کے بارے میں جواب طلبی کی جائے گی۔" (التکاثر: 1-8)

سورہ العصر(۱۰۳)

نام

پہلا لفظ اس سورۃ کا عنوان قرار دیا گیا۔

زمانۂ نزول

مکّی زندگی میں اس سورۃ کا نزول ہوا۔

مضامین

مختصر ترین الفاظ میں اسلامی تعلیمات اس سورۃ میں مذکور ہیں۔ ان کا اندازِ بیان اس قدر دلکش ہے کہ سارا مفہوم ایک دم دل کی گہرائی میں اتر جائے اور انسان کی فکری دنیا میں انقلاب پیدا کردے۔ زبان اس قدر آسان ہے کہ باسانی ہر زبان پر یہ الفاظ جاری ہو جائیں۔ زمانہ اور اس کی ہر چیز کو گواہ بنا کر لگی لپٹی رکھے بغیر واضح کر دیا کہ فلاح و نجات اور بربادی و ہلاکت کے راستے کون سے ہیں؟ خلاصہ یہ کہ ایمان --- عمل صالح --- سچائی کی تلقین --- اور صبر و استقامت کی تلقین ہی فلاح کے راستے ہیں۔ ان کے سوا بربادی ہی بربادی ہے۔

طبرانی کی ایک روایت یہ ہے کہ "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب بھی ایک دوسرے سے ملتے تو جُدا ہونے سے قبل سورۃ عصر ایک دوسرے کو سناتے۔"

اس سورت سے یہ بات بھی عیاں ہے کہ اہلِ ایمان اور صالح افرادِ اُمّت کو فرد فرد بن کر نہیں رہنا چاہئے بلکہ انہیں ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کے ذریعہ ایک ایسا معاشرہ قائم کرنا چاہئے جس میں دین قائم ہو۔

Marfat.com

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝
اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

"زمانے کی قسم' انسان درحقیقت خسارے میں ہے' سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے' اور نیک اعمال کرتے رہے' اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔" (العصر: 1-3)

تفسیر

یعنی زمانے کی قسم' (زمانے سے پوچھو بچہ بچہ گواہی دے گا) کہ انسان یقیناً خسارے میں ہے مگر سوائے ان لوگوں کے جو کہ ایمان لائے اور (انہوں نے ایمان کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھال لیا اور) نیک اعمال کئے۔ ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کی (ایسے جیسا کہ مرنے والا وصیت کرتا ہے۔) اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔

جن لوگوں میں یہ چار صفات ہیں' وہ خسارے سے بچ گئے۔ یہ چار صفات ابراہیم علیہ السلام میں تھیں' نمرود میں نہیں تھیں۔ موسیٰ علیہ السلام میں تھیں' فرعون' ہامان اور قارون میں نہیں تھیں۔ فرعون کی زندگی کے دوران میں اس کے لئے "ہٹو بچو" کی صدائیں اور پروٹوکول تھا لیکن زمانے بھر سے پوچھو کہ فرعون اور موسیٰ میں سے جیتنے والا کون ہے؟ ہر شخص کہے گا کہ فرعون ہار گیا' خسارے میں پڑ کر تباہ و برباد ہو گیا۔ اس لئے کہ اس میں یہ چار صفات نہیں تھیں یعنی ایمان' عملِ صالح' حق کی ایک دوسرے کو تلقین اور صبر کی ایک دوسرے کو نصیحت۔ یہ صفات تو اللہ والوں میں ہوتی ہیں اور وہی خسارے سے محفوظ ہیں۔ بے شک ان کے پاس وزارتیں' کارخانے' فرعونی یا ہامانی سامان نہیں ہوتا کیونکہ یہ سب خسارہ ہی خسارہ ہے اگر یہ اسباب اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ نہ بنائے جا رہے ہوں۔ ہاں اگر دنیا کے یہ سب اسباب اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بنائے جا رہے ہوں تو خسارے کی بجائے فلاح کا باعث ہیں۔ معلوم ہوا کہ مندرجہ ذیل چار صفات ہی کامیابی کا اصل زینہ ہیں:

1- ایمان
2- عملِ صالح
3- ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرنا
4- ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرنا

اگر دین کو ایک عمارت تصور کر لیا جائے تو اس کا نقشہ یوں بنے گا:

Marfat.com

1- عمارت کی بنیاد

یہی ایمان ہے جس کے دو حصّے ہوں گے:

1- ایمان کا ظاہری حصہ یعنی اقرار باللّسان: یہ بالکل ایک عمارت کی بنیاد کے اس حصّہ کی طرح ہو گا جو زمین سے باہر اور ظاہر ہوتا ہے۔

2- ایمان کا باطنی حصّہ یعنی تصدیق بالقلب: یہ بالکل عمارت کی بنیاد کے اس حصّہ کی طرح ہو گا جو عمارت کی دیواروں تلے دب جاتا ہے' نظر نہیں آتا اور اسی پر ہی ساری عمارت کا بوجھ ہوتا ہے۔

2- عمارت کے چار ستون

یہ بنیادوں پر ہی استوار ہوتے ہیں۔ دین کی عمارت کے یہ چار ستون نماز' زکوٰۃ' روزہ اور حج ہیں۔ عمارت کا سار' ڈھانچہ اور بعد میں تعمیر ہونے والی ساری منزلیں انہیں ستونوں پر کھڑی ہوں گی۔

3- عمارت کی پہلی منزل

یہ عقائد پر استوار اعمالِ عبادت کی منزل ہے جس کے نتیجے میں اخلاقِ حَسَنہ کی تربیت ہوتی ہے اور پھر اس کے نتیجے میں معاملات کی صفائی (صداقت' امانت اور دیانت کی تربیت) ہوتی ہے۔ دراصل دین تو انہی چار باتوں کا نام ہے: عقائد' عبادات' اخلاق' معاملات۔ یہی ایمان و عمل صالح کا نچوڑ ہیں۔

4- عمارت کی دوسری منزل

یہ تبلیغِ دین کی منزل ہے۔ وہ شخص جسے ایمان و عملِ صالح نصیب ہو جائے' اس میں دردمندی' خیر خواہی اور ایثار کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ دینِ حق کو آگے پھیلاتا ہے اور اس کے لئے دامے' درمے' سخنے' قدمے ہر طرح سے جدوجہد شروع کر دیتا ہے۔

اس موقعہ پر طاغوتی قوتیں مزاحم ہوتی ہیں اور وہ اللہ کی خاطر ان سے بھڑ جاتا ہے۔

5- عمارت کی آخری منزل

یہ مقام اللہ کی خاطر جہاد اور جان و مال کی قربانی کا ہے۔

دے ڈالیں گے جاں شربتِ دیدار کے بدلے
مرنے پہ تو ملتا ہے تو ہم جائیں گے مر بھی
لیتا ہے جان میری تو میں سر بدست ہوں
اے یار میں تو کشتۂ روز الست ہوں

Marfat.com

یہ مقامِ شہادت کی منزل ہے۔ یہاں ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی جاتی ہے۔ دین کی عظیم عمارت مندرجہ بالا تین منزلوں، چار ستونوں اور اس کی بنیادوں پر مشتمل ہے۔ یہ ہیں ایمان، عملِ صالح، تبلیغ دین اور ثابت قدمی (صبر) یہاں تک کہ اس راستہ میں جان کی قربانی کا درجہ حاصل ہو۔

؎ وہ حُسن ہی نہیں ہے جو ہو جائے مطمئن
وہ عشق ہی نہیں ہے جو ثابت قدم نہ ہو

سورہ الھمزہ (۱۰۴)

نام

پہلی آیت کا ایک لفظ عنوان ہے۔

زمانۂ نزول

مکّہ مکرمہ میں یہ سورۃ نازل ہوئی۔

مضامین

اس میں جاہلیت کے معاشرے میں پائی جانے والی چند برائیوں کا ذکر فرمایا اور ان کے انجام کو ابتدائی لفظ میں واضح کردیا کہ ان برائیوں کے حامل افراد کے لئے جہنّم کی وہ وادی ہے، جس کا نام "وَیل" ہے اور پھر اس کے بعد ان کی خرابیوں کا ذکر ہوا کہ

الف۔ کسی انسان کو طعنہ دینا یا اس کی غیبت کرنا۔

ب۔ مال کو جمع کرنا اور گن گن کر رکھنا۔

ان برائیوں کے افراد اس غلط فہمی کا بھی شکار ہیں کہ یہ مال اور دولت ہمیشہ ہمیشہ اس کے پاس رہے گی۔ وہ اسی غلط فہمی کا شکار ہو کر مال کی بنیاد پر ہر برائی کر گزرتا ہے۔ ایسے شخص کو حقارت و ذلّت کے ساتھ جہنم کے اندر پھینک دیا جائے گا جہاں اس کی ہڈیاں اور جسم چور چور ہو جائے گا، وہاں آگ دہکتی ہوگی۔ اس آگ کے الاؤ کے ارد گرد بلند ستون ہیں جن میں یہ علاقہ گھرا ہوا ہے اور یہ آگ اس کے دل تک اثر انداز ہوگی اور اس عذاب سے ایسا شخص کبھی بھی نہ نکل سکے گا۔

Marfat.com

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ۝
يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ۝ كَلَّا لَيُنۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝
وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝
نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ ۝ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ ۝
إِنَّهَا عَلَيْهِم مُّؤْصَدَةٌ ۝
فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝

"تباہی ہے ہر اس شخص کے لئے جو (منہ در منہ) لوگوں پر طعن اور (پیٹھ پیچھے) برائیاں کرنے کا خوگر ہے جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اس کو باقی و زندہ رکھے گا۔ ہرگز نہیں' وہ شخص تو چکنا چور کر دینے والی جگہ میں پھینک دیا جائے گا اور تم کیا جانو کہ وہ چکنا چور کر دینے والی جگہ کیا ہے؟ اللہ کی آگ' خوب بھڑکائی ہوئی' جو دلوں تک پہنچے گی۔ وہ ان پر ڈھانک کر بند کر دی جائے گی (اس حالت میں کہ وہ) اونچے اونچے ستونوں میں (گھرے ہوئے ہوں گے")۔

(الھمزہ:1-9)

تفسیر

انسانی نفسیات

قرآنِ مجید میں انسان کے علمُ النفس (Psychology) کا بہترین خزانہ موجود ہے۔ انسانی نفسیات سے متعلق جو جواہر پارے اس کتابِ مقدّس میں ملتے ہیں' وہ دنیا کی کسی کتاب میں موجود نہیں۔ سورۃُ الھُمَزہ اس کی خوبصورت مثال ہے۔ اس میں لیڈر قسم کے گنہگاروں کی نفسیات بیان کی گئی ہے۔ دولت اور لیڈری کے نشے میں وہ ہر گناہ میں مبتلا ہوتے ہیں مگر اپنے گناہوں کو سہارا دینے کے لئے انہیں معاشرہ کے معزّز لوگوں کے کچھ گناہوں کا سہارہ لینا پڑتا ہے کہ صاحب ہم تو خیر ہیں ہی دنیا دار لوگ! ہم سے اگر گناہ صادر ہو جائیں تو عجب کیا! لیکن ذرا ادھر بھی دیکھئے! فلاں فلاں حضرت صاحب جو دین پناہ بنے بیٹھے ہیں اور ایک زمانہ ان کی شرافت و تقدّس کی قسم کھا رہا ہے' کن کن عیوب میں مبتلا ہیں!

Marfat.com

اس منطق کو اپنی ہر مجلس میں بیان کرنے کے لئے ان مجرموں کو کہیں پہ دوربینیں اور کہیں پہ خوردبینیں غرضیکہ تجسس کی بدترین صورتیں اختیار کرنا پڑتی ہیں۔ ایسی صورت میں اگر کہیں کسی شریف آدمی کا کوئی عیب یا کسی دیندار شخص کی کوئی کمزوری ان کے ہاتھ لگ جاتی ہے' تو وہ ان کی ہر مجلس کا موضوع ہوتی ہے۔

اہلِ دین اور معزز لوگوں کو عیبی ثابت کرنے کے بعد یہ لوگ ہر اخلاقی اور معاشرتی جرم کو اپنے لئے روا سمجھتے ہیں۔ یہیں سے انہیں محنت کشوں کے معاشی استحصال کا جواز ملتا ہے' یہیں سے وہ چور بازاری' سمگلنگ' کالے دھن' ملاوٹ' رشوت خوری' مجرمانہ سیاست دانی' ملک و قوم سے غداری اور ہر قسم کا دادِ عیش دینے کا جواز ڈھونڈ لیتے ہیں۔ ان کا سارا زور کالے دھن کو جمع کرنے اور اسے سینت سینت کر رکھنے پر ہوتا ہے۔

قرآنِ مجید ان لیڈر مجرموں کی نفسیات کی مزید گہرائی میں ہمیں لے جاتا ہے۔ ان کی بیمار ذہنیت سچ مچ انہیں یقین دلاتی ہے کہ دنیا میں اصل طاقت دولت ہے۔ دولت کے زور پہ اقتدار پہ بھی قابض رہا جا سکتا ہے' لوگوں سے زبردستی عزت بھی کرائی جا سکتی ہے' شہرت بھی خریدی جا سکتی ہے' اچھے سے اچھا علاج بھی بیرون ملک کرایا جا سکتا ہے' ہر بیماری کا راستہ روکا جا سکتا ہے' ہر بیماری سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔ رہ گئی موت! تو یہ تو دوسروں کے لئے ہے - یہ غریب اور مسکین لوگ ہیں جو روزانہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرتے ہیں یہ بات امیر لوگوں کی شان کے خلاف ہے۔ موت کا اصل سبب تو بیماری اور اس کے علاج میں کوتاہی ہے۔ دولت اس سبب کی سرکوبی کر سکتی ہے۔ اس لئے دولت انسان کو ہر زوال' ذلت' بیماری اور موت سے بچانے کا سبب بن سکتی ہے۔

یہ ہے وہ بیمار نفسیات جس کا ذکر قرآنِ مجید نے ایک آدھی سطر میں کر دیا ہے:۔

"سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ ہمیشہ باقی رکھے گا" (نہ زوال آنے دے گا' نہ ذلت' نہ بیماری' نہ موت!)۔

القصہ اس سورت میں لیڈر صاحبان کی مندرجہ ذیل نفسیاتی بیماریاں ایک ہی سانس میں بیان کر دی گئی ہیں:

1- دوسروں کے عیب ڈھونڈنا۔
2- عیب پا لینے کی صورت میں انہیں جگہ جگہ بیان کرنا۔ (غیبت)
3- طعنہ زنی۔
4- کالے دھن کو جمع کرنا اور اسے بار بار گنتے رہنا۔
5- اس مال کو اپنی ذات اور اپنی شان و شوکت کے بقا کا ذریعہ سمجھنا۔

اس شخص کے بیمار نفس کا ذکر کرنے کے بعد قرآنِ مجید میں اس کے لئے جس عذاب کی وعید ہے' وہ بھی ایسی آگ ہے جو اس کے بیمار نفس اور اس کے ناپاک دل تک جا پہنچے اور اس کی شخصیت اور اس کے بھسنے پندار کو چکنا چور کر دے۔

؎ نہ لے چلو مجھے ان رہبروں کی مجلس میں
میں بے ادب ہوں' ہنسی آگئی تو کیا ہو گا؟

Marfat.com

Marfat.com

سورہ الفیل (۱۰۵)

نام

پہلی آیت کا ایک لفظ علامتی نام ہے۔

زمانۂ نزول

مکی زندگی کے ابتدائی دور میں اس کا نزول ہوا۔

مضامین

اس سورۃ میں ہاتھی والوں کے کعبے پر حملے اور ان کے انجام کا ذکر ہے جس کو قدرے تفصیل کے ساتھ یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ حبشہ کے عیسائیوں نے **حمیری** حکومت سے انتقام لینے کے لئے اس پر حملہ کیا اور 525ء میں اس حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ اس حملے کے دوران میں رومیوں نے حبشہ والوں کو بحری بیڑہ مہیا کیا تاکہ مصر و شام (جو ان کے زیرِ نگین تھا) سے مشرقی افریقہ، ہندوستان اور انڈونیشیا تک تجارت کے لئے راستہ صاف کیا جا سکے چنانچہ حبشہ کے عیسائی اور رومیوں نے مل کر یمن پر قبضہ کر لیا۔ حبشہ کے عیسائی حکمرانوں نے ابرہہ کو یمن کا گورنر مقرر کیا۔ ابرہہ نے اپنے مقاصد کی تکمیل اور مذہبی شان و شوکت کے اظہار کے لئے دارُالسّلطنت صنعا میں ایک عظیم الشان کلیسا تعمیر کیا اور مسلسل یہ تگ و دو کرتا رہا کہ عرب اور دوسرے لوگ حج کے لئے اسی کے کلیسا کی طرف رجوع کریں۔ اس بات کا اظہار اس نے شاہِ حبش کے نام ایک خط میں بھی کیا۔ اہل عرب کو جب اس بات کا علم ہوا تو انہیں سخت رنج پہنچا۔ ادھر ابرہہ کو جب اس حقیقت کا پتا چلا تو اس نے کعبے کے انہدام کے لئے بہانے کی تلاش شروع کر دی۔ آخر کار ہاتھیوں سمیت ایک لشکر لے کر انہدام کعبہ کے لئے چل پڑا۔ بنو ثقیف نے ایک شخص کو راہنمائی کے لئے ساتھ کر دیا تاکہ طائف کے علاقہ کو اس کی دست برد سے بچا لیں۔ مگر یہ شخص راستے میں مر گیا۔

ابرہہ نے حملہ سے قبل تہامہ اور قریش کے مویشیوں کو لوٹا تاکہ اہل مکہ کے ساتھ لڑائی کا بہانہ اور جواز مہیا ہو سکے۔ مگر اہل مکہ نے خاموشی اختیار کی۔ اس نے قریش کے سردار عبدالمطلب کے پاس اپنا قاصد بھیجا۔ آپ جب وہاں پہنچے تو ابرہہ آپ کی شخصیت اور وجاہت سے بہت متاثر ہوا اور تخت سے اتر کر آپ کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ عبدالمطلب نے مختصر الفاظ میں اس پر واضح کر دیا کہ اس گھر کا رب اس کی حفاظت خود کرے گا۔ ابرہہ نے کہا کہ اب اس گھر کا رب اس گھر کو مجھ سے نہ بچا سکے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ ابرہہ نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ امن

Marfat.com

کا گھر ہے مگر میں اب اس کے امن کو برباد کرنے آیا ہوں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ عبدالمطلب جب واپس آئے تو انہوں نے اہل مکہ سے کہا کہ تم لوگ اپنے اہل و عیال سمیت قریبی پہاڑوں میں پناہ لے لو تاکہ قتلِ عام کی نوبت نہ آئے پھر خود کعبے کے ساتھ چمٹ کر دعائیں مانگیں۔ اگلے روز ابرہہ مکے میں داخل ہوا۔ اس کا سب سے زیادہ قابلِ اعتماد ہاتھی بیٹھ گیا۔ لاکھ جتن کئے مگر وہ نہ ہلا۔ اگر اس ہاتھی کو دائیں بائیں گھما کر چلایا جاتا تو وہ بھاگنے لگتا مگر بیتُ اللہ کی جانب ایک قدم بھی آگے نہ بڑھتا۔ اسی دوران میں پرندے پنجوں اور چونچوں میں کنکریاں لئے نمودار ہوئے اور اس لشکر پر ان کی بارش کر دی۔ جس شخص کو بھی کنکری لگی' اس کا گوشت اور خون پانی بن کر بہنے لگا۔ لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ کچھ موقع پر ہلاک ہوئے اور کچھ راستے میں گرتے پڑتے ہلاک ہوئے۔

جس سال یہ واقعہ پیش آیا' اس کو "عامُ الفیل" کہتے ہیں اور تاریخ میں ہے کہ اسی سال نبیِٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ اس سارے واقعے کو قرآنِ مجید میں عبرت اور نصیحت کے لئے قیامت تک محفوظ کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ قریشِ مکّہ اس واقعے کی نزاکت اور ہولناکی سے خوب آگاہ تھے اور جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کعبے کی حفاظت کیسے کی؟ روایات میں ہے کہ ایک عرصۂ دراز تک قریش نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو عبادت میں شریک نہ کیا۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ یہاں واقعے کی تفصیلات کو قطعاً بیان نہیں کیا گیا کیونکہ عرب اس واقعے کی جزئیات سے تفصیلاً آگاہ تھے۔ اس سورۃ میں صرف اہلِ مکّہ کو دعوت فکر دینا مقصود تھا کہ اگر آج بھی کوئی قوم اس پیغامِ الٰہی کی مخالفت پر کمربستہ ہوئی تو ان کو ہاتھی والوں کی طرح نیست و نابود کر دیا جائے گا۔

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝
اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝
وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝
تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝
فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝

"تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ کیا اس نے ان کی تدبیر کو اکارت نہیں کر دیا؟ اور ان پر پرندوں کے جھنڈ کے جھنڈ بھیج دیے جو ان کے اوپر پکی ہوئی مٹی کے پتھر پھینک رہے تھے' پھر ان کا یہ حال کر دیا جیسے (جانوروں کا) کھایا ہوا بھوسا۔" (الفیل: 1-5)

Marfat.com

سورہ القریش (۱۰۶)

نام

پہلی آیت کا ایک لفظ علامتی نام ٹھہرا۔

زمانۂ نزول

مکّہ مکرمہ میں اس کا نزول ہوا۔

مضامین

نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں ایک معروف نام قُصَیّ بن کلاب ہے جنہوں نے حجاز میں بکھرے ہوئے خاندان کے افراد کو جمع کیا اور تدبّر و فراست کے ساتھ مکہ میں ریاستی زندگی کا آغاز کیا جس کے تحت اہم ترین کام یہ طے ہوا کہ مکے میں آنے والے حُجّاج کی خوب خدمت کی جائے۔ قُصَیّ بن کلاب اور ان کی اولاد نے اس خدمت کے ساتھ ساتھ تجارت کو ذریعہ معاش کے طور پر اپنایا۔ بلاد مشرق میں شام و مصر تک یہ لوگ تجارتی سفر بلاخوف و خطر کرتے۔ راستے کے خوف اور محصولات سے یہ لوگ مستثنیٰ سمجھے جاتے کیونکہ بیتُ اللہ کی تولیت اور حُجّاج کی خدمت کے باعث سبھی لوگ ان کا احترام کرتے۔ شام و مصر کے علاوہ عراق اور ایران تک قریشِ مکّہ کے بہترین تجارتی روابط تھے اور ان کی تجارت بھی ترقی پزیر تھی۔ انہی روابط کی بنا پر قریش نے ان تمام شہروں میں بسنے والوں سے ثقافتی اور تہذیبی روایات بھی سیکھیں مثلاً خط نویسی وغیرہ۔ اسی لئے عرب میں قریش کو علم و فکر میں بھی نمایاں مقام حاصل ہو گیا تھا۔

اس پس منظر میں قریشِ مکّہ کی اس خصوصیت کا ذکر کر کے ان کو دعوت دی گئی کہ جب تم ابرہہ کے حملے کے بعد خود اس بات کے عملاً اور قولاً قائل ہو چکے تھے کہ یہ گھر بتوں کے باعث نہیں بلکہ اللہ کا گھر ہونے اور اس کی عبادت کے باعث مقدّس و محترم ہے اور اسی تقدس و احترام کے سبب تمہیں خوشحالی بھی نصیب ہوتی ہے تو اب تم امن و خوشحالی پاکر اللہ کے باغی کیوں بن رہے ہو اور اللہ کے نبیِ برحق محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو کیوں ٹھکرا رہے ہو؟ احسان شناسی کا تقاضا تو یہ ہے کہ تم اس دعوتِ حق کو قبول کر لو اور اللہ وحدہٗ لاشریک ہی کی عبادت کرو۔

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۝ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ۝
فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ۝
الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝

"چوں کہ قریش مانوس ہوئے (یعنی) جاڑے اور گرمی کے سفروں سے مانوس' لہٰذا ان کو چاہئے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک سے بچا کر کھانے کو دیا اور خوف سے بچا کر امن عطا کیا۔ (القریش: 1-4)"

سورہ الماعون (۱۰۷)

نام

ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنے سے روکنے والوں کا ذکر ہے۔ اسی مناسبت سے اس کا نام "الماعون" رکھا گیا۔ یعنی ضرورت کی چیز۔

زمانۂ نزول

مکّہ مکرمہ میں اس سورۃ کا نزول ہوا۔

مضامین

نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ "میں اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہوں۔"

اس سورۃ میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو معاشرتی زندگی میں ان اخلاق اور اچھی عادات سے بھی محروم ہیں جو ایک مہذب معاشرے کی علامت سمجھی جاتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ معاشرے کے تمام افراد کی ذمّہ داری ہے:

الف۔ یتیموں کی پرورش اور ان کی تربیت کا اہتمام۔

ب۔ مالی اعتبار سے کمزور اور مفلوکُ الحال لوگوں کی مالی معاونت۔

ج۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ ساتھ اس عبادت کے تقاضوں کو پہچاننا اور ان کے لئے معاشرے کے سبھی افراد کو آگاہ کرنا۔

د۔ معاشرے میں ضرورت مند افراد کی عام ضروریات کا لحاظ کرنا اور ان کی ضروریات پورا کرنے میں بخل سے کام نہ لینا۔

لیکن یہ اخلاق اس وقت معاشرے کے افراد میں پیدا ہوتے ہیں جب معاشرے کے افراد یہ سمجھ لیں کہ یہ نعمتیں ہم پر اللہ کا احسان ہیں اور ان سے فائدہ اٹھانا صرف ہمارا ہی حق نہیں بلکہ اس معاشرے کے ہر فرد کا اس میں حصہ ہے اور وہ ان نعمتوں کو معاشرے میں عام کرنے کی کوشش کریں۔ لیکن حریص انسان سے یہ بات ممکن نہیں۔ اس لئے آخرت میں ان اشیاء کے محاسبے کی طرف توجہ دلائی کہ ان نعمتوں کی بابت آخرت میں یقیناً سوال ہو گا۔ اس وقت کے لئے ابھی سے تیاری کی جانی چاہئے۔ سورۃ میں توجہ دلانے کے لئے خاص نادر انداز اختیار کیا گیا ہے۔

Marfat.com

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝١ فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝٢
وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝٣ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝٤
الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝٥ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝٦
وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝٧

"کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جو آخرت کی جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے؟ وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا دینے پر نہیں اکساتا۔ پھر تباہی ہے ان نماز پڑھنے والوں کے لئے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں، جو ریاکاری کرتے ہیں اور معمولی ضرورت کی چیزیں (لوگوں کو) دینے سے گریز کرتے ہیں۔"

(الماعون: 1-7)

تفسیر

انسانی نفسیات

اس سورت میں نفسیاتِ انسانی پہ ایک خوبصورت گفتگو کی گئی ہے۔ اگر انسان دین کا انکار کرے، خصوصاً آخرت کے جزا و سزا کو جھٹلائے تو اس میں مندرجہ ذیل قبیح صفات پیدا ہو جاتی ہیں:

1- یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ یعنی معاشرہ کا وہ فرد جو سب سے زیادہ کمزور ہے اور سب سے زیادہ محبت و شفقت کا مستحق ہے، اس کا حق کھاتا ہے اور اسے اس کے حق سے محروم کر کے ٹھکراتا ہے اور دھکے دیتا ہے۔ اس پر ظلم کرتا ہے۔ اسے گھر میں رکھنا بھی ہے تو نوکر کی طرح اور ہر وقت جھڑکیاں دے کر۔ یعنی اس شخص کی مستقل ذہنیت یہ ہے کہ کمزور کو ٹھوکریں مار رہا ہے جبکہ طاقتور لوگوں کے منے چوہا بن جاتا ہے اور انہیں خوش کرنے کے لئے عبادت گزار بننے کا سوانگ رچاتا ہے۔ ریاکاری کرتا ہے۔

2- مسکین کو کھانا دینے پر نہ خود تیار ہوتا ہے، نہ دوسروں کو آمادہ کرتا ہے۔ یعنی مسکین کا حق دینے سے کتراتا ہے۔ اس کا معاشی استحصال کرتا ہے۔ نہ اپنے آپ کو ایک مسکین کی خدمت پر اکساتا ہے نہ دوسروں کو۔ بھوکے کو کھانا کھلانا انسان کی شرافت کا کم سے کم پیمانہ ہے لیکن وہ اس پر بھی پورا نہیں اترتا۔

Marfat.com

3- نماز پڑھتا ہے مگر غفلت اور بے دلی کے ساتھ۔ چونکہ آخرت کا یقین دل میں نہیں ہے' اس لئے اللہ تعالیٰ کی رضا کا جذبہ نہیں ہوتا۔ لوگوں کے ساتھ مارے باندھے بامر مجبوری نماز میں شریک ہو جاتا ہے لیکن ازخود نماز کی پابندی کا مزاج نہیں ہوتا۔

4- ریاکاری کرتا ہے۔ یعنی نماز بھی اللہ تعالیٰ کی خاطر نہیں بلکہ لوگوں کو دکھانے کی خاطر پڑھتا ہے۔ اس کا معبود اللہ تعالیٰ کی ذات نہیں بلکہ عام لوگ ہیں جن کی خوشی کے لئے وہ عبادت کا ڈھونگ رچاتا ہے اور اپنے اخلاص اور للّٰہیت کا ناٹک کرتا ہے۔

5- روزمرہ کی معمولی ضرورت کی چیزیں (لوگوں کو) دینے سے کتراتا ہے۔ یہ بُخل اور چھوٹے پن کی انتہا ہے کہ ہمسایہ یا قریبی رشتہ دار کو عام استعمال کی معمولی معمولی چیزیں بھی نہ دی جائیں۔ خودغرضی اور دنی الطبع ہونے کی یہ صفت بھی آخرت سے انکار کا طبعی نتیجہ ہے۔

یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دین سے تعلق ہو اور آخرت کا عقیدہ دل میں جاگزیں ہو تو مندرجہ بالا پانچ قبیح صفات کے برعکس مندرجہ ذیل پانچ صفاتِ حسنہ پیدا ہو جائیں گی:

1- یتیم و ضعیف سے حقیقی محبت اور ان کے حقوق کا خیال رکھنا۔

2- غریبوں اور مسکینوں کی حق رسی اور ان کی ضروریات پورا کرنے میں لگے رہنا۔

3- نماز باجماعت کی اخلاص کے ساتھ پابندی۔

4- اخلاص للہ۔ یعنی زندگی کے تمام اعمال صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کرنا نہ کہ نام و نمود و ریا کی خاطر۔

انسان کو لازم ہے رہے دور ریا سے
یہ چیز جدا کرتی ہے بندے کو خدا سے

5- مزاج میں سماحت اور سخاوت۔ ہمسایوں کی روزمرہ کے معمولات میں خدمت اور مروّت سے پیش آنا۔

Marfat.com

Marfat.com

سورہ الکوثر(۱۰۸)

نام

پہلی آیت کا ایک لفظ اس سورۃ کا عنوان ہے۔

زمانۂ نزول

مکی زندگی میں نازل ہوئی۔

مضامین

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ اونگھ آگئی۔ آپ تبسم فرماتے ہوئے بیدار ہوئے اور پھر آپؐ نے بتلایا کہ مجھ پر یہ سورۃ نازل ہوئی ہے۔ اور آپؐ نے سورۂ کوثر کی تلاوت فرمائی۔

یہ سورۃ دراصل نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے نازل ہوئی جیسا کہ اس سے قبل بے شمار مواقع پر ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اس سورۃ میں آپؐ کے مخالفین کے تباہ و برباد ہونے کی پیش گوئی بھی کی گئی ہے کیونکہ قُریشِ مکہ نے آپؐ کی دعوت کے مقابلے میں ایک مرتبہ کہا تھا:

"اس (محمدؐ) کو چھوڑ دو۔ وہ تو ابتر (جڑ کٹا درخت) ہے۔"

یعنی اس کی کوئی نرینہ اولاد نہیں ہے۔ اس کے پیوندِ خاک ہونے کے بعد اس کا ذکر کون کرے گا؟ اس سلسلے میں سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے بھی ایک روایت ہے کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی اور چہیتی بیٹی زینب کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادے قاسم اور ان کے بعد تین بیٹیاں (اُمِّ کلثومؓ، رُقیہؓ، فاطمہؓ) پیدا ہوئیں مگر قاسم کا انتقال ہو گیا اور پھر بعد میں عبداللہ پیدا ہوئے اور ان کا بھی انتقال ہو گیا تو اس پر قُریش نے کہا کہ "محمد ابتر ہے" کیونکہ اس کی نسل آگے نہ چل سکے گی۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ کے بیٹے کے فوت ہونے پر بعض قریشی سرداروں نے خوشی بھی منائی۔ ایسے حالات میں یہ سورۃ نازل ہوئی۔ جس کے ذریعے سے آپ کو تسلی دی گئی اور خوشخبری سنائی گئی کہ آپؐ کے لئے خیرِ کثیر ہے۔ سو اظہارِ تشکر کے لئے عبادت میں مزید انہماک پیدا کریں۔ باقی رہا دشمنوں کا معاملہ تو وہ عنقریب بے نام و نشان ہو جائیں گے۔

Marfat.com

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ؕ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انۡحَرۡ ؕ
اِنَّ شَانِئَکَ ہُوَ الۡاَبۡتَرُ ؕ

"(اے نبیؐ) ہم نے تمہیں کوثر عطا کر دیا۔ پس تم اپنے رب ہی کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ تمہارا دشمن ہی جڑ کٹا ہے۔" (الکوثر: 1-3)

Marfat.com

سورہ الکافرون (۱۰۹)

نام

پہلی آیت کا ایک لفظ علامتی نام ہے۔

زمانۂ نزول

مکّہ مکرمہ میں اس سورۃ کا نزول ہوا۔

مضامین

مکّہ میں جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی اعلانیہ دعوت کا آغاز کیا تو مخالفت کا ایک شدید طوفان امڈ آیا۔ مختلف وفود آپ کے پاس مصالحت کی تجاویز لے کر آتے رہے جبکہ اس سے قبل ابو طالب کے پاس ایک وفد کے آنے کا ذکر بھی ہو چکا ہے۔ اسی طرح ایک موقع پر قریشی سردار جمع ہو کر ایک مصالحتی فارمولا لے کر آئے جس میں مختلف تجاویز تھیں۔

الف۔ ایک سال آپ ہمارے معبودوں (لات، منات اور عزیٰ وغیرہ) کی عبادت کریں اور دوسرے سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے۔

ب۔ اگر آپ ہمارے معبودوں کو چوم لیں تو ہم آپؐ کے معبود کی عبادت کے لئے تیار ہیں۔

ج۔ ہم تمہارے کاموں میں شریک ہوتے ہیں اور تم ہمارے کاموں میں (عبادت سمیت) شریک ہو جاؤ۔

ان سب تجاویز کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک دو ٹوک جواب آیا اور اس کے بعد معاملہ ختم ہو گیا۔ گویا اعلان کر دیا کہ مذہب کے سلسلے میں اس قسم کی رواداری اور مصالحت کی گنجائش نہیں جیسا کہ آج کل مذہب سے نا آشنا اور ناواقف لوگ سمجھتے ہیں۔ اس سورۃ میں کُفّار کے مذہبی اطوار اور طریقوں کو قطعاً ناقابلِ عمل قرار دے کر نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے اعلان کرا دیا کہ نہ میں تمہارے عبادت کے طریقے اپنا سکتا ہوں اور نہ تم اپنے مشرکانہ نظریہ اور طریقۂ عبادت ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل ہو سکتے ہو۔ اس لئے مذہبی معاملات میں تمہارا اور میرا راستے بالکل الگ الگ اور جدا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ نوفل بن معاویہؓ نے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی چیز بتایئے جو میں سونے سے قبل پڑھا کروں تو آپ نے یہ سورۃ پڑھنے کی تلقین فرمائی کیونکہ اس میں شرک سے بیزاری کا اعلان ہے۔

Marfat.com

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝
وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝
وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝
لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝

"کہہ دو کہ اے کافرو' میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی عبادت تم کرتے ہو' نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔ اور نہ میں ان کی عبادت کرنے والا ہوں جن کی عبادت تم نے کی ہے' اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں۔ تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین۔" (الکافرون: 1-6)

سورہ النّصر(۱۱۰)

نام

پہلی آیت کا ایک لفظ علامتی نام قرار دیا گیا۔

زمانۂ نزول

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ سورۃُ النصر کے بعد کوئی مکمل سورۃ نازل نہ ہوئی اور سیدنا عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایامِ تشریق میں منیٰ کے مقام پر نازل ہوئی اور اس کے بعد آپ نے حجۃُ الوداع کا خطبہ ارشاد فرمایا۔

مضامین

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ سورۃ نازل ہوئی تو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اس سورۃ کے ذریعہ مجھے بتایا گیا ہے) میرا وقت پورا ہو چکا ہے اور مجھے میری وفات کی خبر دے دی گئی ہے۔

درج بالا روایت سے واضح ہو گیا کہ عنقریب عرب فتح ہوا چاہتا ہے اور آپ کو جو مشن سونپا گیا تھا اس کی تکمیل ہو چکی ہے۔ اس لئے اب آپ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس میں مشغول ہو جائیں کیونکہ اس قدر عظیم کام آپ کی ذاتی محنت سے نہیں بلکہ محض اللہ کے فضل سے پایہ تکمیل کو پہنچا ہے کہ اس قدر مختصر مدت میں زندگی کے ہر شعبہ میں مصلحانہ انقلاب اور جہالت میں غرق قوم کو اس قابل بنا دیا گیا کہ وہ اقوامِ عالم کو مسخر کر دے۔ سیدہ امِ سلمہؓ سے مروی ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک پر یہ الفاظ زندگی کے آخری ایام میں ہمہ وقت جاری ہوتے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ سیدنا عبداللہ بن بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سورۃ کے نزول کے بعد نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ریاضت و مجاہدہ میں اس حد تک مشغول ہو گئے کہ اس سے قبل ایسا نہ ہوا تھا۔

Marfat.com

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۝
وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ۝
فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۝

"جب اللہ کی مدد آجائے اور فتح نصیب ہو جائے اور (اے نبیؐ) تم دیکھ لو کہ لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو اور اس سے مغفرت کی دعا مانگو' بے شک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔" (النصر: 1-3)

Marfat.com

سورہ اللھب (۱۱۱)

نام

اس سورۃ میں ابولہب کے انجام کا ذکر ہے اس کے باعث اس کا نام لہب رکھا گیا۔

زمانۂ نزول

مکہ مکرمہ میں اس سورۃ کا نزول ہوا۔

مضامین

کُتبِ حدیث میں ایک روایت کئی اسناد کے ساتھ منقول ہے جو اس سورۃ کے بارے میں ہے کہ سیدنا ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا کہ آپ اپنے قریبی اعزاء اور رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں تو آپ نے عرب کے دستور کے مطابق کوہِ صفا پر چڑھ کر صبح کے وقت اہلِ مکہ کو پکارا اس پر قریش کے سبھی خاندانوں کے افراد دوڑ کر پہنچے جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے قریش کے ایک ایک قبیلہ کا نام لے لے کر پکارا پھر کہا کہ "اگر میں تمہیں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری بات مان لو گے؟ سبھی نے ایک زبان ہو کر کہا کہ آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں اس عذاب سے خبردار کرتا ہوں جو تمہارے اعمال کے باعث تم کو ملنے والا ہے۔" پھر آپ نے اسلام کی دعوت پیش کی۔ آپ کا چچا ابولہب یہ سن کر سیخ پا ہو گیا اور ان سے کہا:

تَبًّا لَّكَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا

"تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں! کیا تو نے اس بات کے لئے ہمیں جمع کیا؟"

اس کے بعد جب بھی اسے موقع ملتا وہ آپؐ کو اذیت اور تکلیف پہنچانے سے گریز نہ کرتا۔ اس کی بیوی اُمِّ جمیل رات کے وقت آپؐ کے دروازے کے سامنے کانٹے ڈال جایا کرتی کہ صبح آپؐ نکلیں تو آپؐ کو اذیت پہنچے۔ نبوت سے قبل آپؐ کی صاحبزادیوں (اُمِّ کلثومؓ اور رقیہؓ) کا نکاح ابولہب کے دو بیٹوں کے ساتھ ہو چکا تھا۔ ابولہب نے ان دونوں سے کہا کہ جب تک تم ان دونوں کو طلاق نہ دے دو، میرا تم سے ملنا حرام ہے۔ ان دونوں نے باپ کے کہنے پر اپنی بیویوں کو طلاق دے دی۔ کتبِ حدیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپؐ جب دعوتِ اسلام کے لئے نکلتے تو ابولہب آپؐ کے پیچھے یہ کہتا ہوا چلتا "لوگو! یہ جھوٹا ہے اور اپنے آباؤ اجداد کے دین سے منحرف ہو گیا ہے۔"

Marfat.com

ان حالات میں نام لے کر ابولہب کی مذمّت کی گئی کیونکہ خاندانی آداب و روایات کے تحت یہ بات ناقابلِ یقین سمجھی جاتی ہے کہ کوئی چچّا اپنے بھتیجے کے لئے اس قسم کی باتیں کرے یا الزام تراشی کرے اور بُرا بھلا کہے۔ اس سورۃ کے نزول کے بعد ابولہب پر پاگل پن کے اثرات ظاہر ہونے لگے وہ عجب بے معنی اور بے ہودہ گفتگو کرتا جس سے سبھی لوگ سمجھ گئے کہ یہ بھتیجے کی دشمنی میں پاگل ہو چکا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا گیا کہ دین کے معاملہ میں کسی بداہنت یا لاگ لپٹ کی کوئی گنجائش نہیں۔

Marfat.com

ترجمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝

"ٹوٹ گئے ابو لہب کے ہاتھ اور نامراد ہو گیا وہ۔ اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا وہ اس کے کسی کام نہ آیا۔ ضرور وہ شعلہ زن آگ میں ڈالا جائے گا اور (اس کے ساتھ) اس کی جورو بھی' لگائی بجھائی کرنے والی' اس کی گردن میں مونجھ کی رسی ہو گی۔" (لہب: 1-5)

تفسیر

اس سورت کی تلاوت سے ایک بہت ہی اہم بات سامنے آتی ہے۔ وہ یہ کہ ابولہب تنہا وہ شخص ہے جس کا نام لے کر قرآنِ مجید میں اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے پھٹکارا گیا۔ یہ سورت رہتی دنیا تک تلاوت کی جاتی رہے گی۔ ادھر یہ بات اپنی جگہ پر اہم ہے کہ یہ شخص حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قریب ترین رشتہ دار تھا۔ خونی رشتے کے اعتبار سے کوئی شخص بھی آپؐ کا اس قدر قریبی نہ تھا جتنا کہ ابولہب۔ یہ شخص آپؐ کا چچا تھا اور آپؐ کی دو صاحبزادیاں بھی اس کے دو بیٹوں کی منکوحہ تھیں لیکن وہ امتِ مسلمہ کا بدنصیب ترین انسان ثابت ہوا کیونکہ اس نے آپؐ کی نبوت کا نہ صرف انکار کیا بلکہ دین کے خلاف باقاعدہ مہم چلائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مستقل طور پر بکواس کرنے لگا۔

اس کے بالکل برعکس حضرت سلمانؓ فارسی ہیں جو خونی رشتہ' رنگ' نسل اور علاقہ کے تعلق کے اعتبار سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بعید ترین شخصیت تھے مگر دین حق کی محبت کا کرشمہ دیکھئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **سلمان مِنّا اَھْلَ الْبَیْت** "سلمان ہم میں سے ہے۔ ہمارے گھر کا آدمی ہے۔"

Marfat.com

Marfat.com

سورہ الاخلاص (۱۱۲)

نام

یہ نام اس سورۃ میں لفظاً کہیں موجود نہیں یہ نام اس مناسبت سے ہے کہ اس کے معارف و حقائق پر ایمان لانے والا شخص شرک سے نجات پالے گا اور آخرت میں جہنّم سے نجات۔

زمانۂ نزول

مکّی زندگی میں اس سورۃ کا نزول ہوا۔

مضامین

نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف مواقع پر لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات کی بابت سوالات کئے جن کے جواب میں یہ سورۃ نازل ہوئی:

الف۔ مشرکین نے سوال کیا کہ رب کا نسب کیا ہے؟

ب۔ جس رب نے آپ کو بھیجا ہے وہ کیسا ہے؟

ج۔ آپ کا رب کس چیز (دھات یا مادہ) سے بنا ہوا ہے؟

د۔ آپ کا رب کیا کھاتا پیتا ہے؟ اور اس کا وارث کون ہو گا؟

اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا تذکرہ قرآنِ مجید کی مختلف آیات میں متعدد مواقع پر مذکور ہے مگر اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کی بابت اجمالاً ساری کیفیات ذکر کر دی گئی ہیں۔ متعدد کتبِ حدیث میں ذکر ہے کہ سیدنا بلالؓ کا مالک جب آپ کو تپتی ریت پر لٹا کر چھاتی پر پتھر رکھتا تو آپ پر غشی طاری ہو جاتی۔ جب ہوش آتا تو آپ کی زبان پر یہی الفاظ جاری ہوتے "اللہ اَحَدٌ!" اس سورت میں معبود کی بابت ان تصوّرات کو باطل قرار دے دیا گیا جن کی رو سے یہ سمجھا جاتا تھا کہ معبود مخصوص شکل و صورت اور جسم رکھتا ہے۔ نیز یہ کہ ان کی بھی نسل کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

عیسائیوں کے ہاں باپ' بیٹے اور روح القدس کا جو تصور پایا جاتا تھا' اس کی نفی کر دی گئی۔ اسی طرح یہودی بھی اللہ تعالیٰ کے جسم اور مادیت کے قائل تھے۔ ان سب تصورات کو اس کو اس ایک سورۃ کے ذریعہ بیک قلم باطل قرار دیا اور فرمایا کہ میرا رب یکتا ہے' اس کا کوئی ہمسر نہیں اور نہ اس کا کوئی نسبی سلسلہ ہے۔ اس سورۃ کی فضیلت کے بارے میں متعدد روایات مذکور ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورۃ کے بارے میں فرمایا کہ ایک دفعہ اس کی تلاوت کرنے والے کو تہائی قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب ملتا ہے۔

Marfat.com

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝
وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

"کہو وہ اللہ ہے یکتا۔ اللہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد۔ اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔" (الاخلاص: 1-4)

Marfat.com

سورہ الفلق (۱۱۳)

نام

پہلی آیت کے ایک لفظ سے اس کا نام ماخوذ ہے۔

زمانۂ نزول

مدنی زندگی میں اس سورۃ کا نزول ہوا۔

مضامین

انسان کے عقیدہ و نظریات میں جو چیزیں خلل انداز ہو سکتی ہیں ان کا ذکر کر کے ان سے پناہ مانگنے کی تلقین کی گئی:

1- تاریکی۔

2- دنیا کی زیب و زینت اور شہوات۔

3- دشمنوں کی ایذا رسانی۔

1- ظاہری اور باطنی دونوں تاریکیوں کو یہاں مراد لیا گیا۔ سورج سے قبل تاریکی انسان کو برائی کی طرف مائل کرتی اور اس کے نظریات میں تزلزل کا باعث بنتی ہے۔

2- دنیا میں پیدا کی گئی آسائشیں اور اسباب شہوت انسان کو رب کی یاد سے غافل بناتے اور لذّات و شہوات میں غرق کر کے رب سے دوری کا باعث بنتے ہیں۔

3- دشمن کی شرارت اور سازشیں بھی انسان کے یقین و اعتماد کو متزلزل کرنے کا باعث بنتی ہیں۔ خاص طور پر جب شریر اور بد عقیدہ لوگ انسان کو غیر مرئی اثرات کے ذریعہ تنگ کرتے ہوں۔ ان تینوں اشیاء کا ذکر کر کے فرمایا کہ جب انسان اپنے رب پر یقین و اعتماد کی راہ پر گامزن ہوتا ہے تو توہمات' دنیا کی آسائشیں اور شہوات نیز اس کے دشمنوں کی کوششیں اس کو راہِ راست سے بہکانے کا سبب بنتی ہیں۔ اس لئے ان اشیاء کے خالق کی پناہ میں آ کر ان سب مصائب و مشکلات سے نجات حاصل کی جا سکتی ہے۔

نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسّط سے اُمّتِ مسلمہ کو تلقین کی گئی کہ ایسی نازک اور سنگین صورتحال میں اپنے رب کی پناہ میں آنے کے لئے یہ الفاظ کہے کیونکہ وہی ان آفتوں اور مصائب سے نجات دہندہ ہے۔

Marfat.com

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ○ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ○
وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ○ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۙ○
وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ○

"کہو' میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے رب کی' ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے اور رات کی تاریکی کے شر سے جب کہ وہ چھا جائے' اور گرہوں میں پھونکنے والوں (یا والیوں) کے شر سے' اور حاسد کے شر سے جب کہ وہ حسد کرے۔" (الفلق: 1-5)

"صبح کے رب" کی ترکیب دل پہ اثر کرتی ہے۔ پو پھٹے اور صبحِ صادق کا منظر ہر دل والے کے لئے عجیب کیف رکھتا ہے۔

ہم اہلِ نظر کو ثبوتِ حق کے لئے
اگر رسول نہ آتے تو صبح کافی تھی

مطلب یہ ہے کہ ہم اس پروردگار کی پناہ و حفاظت میں آتے ہیں جو رات کی سیاہی کو صبح کی روشنی میں بدل دیتا ہے۔ گویا لطیف انداز میں یہ اللہ تعالیٰ سے دعا بھی ہے کہ ہماری روح کی تاریکیوں کو نور سے بدل دے' ہمارے باطن کی ظلمتوں کو ہدایت کی روشنی میں تبدیل کر دے' ہمارے جسم و جان جو چلتے پھرتے لاشے ہیں' انہیں حیات بخش دے اور ہماری پیاسی شخصیتوں کو اپنی ذاتِ گرامی سے محروم نہ فرما۔

آ کہ نہ جانے تجھ بن کب سے
روح ہے لاشہ جسم سے مدفن

وہ عشق دے کہ سانسوں میں بس جائے تیرا نام
وہ کیف دے کہ تجھ کو پکارے مرا لہو

دامانِ تنگ وسعتِ امکاں ترے بغیر
ہستی ہے ایک پیکرِ بے جان تیرے بغیر

ہر سانس ایک تازہ جراحت کا ہے پیام
نشتر بنی ہوئی ہے رگِ جاں ترے بغیر

Marfat.com

آواز دے رہی ہیں تجھے دل کی دھڑکنیں
دل ہے مثالِ قطرۂ لرزاں ترے بغیر

سورہ الناس (۱۱۴)

نام

پہلی آیت کا ایک لفظ عنوان قرار دیا گیا۔

زمانۂ نزول

مدینہ منورہ میں اس کا نزول ہوا۔

مضامین

سورۂ فلق کے بعد اس سورۃ میں ان اسباب کا ذکر کیا گیا ہے جن کا اثر انسان کے باطن اور قلب کے ساتھ ہے۔ اس سورۃ میں انسان کے اعتقاد کو مضبوط بنایا گیا ہے اور وہ تمام اسباب جو انسان کی گمراہی کا باعث بن سکتے ہیں، ان کی حقیقت سے انسان کو آگاہ کیا:

1- جتھہ بندی اور جماعت۔

2- بادشاہی۔

اس سلسلہ میں فرمایا کہ انسان کو زمانۂ طفولیت سے عقل و شعور کے دور تک اللہ تعالیٰ ہی پہنچاتا ہے۔ اب یہ انسان عقل و شعور اور جسمانی طاقت و غلبہ کے زعم میں گمراہی اور سرکشی پر کیوں آمادہ ہوتا ہے؟ حقیقی بادشاہی اور غلبہ تو اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے اور بس!

انسان پر نقص و کمزوری کا غلبہ ہے نہ کہ کمال کا۔ اس لئے ان تمام اوہام و خیالات سے نکالنے کے لئے فرمایا کہ اگر بدی کی طاقت تمہیں ان چیزوں کی بابت کسی زعم اور خیال میں لا کر بہکانے کی کوشش کرے تو اپنے رب، کائنات کے شہنشاہ اور معبود برحق کی پناہ میں آجاؤ تاکہ انسان یا جنات میں سے بدی کی طرف مائل کرنے والوں کی شرارت سے محفوظ رہ سکو۔ کیونکہ بدی کی طاقت چھپ کر وار کرتی ہے جن سے بچنا مشکل ہوتا ہے۔ اس کے لئے اپنے رب کی طاقت پر اعتماد اور اس سے دُعا ضروری ہے۔

ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ مَلِكِ النَّاسِ ۙ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ
مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۙ
الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ
مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

"کہو: میں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے رب' انسانوں کے بادشاہ' انسانوں کے حقیقی معبود کی اس وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے جو بار بار پلٹ کر آتا ہے' جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے خواہ وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔" (الناس: 1-6)

سورۂ فلق اور سورۃُ النّاس کو "مُعَوَّذَتَیْن" کہا جاتا ہے۔ یعنی وہ دو سورتیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور پناہ مانگی جاتی ہے۔

تفسیر

سورۃُ النّاس میں اس ذات جَلَّ مَجْدُہٗ سے پناہ مانگی گئی ہے جو انسانوں کا پروردگار (رب) ہے' انسان کا حقیقی بادشاہ (ملک) ہے اور انسان کا معبود حقیقی (اِلٰہِ النّاس) ہے۔ مطلب یہ کہ اصل پالنہار بھی اللہ تعالیٰ ہے' اصل قوت کا مالک بھی ہے اور عبادت و اطاعت کا اصل حقدار بھی وہی۔ اسی کی پناہ میں آنا چاہئے۔ کسی اور کی حفاظت کی ضرورت نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنا چاہئے؟

شیاطین جن و انس کے شر سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں۔ وسوسوں کی ترتیب کچھ یوں ہوتی ہے: سب سے پہلے تو وہ گمراہ معاشرہ (شیاطین انس) کے ذریعہ ایسا ماحول پیدا کرتے ہیں' ایسا نظامِ تعلیم نافذ کرواتے ہیں کہ اللہ رسول کی طرف توجہ نہ کی جا سکے۔ اگر کچھ اہلُ اللہ کی کوشش سے دین کی دعوت کا سلسلہ چل اٹھے تو پھر وہ کفر' شرک' دہریت یا اللہ اور رسول سے عداوت پر مختلف "دانشورانہ" طریقوں سے اکساتے ہیں۔

اس میں ناکامی ہو تو کبیرہ گناہوں کو حسین و مزین بنا کر پیش کرتے ہیں۔ اس میں بھی ناکامی ہو تو یہ خیال ڈالتے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے گناہوں میں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ ان شیاطین جن و انس کی ایک خطرناک چال یہ ہوتی ہے کہ وہ

Marfat.com

انسان کے تصورِ دین کو غلط انداز میں پیش کرتے ہیں اور یہ سمجھاتے ہیں کہ انسان دینِ حق کو بس اپنی ذات تک محدود رکھے' اسے غالب و نافذ کرنے کی فکر نہ کرے۔ اگر کوئی شخص ان تمام چالوں سے بچ نکلے تو پھر شیاطین جن و انس کا گروہ ایسے شخص پر پل پڑتا ہے' اس پر پوری طاقت سے حملہ کرتا ہے' اس کی کردار کشی کرتا ہے اور اسے ہر طرف سے بدنام اور رسوا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اس موقعہ پر خود شیطان ہی اس شخص کو غُصّہ و غیرت دلا کر کہتا ہے کہ ان حملہ آوروں کا مقابلہ کر۔ اس حربہ سے وہ پھر اس انسان کو اپنی ذات کے دفاع اور دین کے کام سے غفلت میں ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس موقعہ پر بھی اگر انسان بچ نکلے تو شیطان بے بس ہو جاتا ہے۔ یہی وہ مواقع ہیں جن میں انسان کو اپنی ذاتی قوت کی نفی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حفاظت و پناہ میں آجانا چاہئے کہ ان شیاطین سے نمٹنا رَبُّ النَّاس' مَلِكِ النَّاس اور اِلٰہِ النَّاس ہی کا کام ہے۔

قرآنِ مجید کا آغاز سورۂ فاتحہ اور اختتام مُعَوَّذَتَیْن پر ہوتا ہے۔ سورۂ فاتحہ میں انسان ربُّ العالمین' الرَّحمٰن' الرحیم اور مالکِ یَوْمِ الدِّین سے اقرارِ عبودیت کے بعد ہدایت کی دُعا مانگتا ہے۔ جواب میں اسے قرآنِ مجید کی شکل میں هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ عطا کر دی جاتی ہے تاکہ اسے تدبّر اور تذکّر سے پڑھے اور اپنی ذات پر اور اپنے ماحول پر غالب و نافذ کرے۔ یہ کام آسان نہیں۔ اس میں بہت نشیب و فراز ہیں' بہت مشکلات و مصائب ہیں' شیاطین کی طرف سے سازشوں کا جال ہے مگر

جو رہ عشق میں قدم رکھیں
وہ نشیب و فراز کیا جانیں

لیکن انسان کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی پناہ و حفاظت درکار ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کا اختتام معوذتین سے کیا گیا تاکہ اس راستہ پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہے اور شیاطین کے مقابلے کے لئے اللہ تعالیٰ کو آگے کر دے اور خود بے فکر ہو جائے۔

Marfat.com

دُعائے ماثورہ

اَللّٰھُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ
وَاجْعَلْهُ لِیْ اِمَامًا وَّ نُوْرًا وَّ هُدًی وَّ رَحْمَةً ط
اَللّٰھُمَّ ذَکِّرْنِیْ مِنْهُ مَا نَسِیْتُ وَعَلِّمْنِیْ مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَهٗ
اٰنَآءَ الَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّهَارِ وَجْعَلْهُ لِیْ حُجَّةً یَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ○

"اے اللہ! تو میری قبر میں میری وحشت کے وقت ایک رفیق عطا فرما۔ اے اللہ! تو اس باعظمت قرآنِ کریم کے صدقے مجھ پر رحم فرما اور قرآنِ کریم کو میرے لیے رہبر، روشنی، ہدایت اور رحمت بنا۔ قرآنِ کریم کی جو چیز میں بھول گیا ہوں تو مجھے یاد دلا دے اور جو میں نہیں جانتا وہ تو مجھے سکھا دے اور تو مجھے رات و دن قرآنِ کریم پڑھنے کی توفیق عطا فرما۔ اے تمام جہانوں کے مالک تو قرآنِ کریم کو میرے لئے دلیل و برھان کی مضبوط سند بنا دے۔"

(آمین ثم آمین)

Marfat.com

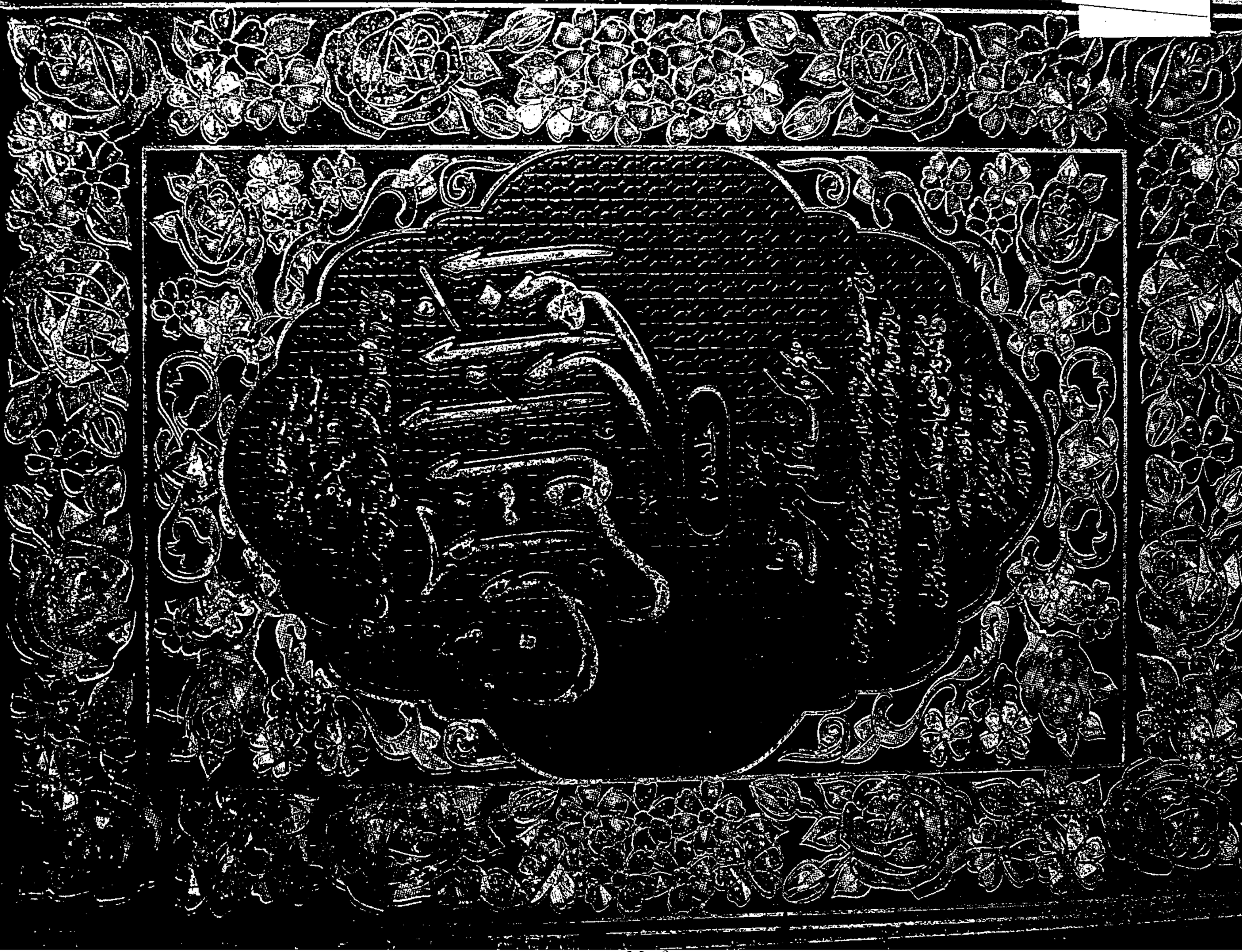

Marfat.com